۲۳۶۲
علامہ حیدری عروج
مسیّب نامہ

مسیب نامہ
قلمی نسخہ

وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَام

الحمد لله که درین زمان سعید حصه ششم

غلبه حیدری

معروف به

مسیب نامه

مطابق بست و چهارم ماه اپریل سنه ۱۹۰۲ عیسوی

[illegible] سنه ۱۳۱۹ [illegible]

در مطبع اثناعشری طبع شد
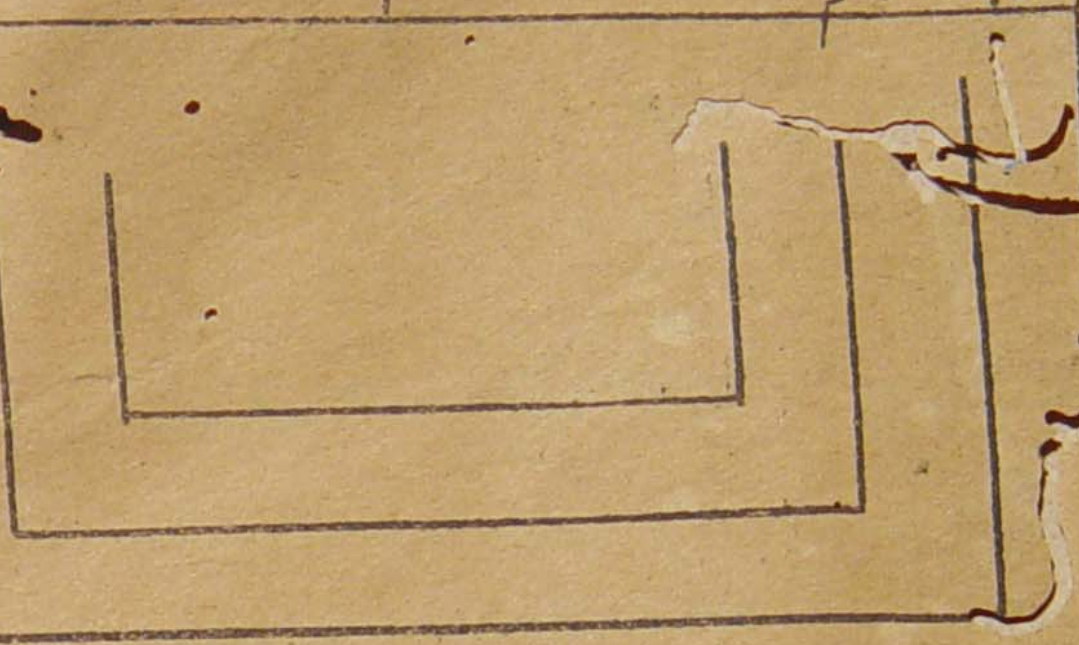
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد حمد و نعت کے خاکسار ذرۂ بیمقدار سید
سجاد علی ناظرین کیخدمت مین عرض کرتا ہے کہ بعد ملاحظہ اس حصہ ششم کے کمترین کے
حق مین دعاے خیر فرمادین اور اس تذکرہ شہدا کے سننے سے ثواب بیحساب حاصل
کرین وباللہ التوفیق وھو خیر رفیق ۔

معرکہ ۳۶ سی و ششم

سخن سراے داستان صداقت نشان وناقل حکایات دلفریب وراستی انجام کے
زبان معتمد بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسی دن امداد ابن زیاد کے لیئے جب
فوج کثیر شام شقاوت نشان سے آئے کہ سب لوگ شمار مین ساٹھ ہزار
فوج مین ہوگئے اور لشکر ظفر اثر مومنین مین کل نو دس ہزار آدمی باقی رہے
ابن سلیمان نے متردد ہو کر ورقا ابن عازب سے کہا کہ اے دلاور اب اسمین کیا
مصلحت ہے ہماری فوج مین تو سپاہ بہت کم ہے اور ابن زیاد کے لشکر مین سپاہ

اردنیون کی جمعیت ہوگئی ہے پس اے نامدار اگر مناسب ہووے تو آج میدان
کارزار سے کنارہ کش ہو کر ہم لوگ اپنے گھرون کی راہ لین [illegible] سپاہ
مجتمع کرکے پھر آکر اس بدگہر سے پیکار جو ہو کر مطلب دلی حاصل کرین یہ سنکے
ورقاے نامدار نے منغص ہوکر کہا کہ اے ابن سلیمان عالیشان خاموش ہو کہ ایسی
باتین تیری شان جرأت و ہمت کے شایان نہین ہے اور اے دلاور سواے
اس خردمند کے اگر یہ بات ہماری سپاہ ہمت پناہ سن پائے گی تو ابھی شکستہ دل
ہوکر ایسی ہمت ہار دیگی کہ پھر ایک آدمی بھی تیرے پاس دم بھر نہ ٹھہرا رہے گا بلکہ حصول
مقصد سے مایوس و محروم ہوکر آوارہ دشت ادبار ہو جائے گا اور اے سردار محمد ابن
سلیمان ہر چند کہ تیری راے کامل مناسب وقت ہے مگر صبر و تامل کے ساتھ بات
کرنی لازم ہے کہ اسوقت ایسے کلام کا موقع نہین ہے اور اگرچہ [illegible] دشمن بیشمار ہی
تو کیا ہوا فضل کردگار بھی تو بے حد و بیحساب ہے مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان
قوی تر است ؛ اور اے نور دیدہ من مین قبیلہ بنی ازدمین نامہ بھیجکے لوگ امداد کے
لئے بلواتا ہون تو بھی اپنے پدر مہربان سلیمان کے پاس خط لکھ کے اوسکے پاس
سے فوج بلوائے کہ بغیر ازاس تدبیر کے اسدم کوئی بات مناسب نہین ہے پس
محمد ابن سلیمان نے اس کلام ورقا کو مستحسن سمجھ کر اپنے باپ کے لئے چند کلمہ مختصر
فقط حال جنگ و جدال و طلب امداد مین لکھ کے عمیر کو نامہ دیکے جب شباشب
روانہ کردیا تو ورقا نے بھی ایک رقعہ رقم کرکے قاصد کو دیکے قبیلہ بنی ازدمین بھیجدیا
ولیکن جب صبح نمودار ہوئی اور ابن زیاد نے جنگ گاہ مین آکر اپنے لشکر کی صفین
آراستہ کین تو ورقاے نامور نے بھی اپنی سپاہ جرأت پناہ کو مقابلہ لشکر او مرجانہ لعین مین
صف آرا کیا اور طبل جنگی فوج طرفین مین جب بجنے لگے تو سپاہ جانبین یکبار اپنے اپنے
مقام سے حرکت پذیر ہو کے آپس مین متقابل ہو کر ایسے مستعد مقاتلہ و محاربہ ہو گئے

کہ دونون طرف کے لوگون سے کارزار رستم اسفندیار کا سامان ظاہر ہوگیا اور
ہر ایک آپس میں [illegible] گویا ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا کہ بغیر گفتگوے زرہ
برش تیغ آبدار و سنان جانستان کے کوئی کسی سے کچھ ہمکلام نہوتا تہا غرض صبح سے
تا شام بازار کارزار جب اسطرح پر گرم رہا اور بہت سی لاشین میدان قتال مین
جابجا پردے زمین پر مانند انبار خس و خاشاک ڈھیر ہوگئین تو ناچار وقت شام سوداے
کاسہ اشت تمام دیکھکر خریداران جنس خالص نام آوری جنگ گاہ سے اپنے اپنے لشکر گاہ کو
پھر گئے اور اوسدن بھی قریب پانچ سو جوانان شہامت نشان کے لشکر اسلام مین سے
ہرچند دار السلام مین جاکر منزل گزین ہوے والا فوج ستم کے پانچ ہزار نابکارون نے
بھی درجہنم پر جاکے قیام کیا اور وہ شب گذر گئے جب دوسرا دن آیا تو لشکر طرفین پھر
حرب گاہ میں آئے تا شام ایسے مشغول جنگ و جدال رہے کہ اوس روز بھی بہت سے
لوگ دونون طرف کے مارے گئے القصہ اسی طرح نو دن تک جب معرکہ جدال و قتال
گرمی پذیر رہا تو دسوین دن عراق کی بہت سی سپاہ بہر امداد ابن زیاد آگئی کہ اونکے
آنے سے فوج مشرکین کی ہمت دوبالا و عبید اللہ ابن زیاد کی قساوت قلب بہر
حرب افزون ہوگئی اور سپاہ جرات دستگاہ اہل دین کو ہرچند اس حال کے دیکھنے
سے فوج بدحواسی نے گھیر لیا مگر یہ غضنفر معرکہ آرا شہدائے دشت کربلا علیہ السلام کے
حال پر نظر کرکے لشکر بدخصال کفار سے درستی کار جنگ و جدال مین کسی طرح باز نہ رہتا تھا تنگر
اوسی روز قریب ایک پہر کے دن آیا اور اوسی حال مین یکبار گرد عظیم ایک گوشہ صحرا سے ایسی
نمودار ہوئی کہ چادر غبار نے روے خورشید الانور کو حجاب مین کر لیا اور دود دوش نگاہ در
داویکے ہونے سے نشان اذا زلزلت الارض و شور قیامت کے آثار جب آشکار
ہوگئے تو صولت آمد فوج دریا موج دیکھکر دونو لشکر خیال کارزار سے باز رہ گئے تا سپاہ
سپاہ دلیری دستگاہ مین مصروف ہوگئے بنا گاہ عمیر ابن طارق نامور کا نشان لشکر

جب نمایان ہوا تو دیکھا کہ وہ دلاور دوبارہ ہزار مرد جرار بنی ازد ہمراہ لیئے ہوئے لشکرگاہ
فوج مومنین کی طرف متوجہ ہوا اور یہ حال خوشنودی مآل جب کہ سپاہ اسلام
جسدم باہم تہنیت کے کلام کرنے لگے تو اہل شام کے دل پر رنج و الم سے ایسا
ابر سیہ غم چھا گیا کہ تیرہ دل گھبرا کر دیوانہ وار ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے
مورخین بیان کرتے ہین اوس گروہ قلیل ہین اعلام فیروزی نشان اس کثرت سے
تھے کہ گمان فوج کثیر اونپر ہوتا تھا اور تمام میدان وفور علم ہاے زنگار رنگ سے اسدم
اسطرح پر غیرت بخش تختۂ گلزار ہو گیا تھا کہ دیدہ ہاے اہل بصیرت اوسکے تماشا سے روشنی
پذیر فرحت و سرور ہوتے تھے اور ابھی اس فوج دریاموج کے خیمے برپا نہو چکے تھے کہ
غبار بے پایان پھر ایک گوشۂ میدان سے نمایان ہوا لیکن اوس غبار کو دیکھکر لشکر
طرفین اس خیال سے ایسے متردد ہوئے کہ باضطرار تمام ہر ایک شخص آپس مین دوسرے
سے کہنے لگا کہ دیکھیے یہ لوگ کسکی امداد کے لئے آتے ہین اور بعد شگاف ہونے دامن
غبار کے علامت گروہ شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام کے آثار جب نمودار
ہوے تو دیکھا کہ تیس ۳۰ ہزار مرد جرار بنی خزاع مین سے ہم جدی محمد ابن سلیمان کے
ایسے نامدار لوگ دو اسپہ چلے آتے ہین کہ اوس گروہ حق پژوہ مین ہر ایک پہلوان
پرشاک قوت و ہمت نریمان رستم دستان کو کارِ کارزار مین تعلیم دینے والا تھا اور
اسطرح کے ہر فن مین صاحب کمال عدیم المثال تھے کہ نوک سنان سے چشم ناظر
تماشاے نیزہ بازی مین سرمہ لگا دینے پر مہیا و تیر اندازی مین ایسے بے نظیر کہ اگر
چاہین تو تیز اب نوک پیکان سے دیدہ سوفار سوزن کو قدح کر کے تشنہ امتحان کے
تئین جام مشاہدہ سے سیراب کر دیوین اور بکمال تیغ زنی مین ایسے صاف دست
کہ مانند خیار تر سرہاے کرگدن کو ایک جنبش دست سے جو زنگ کرنے مین شہرۂ آفاق
تھے القصہ ان لوگون کے آنے سے محمد ابن سلیمان کو نہایت خوشی حاصل ہوئی اور

اور ہر ایک سے بغل گیر ہو کر خیریت احوال پوچھنے لگا تو دوپہر کے بعد پھر ایک گرد صحرا میں ایسی بلند ہوئی کہ زمانہ غبار سرخ معلوم ہونے لگا اور مقابلہ باد تند سے جب وہ تمام غبار شگافتہ ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ایک گروہ دلیری انبوہ تین ہزار آدمیوں کی جمعیت سے بانگیں ہائے سرخ اس شان و شوکت سے چلا آتا ہے کہ سب نیزے ہاتھوں میں لیئے ہوئے کمانیں کاندہوں میں لٹکائے ترکش زیب پشت کیئے تلواریں کمروں سے لگائے گھوڑوں کی باگیں اوٹھائے برابر برابر باندہے ہوئے چلے آتے ہیں اور علامت باسعادت کے نشان سے جب ثابت ہوا کہ یہ سب لوگ غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام گروہ قبیلہ بنی ازد بنی عم ورقا ابن عازب نامدار دشمن جان قوم بنی امیہ سے ہیں یہ حال دیکھکر ورقائے نامور بالکمال سرور و شادمانی و کشادہ پیشانی شکر عنایت ایزد منان ادا کرکے ابن سلیمان سے کہنے لگا تونے قدرت خداوند جہان کا بھی معاملہ کچھہ دیکھا یا نہیں کہ بسبب برکت ولائے جناب شیر یزدان علیہ السلام حضرت خداوند رحمن نے تو دشمن کے ہمکو شر اشرار سے محفوظ رکھکے عین یاس دہراس میں ہمارے لیئے یاور وغمگسار بھیجکر لیسا ہی محفوظ کیا بیت منشین ترش توازگردش ایام کہ صبر ٭ گرچہ تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ٭ مشہور ہے کہ اوسدن بازار کارزار عدم خریداری جنس جدال و قتال مجاہدان دشمن شکار سے بہت گرم ہوا کس لیئے کہ خیال سودائے خوف و رجا میں لشکر طرفین کے لوگ ہر دم مصروف رہے اور وقت غروب آفتاب جب طرفین کی فوج سے طلایہ نکلا تو سپاہ جانبین جاکر اپنے اپنے خیاموں میں بے خوف آرام سے استراحت پذیر ہوئے القصہ دوسرے دن بعد نماز صبح سپاہ فوج مومنین یکدل ہو کر باہم جب اس بات پر قسمیہ ہوئے کہ اگر خلقت مشرق و مغرب ابن زیاد بانی فساد کی طرف مجتمع ہو کے ہم سے برسر جنگ ہوگی تو زنہار ہم لوگ استراحت کے ارادے سے کمریں نہ کھولینگے جب تک کہ یہ سر زیاد زندہ رہیگا اور اسی بات پر متفق ہو کر تمام سپاہ شہامت دستگاہ نے ورقا ابن عازب

علمبردار سے جا کر بطریقہ بیعت ادا کیا کہ بے سردار کے فوج تباہ و خراب رہتی ہے بس
جب ورقا ابن عازب نامدار پر سرداری فوج کی عہدے نے قرار پایا تو اوس دلاور
نے اپنے لشکر کے جوانوں کو مانند نیزہ و تلوار و سپر و زرہ وغیرہ کے جیسے جو دینا ضرور
تھا تقسیم کر کے لوگوں کو بآراستگی تمام میدان میں لا کر علم ہائے رنگارنگ کے
پھریرے کھلوائے کہ نظر مردم میں سامان گلزار کو جلوہ گری دے کے سپاہ کوہ پر
حرب دشمن اسطرح پر صف آرا کیا کہ میمنہ و میسرہ لشکر محمد ابن سلیمان و طارق
کے سپرد کر کے آپ قلب لشکر میں جا کر کھڑا ہوا اور ام عامرہ مومنہ نے جب دیکھا
کہ مومنین حربگاہ میں صف آرا ہو چکے ہیں وہ نور دیدہ پسر عفیف بھی اسباب جنگ
سے آراستہ ہو کر بہ گروہ فر تمام لشکرگاہ سے نکل کے صف قلب لشکر کے سر سے پر
جا کر کھڑے ہو رہے اور ابن زیاد نے فوج ورقا ابن عازب نیک سیر کو اسطرح پر آراستہ
دیکھا تو اپنے لشکر کو بھی میدان کارزار میں صف آرا کیا اور سرنگوں نشان سپاہ تباہ کے
لشکر میں جابجا علم ہو گئے اور طبل جنگی بجنے لگا تو جوانان لشکر اسلام کے آواز طبل و
قرنا سنکر سب نشۂ جرأت و شجاعت میں جھومنے لگے اور بعضے اپنے رہواروں کو بقصد
جنگ کاوؤں پر لگانے لگے غرضکہ طارق اعمش شیر دل اپنے رہوار کو چھیڑ کر رجز
پڑھتا ہوا اس شان سے سوئے میدان چلا کہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے
میں نیزہ لیئے ہوئے شبرنگ گھوڑے پر سوار اور خود و زرہ و چار آئینہ سے آراستہ حربگاہ
میں آکر بعد ادائے مدح جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام اعدایان دین یزید
ابن معاویہ و پسر زیاد وغیرہ کی مذمت بیان کر کے کہنے لگا کہ اے پسر مرجانہ لعنت خدا
تجھ پر بلکہ تیرے آبا و اجداد پر باوجود اس دعوے اسلام کے فرزند جناب خیر الانام
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کو تو نے تشنہ لب و
شکم گرسنہ شہید کرایا اور اے بدین کوئی کافر حربی اسطرح کا کام نہ کریگا جو تو نے کیا

کہ نام اسلام کا خراب کیا بخت تیرے زندہ درگور ہو جانے کا یہ مقام تہا کہ کفار [illegible] عمل
بد کے مرتکب ہوکے جنپر لعنت کرتے ہین بس اے نامرد اس عمل قبیح کی خجالت سے تجھکو تو کسی کو
منھ دکھانا روا نہ تہا اور اوسکے عوض جمعیت کر کے شیعیان جناب حیدر کرار علیہ
السلام سے لڑنے کو آتا ہے اے پسر زیاد مین تجھسے بلکہ یزید سے بھی اندیشہ ناک نہین ہون
تو عبث اس جمعیت پر نازان ہو کر قلب لشکر مین کھڑا ہے کے مجھے اپنا گروہ دکھاتا ہے اے
ستمگر مین غلام جناب حیدر و صفدر علیہ السلام ہون اگر تجھے تقویت امداد یزید سے
دعوی ہمت و دلاوری ہووے تو سپر تلوار پکڑ کے میدان مین آکر مجھسے دو دو ہاتھ لڑ لے
دیکھون تو بنی امیہ کی اولاد مین تو کیسا بہادر اور دلیر ہے اور اے شخص بھلا ان بیچارے
چند درہم کے اجرہ دار سپاہیون کو رزم گاہ مین بھیجکر اپنی جان کو میرے ہاتھ سے کیون اپنا
بچاتا ہے واللہ اگر خواہش خداے برتر بھی میرے قصد کے شریک ہے تو مین تجھے بلے مارے
نہ چھوڑونگا کیونکہ جسطرح تو میرا دشمن جان ہے مین بھی اسی طرح تیرے خون کا پیاسا
ہون لازم ہے کہ آج تو خود حرب گاہ مین آکر مجھسے میدان داری کرتا اور بندگان خدا جو
قتل سے محفوظ رہین لکھا ہے کہ ابن زیاد گفتگوے طارق ابن اعمش سے از بس خفیف
و خجل ہو کر ایک مرتبہ اپنی سپاہ دین تباہ کی طرف دیکھ کے بہ غیظ تمام کہنے لگا کہ ہے کوئی
ایسا دلاور جو کہ اس زبان آور کو زبان تیغ و سنان سے جواب دیکے خاموشی مرگ سے
آشنا کر دیوے یہ سنکے ایک بدکردار فوج شام کے سردارون مین سے کہ دس ہزار نابکارون
کا افسر تہا ہمیشہ وہ لعین تنہا میدان کارزار مین پانچ سو مردان کار کے برابر مقابلہ عدو مین
کام کرتا تہا ایک بار اپنے پرے سے نکلکر ابن زیاد سے وعدہ قتل طارق اعمش کر کے
جنگ گاہ مین آکر بعد تعریف یزید و ابن زیاد نیزے کو تان کر مرکب کو کاوے پر لگا کے
جسدم طارق نامور پر حملہ ور ہوا تو وہ دلاور بھی نیزہ لیکے اوس سے مقابل ہو گیا اور جب
تین وار نیزون کے آپس مین ایک دوسرے کے خالی گئے تو چوتھے وار مین طارق نامدار نے

یا حیدر کرار علیہ السلام کہہ کر ایک نیزہ اوسکو مار کر پشت مرکب سے جدا کر کے اس زور سے روے زمین پر دے مارا کہ تمام استخوان اوس بے ایمان کے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئے

محاربہ و مجادلہ لشکر زیند اور طارق نامدار معہ دیگر دلاوران جرار از فوج اشرار اہل نار
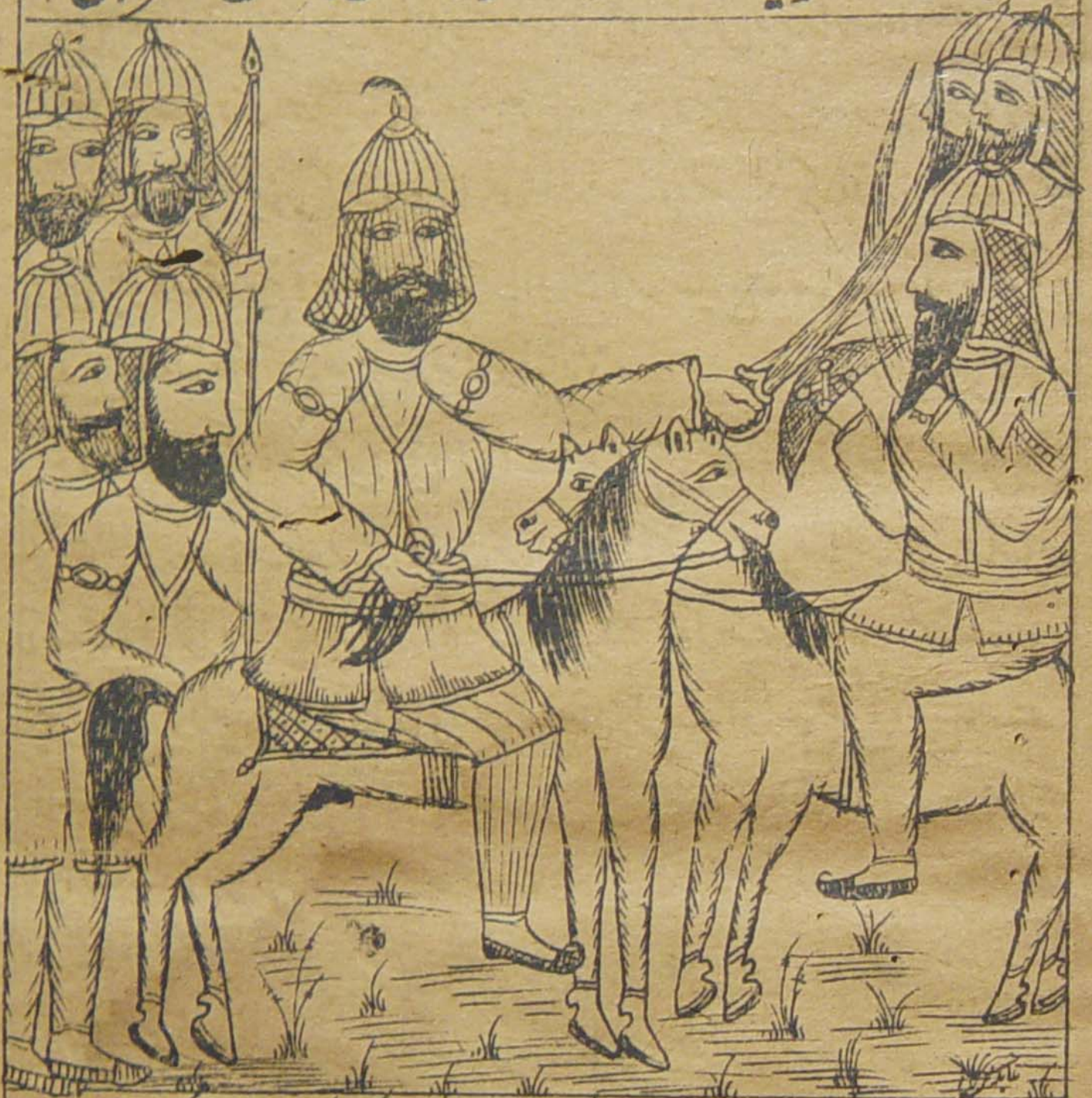
پس سپاہ دین نے یہ حال اوس نیک خصال کا دیکھ کے بعد نعرۂ تکبیر جب شور احسنت اوس دلیر کی شان مین بلند کیا اور فوج ابن زیاد کو ایسی حیرت ہوئی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھ کے کہنے لگا کہ اے برادر خدا خیر کرے آج بے طرح یہ شگون بد اول جنگ مین ہوا ہے کہ ایسا نامآور پہلوان رشک جرأت و ہمت سام و نریمان طارق کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کہ جسکے مارے جانے سے کمر ہمت لشکر شام ٹوٹ گئی

اور اسی حال مین ایک اور خونخوار لشکر کفار سے جنگ گاہ مین آکے طارق نامور
سے مقابل ہوا پس اس دلیر نے اوسکے سر پر ایک ذوالفقار ایسا کیا کہ ناصاف وہ
ستمگر دو ہو کر واصل جہنم ہو گیا تو ایک اور مردود ثانی نمرود تاؤ پیچ کھا کے حربگاہ
مین مثل برق آکر طارق عالی گہر سے مقابل ہوا مگر اس دیندار نے اوسے بھی بات
کرنے مہلت نہ دی اور ایک چشم زدن مین سوے دوزخ روانہ کیا اور اوسی طرح
پے در پے ستر آدمیون کو لشکر اہل نار مین سے جب واصل جہنم کیا تو یہ حال پر ملال دیکھکر
ابن زیاد کا مونھ رنج و بیم سے زرد ہو گیا اور لشکر مومنین سے صدائے واہ واہ و فوج
بیدین سے نعرہ آہ آہ کا غل جسدم بلند ہوا تو قریب اس حال کے اوس بیدین کا احوال
پہونچا کہ ہول کے مارے مرغ روح بدذات قفس تن سے پرواز کر جاوے پس طارق
الہمش نامور نے جب پھر مبارز طلب کیا اور کسی بدبخت کا حوصلہ میدان جنگ مین
آنے کا نہ پڑا تو ابن زیاد ہر ایک کا منھ دیکھکر کہنے لگا کہ اے یارو کچھہ دیکھتے ہو اس
ابوترابی کو کہ کیسی آفت ناگہانی سے سامنا پڑ گیا ہے اور کسی طرح اس بلا سے
نجات نہین ہوتی ہے پس اے ایہا الناس بجان یزید ابن معاویہ اگر یہ کسی حیلہ سے
مارا جاوے اور اس بے جگر کا سر میرے پاس کوئی بطور نذر لاوے تو مین خلعت
و زر سے ایسا سرفراز کرون کہ قارون سے ہمسری کا دعوی کرنے لگے اور اسی طرح
کے کلمات بیہودہ و فریبندہ اوس بیدین نے بہت سے بک کر ہر چند اپنا مغز خالی کیا
ولیکن اوس بدگہر سے کسی نابکار نے بسبب خوف جان حکم میدان داری نہ لیا
بیان کرتے ہین کہ اوسدم ابن زیاد حیرت و فکر مین تھا کہ اب کیا ہوگا اور ایک طرف
غلبہ حال شجاعت طارق نامور نے بیدینون کو غرق بحر تحیر کیا تھا اور دوسرے سمت
سے احوال پہلو تہی رفقانے بدکردار کی روح ناپاک کو دستگیر اندیشہ ہزیمت و ہلاکت
کر کے مانند نقشہ تصویر کر دیا اور جب کسی بدخو نے طارق جنگجو سے عزم رزم نہ کیا تو

ناچار وہ بھی کہ دار مرکز کو مہمیز کر کے آپ سوے رزمگاہ عازم ہوا کہ یکبار ایک جفاکار
صعلوک شامی نامی اپنی جا سے حرکت کر کے پسر زیاد کے روبرو جا کر کہنے لگا کہ بعد
امیر تو آپ بہر رزم طارق اعمش کیوں نہیں جاتا ہے حکومت شہر موصل تو میرے
نام پر مسلم کر دے تو مین جنگ طارق کا عازم ہو کر اوسے مار کر تیری نذر کے لیئے
اوسکا سر لے آؤن یہ سنکے وہ ملعون خوش ہوا اور جواب دیا کہ اے صعلوک
طارق کا سر لانے کے صلہ مین امیری موصل کیا چیز ہے وہان سے تا شام جتنے
شہر ہین ایسے تیرے تابع فرمان کر دونگا کہ مانند میرے سب تیرے حلقہ بگوش رہینگے
غرض وہ بد اصل دیو صورت فریب غول سیرت مین آ کے راہی میدان نبرد ہو کر
طارق دیندار کے برابر جا کے ایک بار اپنی دلیری و بہادری کے عقیدہ بد پر
بہت سا فخر و مباہات کرنے لگا کہ اوس سفاک دشمن اولاد پاک جناب صاحب
لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور رہتا کہ جب کسی کو محبان جناب
شیر یزدان علیہ السلام مین سے قتل کرتا تہا تو اوس شہید کے خون سے
اوسکا نام ولقشہ کاغذ مین رقم کر کے بصورت تعویز بازو پر باندہ لیتا تہا پس طارق
نامدار نے جب یہ بیہودہ گوئی اوس نابکار کی سنی اور اوس ملعون کو بغض اہلبیت
رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام مین شدید تر پایا تو باہستگی تمام پوچھا کہ
اے لعین اپنا نام و نسب و وطن تو اظہار کر کہ آیا تو عراقی ہے یا شامی یا اور کسی
ملک کا رہنے والا ہے اے جوان ہر چند ظاہر مین تو بڑا قد آور ہے والا بسبب
سیرت بدعداوت جناب شاہ ولایت علیہ السلام کہ تجھ مین موجود ہے
تیرا قد بلند و جسم قوی میری نظر ہمت مین پست و ضعیف معلوم ہوتا ہے مشہور
ہے کہ وہ بد انجام طارق کا یہ کلام سنکے بغیظ تمام کہنے لگا کہ اے ابوترابی کیا تو
مجہے نہین جانتا تمام عالم مین میرا نام مثل آفتاب و ماہتاب روشن ہے اے

سے بے خبر مین صعلوک شامی دشمنی علی و آل علی علیہم السلام مین تمام ملاعنین نامی ہو رہا ہون کہ شب و روز قتل محبان علی و اولاد نبی علیہم الصلوۃ والسلام میرا دن کچھہ کام نہیں ہے بلکہ اب تجھے آپ معلوم ہو جاویگا کہ محبت آل سفیان مین تجھ سے مین کیا سلوک کرتا ہون یہ سنکے طارق نامور نے جواب دیا کہ اے لئیم تو اپنی زبان سے مملو کی مالک جحیم کا اقرار کرتا ہے خیر دیکھہ تو مین تجھ سے کسطرح پیش آکر تجھے دستگیر اجل کر کے سوے دوزخ روانہ کرتا ہون کہ زمین و آسمان اور وحش و طیور تیرے حال زار اور میرے کار کو دیکھہ کر متحیر ہونگے اور اے بدگہر مدت سے مین تو تیری تلاش مین تھا شکر خدا کہ آج تو مجھے نظر پڑا بس اب تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جا سکتا ہے یہ کہہ کے طارق نامور نیزے کو تان کر مرکب کو جولان مین لا کے جب اوس لعین پر حملہ آور ہوا تو اوسنے جلد دستی کر کے ایسا ایک نیزہ پہلوے طارق دیندار پر مارا کہ وہ دلاور اوس زخم کاری سے بیتاب ہو کر قاش زین سے روے زمین پر گر پڑا بس عمر ابن طارق اپنے چچا زاد بھائی کا یہ حال دیکھہ کے گھوڑے کو ڈپٹ کر مثل برق صعلوک بدگہر کے برابر پہونچکر اوس پر حملہ در ہوکے معروف پیکار ہوا تو کئی مومنون نے دوڑ کر طارق نامور کی لاش اوٹھا لی اور لشکر مین لیجا کے جسدم ورقا کے روبرو اوس دیندار کو زمین پر رکھہ دیا تو اوس دلاور نے یکبار ہوش مین آکر آنکھین کھول کے ورقا سے کہا کہ اے نامور ہزار شکر بارگاہ جناب کبریا مین کہ اپنی آرزو کے موافق صحراے کربلا مین دلاے جناب آل عبا علیہم السلام مین مارا گیا لیکن اے سردار مین تجھ سے ایک وصیت کرتا ہون لازم ہے کہ اوسکو بتوجہ دل عمل مین لا کر مجھے اپنا ممنون احسان کرنا اے ورقا ابن عازب مین جسدم اس دنیاے فانی سے سوے عالم جاودانی چلا جاؤن تو یہ تعویذ جو میرے بازو پر بندھا ہوا ہے اسے کھول کر بعد مطالعہ عبارت جو کچھہ لکھا ہو وسے موافق اوسکے عمل مین لانا اور اے برادر یہ مکتوب بہت دنون رقم کر کے اس خیال سے

مین نے اپنے بازو پر باندھ رکھا ہے کہ شاید بوقت مرگ مجھ کو وصیت کرنے کے حواس نہ رہین تو اوسکے مضمون کو دیکھ کر لوگ سب کام جو مجھے درکار ہین کر لیوین غرض بس یہہ کہہ کر مرغ روح اوس دلاور کا سیر گلگشت بہشت کا مشتاق ہو کر جب قفس تن سے نکل گیا تو رفقاے نامدار نے بچشم اشکبار اوسکے بازو سے وہ تعویذ کھولکر پڑھنا شروع کیا تو دیکھا کہ اوس مومن پاک نے لکھا تھا کہ اے مسلمانو جسدم اس دنیاے ناپایدار سے مین راہی دار القرار ہو جاؤن تو مجھے دشت کربلا مین لیجا کے دفن کرنا اور جو کچھہ مال و زر میرا بعد اصراف دفن و کفن باقی رہے وہ سب خدمت سید الساجدین علیہ السلام مین بھیجدینا کہ مینے اپنی جان و دولت کو اونکی راہ مین فدا کرنے کا عہد خداے برتر سے کیا ہے اور میرے زن و فرزند کا اسمین کچھہ حصہ نہین ہے یہ سب اوسی جناب کی خدمت مین پہونچا کر میرا سلام بہی اوس امام کی جناب مین عرض کر دینا پس ایہا المومنین جو کوئی یہ وصیت میری بجالا کر روح رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشنود مجھے ممنون کریگا خداوند دوجہان اوس سے راضی ہووے گا اور حتی الامکان جو شخص اس وصیت کے بجالانے مین قصور کریگا وہ پیش خدا و رسول و جناب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام مشغول الذمہ ہے القصہ یہ سب مضمون مکتوب پڑھ کر رفقاے عالی گہر نے موافق تحریر عمل کر کے اور اوس مومن پاک کی لاش کو جوار گنج شہیدان مین لیجا کے جب دفن کر دیا تو بعد اوسکے تمام مال و زر اوس نیک سیر کا فی الفور خدمت جناب امام زین العابدین علیہ السلام مین بھجوا دیا کہتے ہین کہ عمیر ابن طارق عالی وقار جب صعلوک بد گہر سے مقابل ہوا اور بعد رد و بدل بیشمار اوس دلاور نے ایک تیر صعلوک بے پیر پر لگایا تو وہ خدنگ قضا آہنگ بسبب بقاے حیات ملعون کچھہ کارگر نہ ہوا اور اوس لعین نے بغیظ تمام حملہ ور ہو کر دھوکا دیکے ایک نیزہ

اس زور سے امیر طارق دلیر پر لگایا کہ باوجود روکنے سپر قبہ دار پر کہ اوس نامور نے اوسکے
وار کو اوسپر روکا تہا وہ خشت فولادی سپر و زرہ کو توڑکر ناف عمیر سے گذر کر پشت سے
نمایان ہوا بس عمیر دیندار اوس ضربت جانگاہ سے بے طاقت ہوکر کلمۂ شہادت زبان پر
جاری کیا اور گھوڑے سے زمین پر گر کر راہی بہشت برین ہوا تو صعلوک ستمگر
گھوڑے سے اوترکے اپنے عقیدہ کے موافق خنجر سے سر عمیر ابن طارق تن سے جدا
کرنے کے خیال و تحریہ و تصویر دو اسم کی درستی سامان مین مشغول ہونے لگا
تو ام عامرہ مومنہ بہی گھوڑے کو دوڑا کے یکبار مثل اجل اوس بدعمل کے سر پر جا پہنچی
اور ضربت سنان جانستان سے اوس بے ایمان کو بے جان کرکے حکومت دوزخ کے
عوض مرتبۂ صدر نشینی الوان جہنم دیکے لاش عمیر ابن طارق جنگاہ سے اوٹھا کر حبیب
و رفقا کے پاس لے آئی تو اس مصیبت جانکاہ سے وہ دیندار ایسا اشکبار ہوا کہ
تمام لشکر اسلام اوسکے رونے سے بآہ و نالہ ابن طارق کے ماتم مین رونے لگا اور جب
اوس دیندار کو بہی طارق ایمش کے برابر پہلوے گنج شہیدان معرکۂ دشت کربلا مین
بصد حزن و الم دفن کر چلے تو ام عامرہ مومنہ پہر حرب گاہ مین جا کر لشکر اہل شر سے
مبارز طلب ہوئی مگر لشکر یزیدیان مین سے کوئی شقی اوس صالحہ کے مقابلہ کے لیے
اس سبب سے نہ آیا کہ سب ملعونون کے دلون مین اوسکی دہشت اس درجہ
سما گئی تہی کہ جب اوس مومنہ کو ستم شعار میدان کارزار مین آتے دیکہتے تہے
تو اکثر بدگہر بدحواس ہوکر آپس مین ایک دوسرے سے اوسکی طرف اشارہ کرکے
کہتے تہے کہ خدا خیر کرے پہر وہی دلیر صف شکن حرب گاہ کی سمت آتا ہے غرض
ابن زیاد اپنے لشکر روبہ شعار کا یہ حال دیکہ کر جب غضبناک ہوکے ہر ایک سے
کہنے لگا کہ اے کم ہمتو ایک سوار سے تمہارا یہ حال ہے کہ اوسکے مقابلہ سے منہ چراتے
ہو بہلا اتنی ہمت تو نہ ہارو کہ مردان دلاور کے لیے یہ بات معیوب ہے ای جوانون

اگر یزید سے تمکو خلعت و انعام لینا ہے تو سب لوگ یکبارگی حملہ ور ہوکے اس ابوترابی
کو تیغ و سنان تیر و تبر سے ایسا زخمی کرو کہ تاب گریز بھی باقی نہ رہے اور اگر اسطرح معرکہ ہو
لڑنے مین اس سے کوئی اندیشہ ہووے تو کہان ہین کماندار و خدنگ انداز کہ اس
ایک سوار کو اول بارش باران تیر سے مجروح و عاجز کرکے پھر تہ تیغ بیدریغ کرین
اے جفاشعارون جو شخص اسے مار کر اسکا سر لاوے گا شامات و موصل کی حکومت
سے اوسکو سرفراز کرکے مال و زر سے بے نیاز و مالامال کردونگا بس جب اوس مکار
نے ایسی باتین کرکے اون بیدینون کو راضی کیا تو ایک مشرک اس طمع خام کے
خیال سے آکر گھوڑے کو چھیڑکر راہی جنگگاہ ہوا اور امام عامرہ مومنہ کے برابر آکے جب
مصروف پیکار ہوا تو اوس شیر بیشہ شجاعت نے ایک دم زدن مین اوس نابکار کو
مار کر دار فنا سے سوے دار البوار روانہ کردیا بلکہ سر اوس بیدین کا ازروے کین خنجر آبدار
سے جدا کرکے لشکر ستم کو دکھاکر جسدم جنگگاہ مین پھینک دیا تو ایک اور بدبخت
اپنے دل کو سخت کرکے حربگاہ مین آکر امام عامرہ صالحہ سے برسر پرخاش ہوا
ولیکن بنت عفیف نامور نے اوس نطفہ شیطان کو بھی باوجود سنگینی سامان
حرب و اسلحہ و جوشنین پے در پے ضربون کے کھانے سے جب نظر رفقا مین
خفیف و حقیر کرکے واصل جہنم کیا تو تیسری بار ایسا اور ستمگر اون دونون سے
اسلحہ و جوشن مین زیادہ آراستہ مطیع خاص اصحاب ثلاثہ مرکب کو ڈپٹ کر مثل
برق رزمگاہ مین آکر اوس مومنہ سے دوچار ہوگیا اور جب بعد رد و بدل بحسا
ئذہ افسر اصحاب نار بھی واصل جہنم ہوا تو ایک اور بدگہر بھی اوسی طرح باغ دنیا سے
داخل خارستان دوزخ ہوا اور پے در پے انتالیس ناریون کو مار کر مانند گندہ
جہنم جسدم زمین پر ڈالدیا تو خواص خمسہ سپاہ ابن زیاد بدنہاد معہ اوس بانی
فساد کے ایسے پراگندہ ہوگئے کہ پھر کسی بدکردار مین حوصلہ مقابلہ و مجادلہ اوس شیر

بیشئہ دلاوری سے باقی نہ رہا مشہور ہے کہ اوسدم ہر چند ام عامرہ مومنہ نے مبارز طلب
کیا اور لشکر کفار مین سے ایک نابکار بھی بہر کارزار راہی حرب گاہ نہوا تو یہ حال اون بد
نالون کا دیکھکر ام عامرہ قلب لشکر کفار کے برابر جاکر لوریز یاد بدنہاد کو مخاطب کرکے
پکاری کہ اے پسر مرجانہ ملعون اگر تجھمین بالذات دلاوران معرکہ وغا سے لڑنے کی
ہمت نہین ہے تو یہ سب سلاح و جوشن اپنے تن نجس پر آراستہ کرکے میان مصاف گاہ
قلب لشکر مین آکر کیون کھڑا ہوا ہے اے بے حیا جب یہ سامان رزم زیب بدن
کرکے مردان پیکار کی صف مین آکر استادہ ہوا ہے تو پھر آپ کیون نہین بہر حرب
دلاوران جنگجو رزمگاہ مین آکر ہنر مردانگی دکھاتا ہے اور بھلا ان چار درہمون کے
اجورہ دارون کے تئین سردارون کے مقابلہ کے لیئے بھیجکر عبث انکو کیون ہلاک
کرواتا ہے اس بات سے تجھے کیا حاصل ہوگا پس اے مردود اگر کچھہ بھی تجھے دعوا
مردی و دلاوری ہے تو اسوقت عازم حرب گاہ ہوکر مجھسے مشغول وغا ہو والا معجر
و مقنع کا لباس اختیار کرکے مانند عورتون کے گھر مین بیٹھ رہ کہ تیری اس دستار بیحیائی
سے پارچہ نجس بہتر ہے القصہ عامرہ مومنہ کی ان باتون سے اوس بیدین کو جب
کچھہ شرم و حیا دامنگیر ہوئی اور اسلحہ و جوشن سے خوب آراستہ ہوکے ایک مرکب
باد رفتار پر سوار ہوکے آپ عازم میدان قتال ہونے لگا تو یہ حال دیکھکر فوج بدنہاد
نے یکلخت ہر سمت سے مثل اہل فریاد شور بے حساب بلند کیا کہ اے امیر خبردار اس
جوان رستم شان سے تو زنہار عازم پیکار نہونا کیونکہ فقط تیری ذات کی سلامتی سے
ہمکو اپنی حیات کی امیدواری ہے اور جسدم تو مارا گیا تو ہمارا جیتا رہنا مرنے سے
بھی بدتر ہے اے پسر زیاد اگر تجھکو اپنی جان کا کچھہ پاس و خیال نہین ہے تو ہمارے
حال پر رحم کر کہ اپنی ایک جان دیکے ہم ہزارون فدیاتون کو خراب و برباد کرنا کچھ
اچھی بات نہین ہے اور اسی حال مین بسیار نامی ایک حرامی طوس کا رہنے والا

ابن زیاد بد نہاد کے روبرو آ کے جب کہنے لگا کہ اے امیر قسم ہے سر یزید پلید و گور معاویہ علیہ الہاویہ کی مین بلالے ہوس مال و زر مین اصلا بتلا نہین ہونگا فقط دشمن کشی کا فخر اپنے لیئے بس جانتا ہون کس لیئے کہ مردان دلاور کے لیئے یہ دولت لازوال ایسی ہے کہ اسکے سبب سے تا قیامت جہان مین مشہور و معروف رہیگا اور مین تجھکو بھی صورت مرتبہ و منزلت مین مثل یزید پلید سمجھتا ہون کہ وہ خلیفہ عصر اور تو اوسکا نایب ہے پس امید وار ہون کہ امیر کوفہ پہلے مجھے رخصت حربگاہ سے سرفراز کرے تا مین جا کے اوس دشمن سے مقابل ہون اور اپنے مطالب دلی حاصل کرون اور اے پسر زیاد ہر چند کہ مجھے ایسے لوگون سے کہ قبایل عرب و عجم مین نامور نہین مقابل ہونے مین تامل ہے الا جب آپ سرور لشکر اوس سے لڑائی کا عازم ہوا ہے تو بناچاری اوسکے قتل پر مستعد ہونا پڑا اے سرور لشکر شام لازم ہے کہ تو ذرا تامل کر تا مین اس زنگ ملال کو آئینہ خاطر احباب سرداران آل بنی امیہ سے زائل کر کے ثواب جہاد سے کامیاب ہو جاؤن اور اگر یہ ملازم سرکار اس کام کے انصرام مین عاجز ہو جاوے تو پھر سردار لشکر کو اوسکی درستی مین مصروف ہونے کا مختار ہے غرض اوس لعین کی اس گفتگو سے ابن زیاد کے تن بیجان مین جان آگئی تو وہ ملعون خندہ پیشانی ہو کر اوس نابکار کو دعاے خیر سے یاد کر کے کہنے لگا کہ اے دلاور جانانہ تیرے نام کے دولت طول عمر بھی تیرے لیئے اس جہان فانی مین بصد شادمانی و نعمت ہمیشہ باقی رہے پس یہ سنکے وہ ملعون یکبار خود زرہ و چار آئینہ وغیرہ سے مسلح و مکمل و تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر تلوار علم کیئے اور ایک کمند دل پسند فتراک زین سے باندھے ہوئے مرکب بادپا کو جولان کرتا ہوا جب رزمگاہ مین آیا تو اوسکے آنے سے عجب طرح کا تہلکہ دل مومنین مین پڑ گیا بیان کرتے ہین کہ وہ شقی کمند افگنی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا مین

ہنر رکھتا تھا اور تیر اندازی و نیزہ بازی کے فن مین بھی ایسا بیمثال تھا
کہ اوس شہر میرے مقابل ہونے مین بڑے بڑے سپاہیون کو تامل و پیش تھا
اور وہ بدگہر بقصد گرو فرام عامرہ مومنہ کے برابر جب آکے پہونچا تو شمشیر تلوار کو
ہاتھ مین تول کے یہ کلمات نازیبا زبان پر لایا کہ میرا مثل آج اس زمانہ مین نہین
ہے اگر رستم و سہراب ہوتے تو میری غلامی کا حلقہ کان مین ڈالتے القصہ
عامرہ اوس مردود کے ان کلمات واہیات سے طیش و غضب مین آکے
تلوار کو نیام سے کھینچ کر کہنے لگی کہ اے بیدین مینے تجھ سے اکثر بیہودہ مقال
اس زمانے مین آخر کو پریشان حال ہوجاتے دیکھے ہین اے بدکردار اب
زبان کو ایسے کلمات بیجا سے کوتاہ کر کے ہاتھ کو بہر کارزار دراز کر کہ اجل تیری رفاقت
کے لیئے رزم گاہ مین موجود ہے اور جو ہوس تیرے جی مین ہووے اوسے جلدی
عمل مین لا دالا اس جہان فانی سے آرزومند ہووے ملک جاودانی چلا جاویگا
اور اے بدسیر یہ تمام ہذیان جو بکا ہے تو بھلا اوس مین سے ایک تھوڑا سا آثار
میرے سامنے بھی تو اظہار کر تا مجھے بھی معلوم ہو جاوے کہ تو کیسا دلاور جنگجو
ہے جو اپنے حال پر اسقدر فخر و مباہات کرتا ہے اے لعین بس اب جد و جہد عدو
افگنی مین جلدی کر تا دیکھین کہ آج کون فتحیاب ہوتا ہے یہ سنتے ہی وہ ملعون
غضبناک ہو کر جب ام عامرہ مومنہ پر حملہ آور ہوا اور آپس مین دونون جنگجو
شمشیر زنی کے ہنر کو ایک دوسرے کے تئین دکھانے لگے تو بڑے عرصہ تک دونون
دلیرون مین تلوار کی لڑائی رہی مگر کسی پر جب کسی کا وار کارگر نہ ہوا اور دونون
دلاور کار تیغ زنی سے تنگ ہو کر تلوارین پھینک کر باہم کمر بند بکمر مین ہاتھ ڈالکر
اس ارادے سے زور آزمائی کرنے لگے کہ ایک دوسرے کو پشت مرکب سے جدا کر کے
روے زمین پر دے مارین یکبار سپاہ جانبین اونکا تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئی

اور اسی خیال سے سبب باہم دونون نے اس درجہ پرزور کیا کہ ہر ایک کا کلیجہ موہنہ
کو آنے لگا تو کیا کمربندون کو استواری سے سست و ناخنون سے خون جاری
دیکھکر بنا چاری اس کار سے بھی باز آکے ایک دوسرے کی کمربند سے ہاتھ اوٹھا کر
علیحدہ جا کھڑی ہوئی القصہ جسدم بسیار ستم شعار اپنی سیہ قلبی سے کمند افگنی پر آمادہ
ہو کے فتراکزین سے کمند تاب دار کو کھولکر گھوڑے کو کاوے پر لگا کے حلقہ زدن
ہونے لگا تو ام عامرہ مومنہ نے یہ حال اوس بد مآل کا دیکھکر ملیدار اپنے چہرۂ پاک
رشک آفتاب سے نقاب اولٹکر اوس نابکار کو خواب غفلت کینہ جوئی سے بیدار کرکے
السا شراب تحیر سے بدمست کر دیا کہ وہ بدگہر بصورت القصویر سکتہ مین ہو کر تدبیر کار
جنگ آوری سے باز رہ کے چپکا کھڑا ہو گیا اور ام عامرہ مومنہ نے اوس بیدین کو
جب اس بلا مین مبتلا دیکھا تو اپنے دل مین سمجھ گئی کہ یہ لعین حلقہ کمند اجل مین
گرفتار ہو چکا ہے انشاء اللہ تعالی اب اسکے قتل کرنے مین کچھ درنگ نہین ہے
بس یہ خیال کرکے جب اوس مومنہ نے پکار کر کہا کہ اے لعین بلائے مدہوشی تجھ
مین اسقدر مبتلا ہو کے کار پیکار جوئی سے باز رہنا مناسب نہین ہے لازم ہے
کہ ذرا ہوش مین آکے آراستگی سامان مرگ مین مصروف ہو یہ سنکے وہ ملعون نگون
بخت بسبب نگہت خوش کلامی مومنہ پاک مستی خمار حیرت سے ہوش مین آکے جب
پوچھنے لگا کہ اے پری رخسار سچ بتلا دے کہ تو کون ہے اگر انسان ہے تو مینے حسن و
لطافت کا آدمی آجتک زمانے مین کبھی اپنی اس عمر مین نہ دیکھا اور نہ سنا ہے ام عامرہ
نے جواب دیا کہ اے لعین مین رشک حوران بہشت بریں بہترین صورت ملائکہ
فلک حکم خدائے جہان آفرین سے بسیرت و ہیئت انسانی قتل اعدایان شیعیان جناب
شیر یزدان علیہ السلام پر مامور ہون لکھا ہے کہ یہ شیرین گفتاری اوس مومنکی دیکھکر
بسیار نابکار بے اختیار سرشار نشہ شراب تردد و تحیر ہو کر جسدم فرط تشنگی ثبوت احوال سے

مثل صدف زمین کھول سکے ام عامرہ کا مونہہ دیکھنے لگا تو اوس صالحہ نے بسرعت
تمام اوس بدکار کے دہن ناپاک پر ایک نیزہ ایسا لگایا کہ زبان اوس بے ایمان
کی نیزے کے ساتھ گدی کے پار نکل گئی جب نیزہ اوس مومنہ نے کھینچا تو وہ
ناہنجار گھوڑے سے منہہ کے بھل زمین پر گر کے راہی سوے دوزخ ہوگیا تو لشکر
اسلام سے شور احسنت و فوج شام سے نالہ و احسرتا ایسا بلند ہوا کہ ابن زیاد
قتل لبید سے باخبر ہوکے کچھ کھسیانا سا ہوکر اپنی سپاہ گمراہ سے پکار کر کہنے لگا
کہ اے یاروا اب بہت سے لوگ یکم تبہ جاکر اس سفاک بیباک کو گھیر کے بہت
جلدی سے ہلاک کرو کہ اسکے جرات کے ستم نے میرے خانمان راحت و آرام کو
یکسر خراب تباہ کردیا ہے یہ سنکے ۲۰۰ دو سو سوار جرار لشکر کفار میں سے آمادہ کارزار
ہوکے جب سوے حرب گاہ چلے تو ام عامرہ مومنہ یہ حال دیکھ کر نام جناب
شیر خدا علیہ السلام ورد زبان کرکے گھوڑے کو جولان میں لاکر اون بدگہر دو گن
پر حملہ ور ہوکے ضرب تیغ آبدار بیدینون کو قتل کرنے لگی اور ہر چند وہ ستم شعار
بھی چار طرف سے اوس ہنر پر بیشہ وغا پر حربے لگاتے تھے الا افضل ایزد بیچمال
سے اوس مومنہ پر کوئی کارگر نہوتا تھا لیکن یہ جس نابکار پر وار تلوار کا کرتی تھی ہر
سوار کو معہ مرکب ہمار کرکے زمین پر گرا کے راہی بئس المصیر کردیتی تھی بس محمد
ابن سلیمان نامور نے جب یہ دیکھا کہ ام عامرہ مومنہ ملعونون کے نرغے مین
گھری ہوئی ہے وہ دلاور ایک بار مرکب کو ڈپٹ کر بہ تک کردار اوس مومنہ کی مدد
کے لیے جنگ گاہ مین جا پہونچا اور سپاہ بیدین کو قتل کرنے لگا اوس دم حرب گاہ
مین اون دونون دلاورون نے ایکسو دس ۱۱۰ آدمی اون دو سو بدبختون مین سے
بزور بہادری و دلاوری سے مار کر واصل جہنم کیے اور یقین ہے کہ اگر اوس دن
شام نہو جاتی تو اوس گروہ شام مین سے صبح قیامت تک بجز عرصہ محشر ہرگز

نہین کسی بیدین کا پتا نہ لگتا غرض جب وقت شام نے گروہ بدانجام سیاہکاران شام کی جان بچانے کے لیے اپنا قدم درمیان مین کیا تو دونو سردار عالی وقار غضنفر معرکہ آرا جہاد وقتل روبہ شعاران لشکر شام ستم انجام سے ہاتھ اوٹھا کے حرب گاہ سے اپنے لشکر کی طرف راہی ہو گئے اور سیاہ ابن زیاد بھی اس بات کو غنیمت جانکر اپنی جان بچا کر جب سوے صف لشکر کمبختی اثر چلے گئے تو فوج اہل اسلام محمد ابن سلیمان و ام عامرہ کو بہ پیش کش نقد تحسین و آفرین بیشمار محفوظ کرکے بزینت تمام اون دونون کو بیچ مین لیئے ہوئے جانب لشکرگاہ روانہ ہوئے اور لشکرگاہ مین پہونچکے ایک مومن اون دونون جوانون کی سلامتی جان و تن خصوصًا حال ام عامرہ پر شکر بے انتہا بارگاہ کبریا مین بجا لاکر بمشاہدہ قدرت حافظ حقیقی حمد و ثناے ایزدی مین بجان و دل مصروف ہوئے گروہ مومنہ اوسدن عجب طرح کے تہلکہ عظیم غلبہ اعداو بارش بے حساب آلات حرب اور زحمت جراحت سے محفوظ رہے تھے ان اللہ حفیظ لما یشاء وھو خیر الحافظین

معرکہ سی و ہفتم ۳۷

مصور بہزاد نگار معانی رقم مرقع اخبار احوال کارزار مجاہدین دیندار نے نقشہ حال نیرنگی روزگار کو اس صورت پر کھینچا ہے کہ اوسی شب کو بعد الفراغ نماز و اکل و شرب آب و طعام محمد ابن سلیمان نامور طول زمانہ جنگ و جدال مین تآل کار اپنے لشکر کا بڑا سوچ کے ورقا ابن عازب عالی وقار سے کہا کہ اے دلاور ہر چند کہ جبتک یور زیاد ستم ایجاد جیتا ہے ہم لوگون کو کسی طرح پر چین و آرام سے کام نہین ہے مگر اسدم میری نظر مین سواے اس تدبیر کے اور کوئی بات مناسب نہین ہے کہ جسطرح ہوسکے ان بد ناتون پر جمعیت کثیر سے جنگاہ مین لڑکے کسی صورت پر ہم مقاصد دلی کو نہ پہونچین گے اور علاوہ اس بات کے جسقدر کوشش کرکے ہم لوگ ان بدگہرون کو قتل کرتے ہین اوس سے

زیادہ یکبار ہر طرف سے لوگ انکی امداد کے لیئے آجاتے ہین چنانچہ ایسا موقع
کئی مرتبہ درپیش ہو چکا ہے اور جب ایسا ساماں ان بے ایمانون کے لیے مہیا
ہے تو یہ ولد القلب اول سے زیادہ جنگ و جدال پر مستقیم ہو کے لینہ جوئی پر آمادہ
ہو جاتے ہین پس اے نامور انکا تو یہ حال ہے اور ہمارے لشکر کے ہزارون مرد جوان
ابتک تلف ہو گئے پر کسی طرف سے ایک طفل صغیر بھی ہماری امداد کے لیے نہ آیا
اے ابن عازب عالی وقار اگر اسی طرح پر چند روز یہ معاملہ در بکار رہیگا تو یقین ہے
کہ ہماری سپاہ مین سے ایک جوان بھی زندہ نہ بچیگا اور جب باوجود ہلاک ہونے
تمام سپاہ ہمت پناہ کے بھی ہم لوگ حصول مدعا سے محروم رہے تو ہم لوگون کی اتنی
جد و کوشش کرنی بھی بیفائدہ ہو جاویگی پس اے نامدار اگر تیرے نزدیک بھی صلاح
ہووے تو آج شب کو ہم لوگ دور جا کے ان سیہ بختون کو قتل کرین کہ بغیر اسکے
بے اس امر کے کامیابی مطلب متصور نہیں ہے الحاصل ورقا ابن عازب عالی گہر
نے جب یہ تقریر محمد ابن سلیمان عالی نشان کی سنی تو اوس دلاور نے اوسکی تدبیر کو
پسند کر کے لشکر گاہ ابن زیاد بد نہاد پر شبخون کرنے کا اسطور پر ساماں کیا کہ کچھ لوگ
محمد ابن سلیمان کی ہمراہی مین دے کے اوس نامور سے کہا کہ تو لشکر گاہ اہل
ستم پر بائین طرف سے حملہ آور ہو اور مین داہنی طرف جا کر ان لعینون کو قتل کرتا ہون
اور ام عامرہ مومنہ سے کہا کہ اے صالحہ جسدم ہم لشکر اہل ظلم سے مشغول حرب و ضرب
ہو وین تو لازم ہے کہ اوسدم تو بھی سپاہ نصرت پناہ اہل دین کو ہمراہ لیکر ہماری
امداد کے لیئے آنا تا آج سب لوگ جانبازی کر کے دشمنان دین کو مار کر روے
زمین سے نابید کر دیوین الغرض محمد ابن سلیمان والا مکان تین ہزار آدمیون
کی جمعیت سے جب لشکر گاہ پور زیاد لعین کی بائین حد پر راہی ہوا تو اسیقدر لشکر
ظفر اثر ہمراہ لیکر ورقا ابن عازب نامور بھی دست راست لشکر گاہ ابن زیاد بد نہاد

کی طرف روانہ ہوا اور اتفاقاً پسر مرجانہ بھی اوسی شب کو اپنے لشکر شقاوت اثر کے سرداروں کو بلا کے سبب سے یہ کلمات درد و مصیبت آیات بلفظ حزن و ملال
جب بیان کرنے لگا کہ اے جوانو دوستان جناب شیر یزدان علیہ السلام کا کیا علاج کرون کہ اس رنج و الم سے دمبدم میری روح تحلیل ہوئی جاتی ہے
اسکا شکوہ دایہ زمانہ نے وقت ولادت مجھے آب مرگ سے نہلایا اور بجوش شیر
اور زہر ہلاکت مجھکو پلایا ہوتا کہ مین اوسی دن لباس ہستی کے بدلے خلعت
نیستی سے ملبوس ہو کر سزاوار اس خلعت نازیبا کے اندوہ و الم نہوتا اور
ایہا الناس اگر نظر انصاف سے ملاحظہ کرو تو حقیقت مین مجھ سے ننگ مردان
آل بنی امیہ کا دار دنیا مین جیتا رہنا سراسر محل حیف و ندامت ہے کہ ایک
کمترین لشکر زمانہ ام عامرہ سے بسبب کم ہمتی رفقا کے جنگ مین سربر نہین
ہو سکتا ہون باوجودیکہ اس فوج کثیر سے اوسکے قتل کی تدبیر مین شب و روز
مبتلائے فکر و تردد رہتا ہون اور جب اون دلاوران معرکہ عزا مثل ورقا ابن عازب
و محمد ابن سلیمان وغیرہ سے کارزار درپیش ہووے گی تو اوسوقت کیونکر صورت نجات
اونکے ہاتھ سے متصور ہووے گی کسلیئے کہ ہماری سپاہ مین ایسا کوئی دلیر صاحب
شمشیر اونکا حریف نہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ حربگاہ مین اونسے مقابل ہو کر
اونہین ہلاک کر کے ملک نام آوری پر متصرف ہووے گا اور اے یارو اگر تمہاری
راے بھی میری تدبیر کے موافق ہووے تو میرے نزدیک مناسب ہے کہ آج
اس پردہ شب مین ہم ان سب کو عین غفلت خواب مین تہ تیغ کر کے اونکے
دست زبردست محاربہ و مقاتلہ سے نجات حاصل کر لیوین یہ سنکے عمر سعد یکبار
تمام حضار مجلس سے پہلے بول اوٹھا کہ اے امیر کوفہ جو بات کہ تیرے ذہن عالی مین
آئی ہے اسی امر کو میرا دل بھی گوارا کیئے ہوئے ہے پس امیدوار اس عنایت بیغایت کا

ہون کہ اگر مناسب و مصلحت ہووے تو کچھ فوج میرے ہمراہ کر دیجئے تا مین اسی دم
جاکر ابوترابیون پر شبخون کرون مشہور ہے کہ یہ کلام اوس بدانجام کا سنکے
پسر زیاد نے خوش ہوکر بیس ہزار مرد جرار شام و بصرہ اوس بدگہر کے ہمراہ کر کے
کہا کہ اے ابن سعد تو آگے چل کے اونکے قتل مین متوجہ ہو مین بہی ایک دم بہر کے
بعد تیرے پیچہے آتا ہون اور عمر سعد اوس گروہ کو ہمراہ لیکے جب روانہ ہوا تو اتفاقاً
اثناے راہ مین ورقا ابن عازب نامدار سے وہ دوچار ہو گیا وہ بہی دلاور بہی اوسی
راہ سے چلا جاتا تہا اور یہ دونون لشکر جب باہم مقابل ہوگئے تو پہلے دونون طرف
سے ایسی تیراندازی ہوئی کہ بہت سے لوگ جانبین کے مجروح و ہلاک ہو گئے
و لیکن بعد اوسکے جب نیزہ و شمشیر پر نوبت آئی اور محمد ابن سلیمان بہی اس
حال سے مطلع ہوا کہ ورقا سے نامور فوج کثیر ابن زیاد سے فلان مقام پر لڑ رہا ہے
وہ دلاور بہی امداد ابن عازب کے لیئے آکے مصروف قتل اشقیا ہوا غرضکہ اب
کشت و خون ہونے لگا کہ ہر شخص کی زبان سے نعرۂ الحفیظ بلند ہوا اور کسی جنگجو کے
تیر و نیزہ و شمشیر کا وار جب خالی نہ پڑا تو ایک دم بہر کے عرصہ مین اوس میدان وغا
مین ہر سمت لاشون کے انبار ہو گئے پس عمر سعد لعین یہ حال دیکہ کے عزم فرار کو
قصد قرار پر افضل سمجہکر جب عنان مرکب کو پہیر کے آوارہ دشت ادبار ہو گیا اور
نشان لشکر بدسیر بہی سرنگون ہو گیا تو تمام سپاہ بہی اوس گمراہ کی یکمرتبہ جنگ و
جدال سے ہاتہ اوٹہا کے ہمپاے بیدین راہی وادی فرار ہوئے اور ابن زیاد لعین
بعد عمر بیدین چالیس ہزار آدمیون کی جمعیت لیکے دوسری طرف سے جو سوے
لشکرگاہ مومنین روانہ ہوا تہا تو ام عامرہ مومنہ بہی جاسوسون سے یہ حال سنکے
بارہ ہزار دلاوران نامدار کو ہمراہ لیکر اوسی سمت جا کے ایسی مصروف وغا ہوئی
کہ چشم فلک نے کبہی اسطرح کی لڑائی نہین دیکہی تہی کہتے ہین جب بعد کارزار

بیشمار و قتل سپاہ طرفین یکبار آثار صبح نمودار ہو گئے اور دیدۂ مردم ناحق شناس مین تمام و کمال احوال افواج طرفین بعینہ ذرہ ذرہ منکشف ہونے لگا تو سپاہ ام عامرہ کثرت لشکر ابن زیاد سراپا فساد کو دیکھکر ایسی گھبرائی کہ بعض شخص بدحواس و پراگندہ خاطر ہو کے میدان جنگ سے فرار ہوئے اور فقط دو سو جوان باایمان کہ ہر ایک پہلوان رستم شان تھا جب گرد ام عامرہ مومنہ کے کھڑے رہ گئے تو وہ صالحہ اون بدعمل فراریون کا یہ حال دیکھ کے پکار کر کہنے لگی کہ اے مومنو یہ کیا کم بختی و شامت تمہارے شامل حال ہوئی کہ ایسے وقت مین دشمنان دین و آل جناب ختم المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے سے منہ پھیر کے داغ خجالت و ذلت سے پیشانی نام دلاوری کو داغدار کرتے ہو اور ہر چند اوس مومنہ نے کہا کہ اے جوانو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے شرم کر کے وفائے عہد پر مستعد ہو کر نام جنگ جویان نامدار شیعیان جناب شاہ مردان علیہ السلام کو روشن کرو کہ یہ بات آئین مردی و مروت کے سزاوار ہے اون بدعہد فراریون مین سے کسی نے اوسکے کلام پر عمل نہ کیا اور آوارہ دشت ادبار ہو کے داغ رسوائی و بے اعتمادی سے اپنے چہرۂ نام آوری کو داغ بدنامی سے سیہ کر دیا القصہ جب وہ گروہ ناحق شناس وسوسہ شیطانی سے رہ نورد جادۂ فرار ہو گیا تو ام عامرہ مومنہ اوس جمعیت قلیل سے ابن زیاد بدنہاد کی اوس فوج کثیر سے ایسی برسر جدال و قتال ہوئی کہ بہت سے شامیون کو مار کر واصل جہنم کر دیا اور وہ مومنہ صالحہ مع رفقائے جانبازی کو اپنا رفیق شفیق کر کے تحصیل دولت خوشنودی خدا و رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام مین جب مصروف رہی تو تھوڑے سے عرصہ مین وہ سب دلاور اوس مومنہ صادقہ کے ہمراہ بصلائے رفاقت مین سوئے خلد پہونچے اور وہ شیر شجاعت بیشۂ میدان وغا مین تنہا رہ گئی تو تائید ایزدی پر نظر کر کے قتل کفار پر آمادہ ہو کر جسطرف فرقہ ستم پر حملہ ور ہوئی ہر حملہ مین تیس چالیس آدمیون کو ضرب نیزہ و شمشیر سے

مارکر سوے ملک عدم روانہ کرنے لگی تو ادہر ابن زیاد اوس مومنہ کی اس شجاعت
و ہمت کو دیکھکر اپنی فوج کو بصد لعنت و ملامت کہنے لگا کہ اے نامرد و لعنتی

حرب ام عامرہ مومنہ معا و فوج اسلام از لشکر ابن زیاد پلید

تمہاری اس زندگی بیفائدہ پر کہ تم قریب چالیس ہزار آدمیون کے ایک سے ایک مرد
جرار سوار و پیادہ زحمت جراحت سے سلامت با اسلحہ بیشمار میدان کارزار مین کہڑے
ہوئے ہو اور ایک عورت ہے کہ وہ فقط نیزہ و شمشیر سے لڑ رہی ہے عہدہ بر آ نہین ہو سکتے
اور اوسکا رعب اسقدر تمپر چہا گیا ہے کہ اوسکے مقابلے سے جان چہپاتے ہو اور بالفرض
اگر یہی ہے کہ تم اوس کے قریب سے نہین لڑ سکتے ہو تو دور سے باران تیر و خدنگ
اوسپر برسائے اسکو ہلاک کرو تا اسکی فکر سے تو فارغ ہو جاوین بس یہ کلام اوسکا سنکے
وہ گروہ ستم کچہہ غیرت مین آکر جب ہر سمت سے تیر و نکا مینہ اوس مومنہ صالحہ پر برسانے
لگے تو ام عامرہ صالحہ بہی برق کردار حملہ ور ہوکے اونکے غول کو مانند غولون کے طرف

صحرائی میں پراگندہ کرنے لگی اور اون ملعونون کے حربون سے جب سپر حفاظت
ایزدی اسنے زحمت جراحات سے اوسے محفوظ رکھا تو وہ مومنہ بہ تائید آسمانی اپنے
حال کی شہر یارے دیکھاکر اور بھی مثل شیر مست ہر سو گھوڑے کو ڈپٹ کر نیزہ و شمشیر سے
بے پیرون کو زیر و زبر کر کے حال شجاعت و دلیری دکھانے لگی الاجب تکا پوے
بے انتہا سے تگا ور اوس مومنہ کا تھک کے ایک جا پر گر پڑا تو کمند اندازان لشکر
بیدین نے اسکے چار سمت سے کمندین پھینک کر اوس غزال رعنائے عرصہ شیر دلی کو دام
کمند مین گرفتار کر کے بصد خواری و زاری روبروے ابن زیاد کے پیش کیا اور وہ
لعین جفا آئین گرفتاری ام عامرہ سے جب بے حد و حساب بلاے سرور شادمانی مین
مبتلا ہوا تو غلبہ مسرت بے پایان سے دیوانہ وار بصد اضطرار عنان مرکب کو سوے
لشکر گاہ شقاوت پناہ پھیر کے اپنی سپاہ گمراہ سے کہنے لگا کہ اے یارو مین آگے
چلتا ہون اب تم لوگ تمام مال و اسباب مقتولان ہمراہیان ام عامرہ کا بخوبی
لوٹ کے اسکو میرے پاس لے آؤ یہ کہہ کے جب وہ لعین سوے لشکر گاہ چلا
گیا تو اوس بیدین کی سپاہ درپے غارت اثاث مقتولان لشکر دین ہو کر تھوڑی
دیر کے بعد ام عامرہ کو اپنے لشکر گاہ کے سمت لیکر روانہ ہوے لکھاہے کہ ورقا
ابن عازب نامور و محمد ابن سلیمان عالی گہر ابن سعد کو ہزیمت دیکے با فتح و ظفر
جسدم اپنے لشکر گاہ مین آئے تو دیکھا کہ وہان سب خیام خالی ہین لیکن حال
دیکھکر اون دلاورون نے بصد تحیر و ملال جاسوسون کو بلا کے کہا کہ اس حال کو
دریافت کرو کہ یہ سب سپاہ ہمت پناہ ہماری مع ام عامرہ مومنہ کدہر گئی
ہے یہ سنکے خبر دارون نے خبر لگا کے جب آکر کہا کہ اے دیندارو تم لوگ جب
اوسطرف گئے تو بعد تمہارے ام عامرہ مومنہ بھی معہ سپاہ خبر آمد ابن زیاد لعین سنکے
اوسی مین تباہ سے لڑنے گئی تھی مگر سب ہمراہی اوس مومنہ کے فرار ہو گئے تو وہ مومنہ

گرفتار سپاہ بیدین ہو کے لشکر گاہ ابن زیاد بد نہاد مین گئی بلکہ سوا اسکے اور جو جو
احوال کہ معلوم ہوا تھا جب اون لوگون نے بیان کیا تو ورقا ابن عازب نامدار
و محمد ابن سلیمان عالی وقار گرفتاری ام عامرہ و قلت سپاہ سے دل شکستہ و ملول ہو
اون لوگون کو جو کہ اونکے پاس تھے ہمراہ لیکر دشت کربلا سے سوے صحراے نجف
چلے گئے الا جب دم صحراے نجف مین پہونچے تو ورقاے نامور اپنے لوگون سے کہنے لگا
کہ اے یارو مجھے گرفتاری ام عامرہ کا رنج بے حساب ہے ولیکن کیا کرون کہ مجھکو
اوسکے احوال کی مفصل اطلاع نہین ہے کہ آیا وہ مومنہ کس طور سے کہان ہے اور
دیکھیے ابن زیاد بد نہاد اوس سے کیا سلوک کرتا ہے ایسا نہو کہ وہ پھر غصہ مین آکے اوسے
بھی ہلاک کر ڈالے کہ نام و نشان عبد اللہ عفیف روے زمین پر باقی نرہے و ایھا المومنین
بخداے عز و جل اگر وہ دست ستمگر سے زندہ بچے تو انشاء اللہ الرحمٰن امداد روح پاک
جناب ائمہ ہدا علیہم السلام سے آج کل مین اوسے جا کر چھوڑا لائے لاتا ہون اور بطلا اوس وقت
اگر مجھے اوسکا حال معلوم ہو جاتا کہ وہ کہان ہے تو مین ابھی اوسکی رہائی کی کوشش کرتے
پور زیاد سراپا فساد اوسکی سپاہ زین تباہ کو چاہ اندوہ و الم مین محبوس کر دون یہ سنکے
ایک شخص نے ابن عازب عالی گہر سے کہا کہ اے امیر مین ام عامرہ مومنہ کی خبر لانے کے
لیے جاتا ہون انشاء اللہ تعالی اگر دست عدو سے زندہ بچا تو سب حال دریافت
کر کے تجھسے بیان کیے دیتا ہون یہ کہکے وہ دلیر مانند شیر بے خوف و خطر لشکر گاہ ابن زیاد
بد گہر کی طرف چلا اور اوس لعین نے باوجود سننے اس احوال کے کہ ورقا ابن عازب
و محمد ابن سلیمان لشکر گاہ کو چھوڑ کر کسی طرف چلے گئے ہین اس خیال سے اپنے
مقام سے حرکت نہ کی تھی کہ مبادا وہ دیندار اپنی جمعیت معقول بہم پہونچا کے
آج کل مین پھر کارزار آوین غرض یہ دیندار جب اوس ستمگار کے لشکر مین
پہونچا اور اپنے حسن طبیعت سے اون بیگانون سے آشنائی بہم پہونچا کر ایک وقت

دربار ابن زیاد غدار مین گیا تو دیکھا کہ وہ لعین مسند عالی پر بیٹھا ہوا اپنی فوج کے
سرداروں سے کہہ رہا ہے کہ اے یاروابھی یہان سے کوچ کرکے سوئے کوفہ چلاجانا
صلاح نہین ہے تا وقتیکہ حال رفقا سے کماحقہ اطلاع نہوگی کہ وہ اسی جوار مین کہین
ٹھہرا ہوا ہے یا اپنی قوم وقبیلہ مین چلاگیا ہے یہ کلام اوس ولدالحرام کا سُنکے جب
سبنے کہا کہ اے امیر یہی بات مناسب ہے جو تو کہتا ہے ابن عازب کے فتنہ
وفساد سے غافل ہو جانا خوب نہین ہے وہ بڑا مرد دلیر و دلے جگر ہے کہتے ہین کہ
اوس بیدین نے موافق خواہش دل سبسے یہ جواب سنا تو حاجب سے کہا کہ ام عامر
کو معہ اون دو سو آدمیون کے جو لوگ کہ اُس سپاہ کے گرفتار ہوئے ہین جلد میرے
روبرو لاؤ کہ مین اونسے کچھہ دریافت کرلون پس جب وہ اوس گروہ مومنین کو
معہ ام عامرہ مسلسل بطوق وزنجیر اوس بے پیر کے روبرو لایا تو وہ از رہے اشکبار
بخشم وغضب ام عامرہ مومنہ سے کہنے لگا کہ اے پسر عفیف تونے بھی اپنے باپ کی
طرح ہر چند میری خرابی مین تامقدور کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا و لیکن فضل ایزد
بیہمال جو میرا شامل حال تھا تو دیکھہ تجھکو بھی اوس ذوالجلال نے کیسا ذلیل وخوار
کیا پس اب تو ہی بتلا کہ مین تیرا کیا حال کردن اسی طرح مسلسل بطوق وزنجیر
تجھے سوے دمشق پیش یزید ابن معاویہ بھیجدون کہ وہ اپنے ہاتھ سے تجھے تیری
سزا کو پہونچادے یا اسیدم جسطرح گرفتاری طوق وزنجیر ہے پابند سلسلہ اجل بھی
کردون اور اے عم عامرہ کیا تو نہین جانتی تھی کہ عزت یافتگان بارگاہ کبریا صاحب
نصیب لوگون سے مقابل کرکے اپنی جان ومال سے ہاتھہ دہونا پڑتا ہے اور تو
بہت محبت علی وآل علی علیہم السلام کا دعوی کیا کرتی تھی پھر اب اسوقت
وہ لوگ تیری امداد کو کیون نہین آتے ہین اری نادان اب بھی میرا طریقہ اختیار کر
کہ اس رنج ومصیبت سے نجات پاکے مرتبہ اعلی حاصل کرا اور النسان کو جہان

استراحت دنیوی سے جب موافق مرتبہ کچھہ نہو تو اوسکی زندگی کس کام کی ہے لہٰذا
لازم ہے کہ اب بھی اپنے اس خیال بیہودہ سے باز آکر میری نصیحت کو مان لے
کہ تو ہر دل عزیز ہے یہ سنکے ام عامرہ مومنہ نے جواب دیا کہ اے بیدین تو محبت
علی و آل علی علیہ السلام کا مجھے کیا طعنہ دیتا ہے یہ بات تو ازل کے دن سے
میرے آب و گل کے ساتھ خمیر ہوئی ہے بھلا اس سے تو مین کب دست بردار ہونے والی
ہون اور اے لعین بھلا از روے انصاف تو اس بات کا مجھکو جواب دے کہ اگر
محبت علی و آل نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام بد چیز ہے تو رسول اکرم صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے حکم خدا ے برتر سے انکے دشمنون کے باب مین کلمات مذمت کیون
فرمائے ہین پس جس شخص کو دنیا مین ولاے جناب حیدر کرار اولاد رسول مختار
علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کام نہین ہے یہ تو بتلا کہ اوسکا کار عقبیٰ کس طرح
سرانجام ہووے گا اور اے پسر زیاد اگر دشمن آل عبا علیہم السلام جہان مین بادشاہ
ہفت اقلیم ہے تو کس کام کا کہ کار آخرت تو اوسکا تمام خراب و تباہ ہے اور بخداوند
کردگار دشمن جناب ائمہ اطہار علیہم السلام میرے نزدیک سگ و خوک و گبر
و ترسا سے بدتر ہے اور اے بدگہر تو مجھے مار ڈالنے سے کیا ڈراتا ہے مین تجھسے بلکہ
تیرے امیر یزید سے کسی حال مین کچھہ اندیشہ ناک نہین ہون کیونکہ مین تو جب جناب
حیدر و صفدر و آل اطہار رسول مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام اس
دنیاے دنی سے گذر جائینگے آرزو مین ہر دم و ہر لحظہ رہتی ہون اور بالفرض اگر
تونے مجھے مار ڈالا تو ایک قطرہ آب کے نکالنے سے دریا کم نہوگا اور اے ستمگر مجھہ ایک
حقیر و ذلیل عورت کے قتل کرنے سے اگر اندیشہ کینہ جوئی رجال مومنین سے تو
فارغ ہو جاوے تو خیر کیا مضائقہ ہے مین حاضر ہون مجھے قتل کر مگر اے ابن زیاد
بد نہاد میری اس بات کو بھی یاد رکھنا کہ اہل حق کو عبث آزار پہونچانے اور قتل

کرنے مین بڑا فساد برپا ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ عبد اللہ زیاد دین نہاد کو اس گفتگوے
ام عامرۂ نیک سیرت سے جب خجالت حاصل ہوئی تو وہ بدگہر بہروس سے کچھہ کلام
نہوکر شیث ابن ربعی و عمر سعد بدنہاد کو اپنے پاس بلاکے کہنے لگا کہ اے دلاورو
تم آج ان قیدیون کو شہر کوفہ مین لیجاکر قلعہ مین بہوشیاری تمام انکو محبوس کرد
کہ مین وہان آکر جو مصلحت انکے مقدمہ مین دیکھونگا ویسا عمل مین لاؤنگا اور
یہ کہکر کچھہ فوج اونکے ہمراہ کرکے مع مال و اسباب غنیمت مومنین اون بدین نے
اونکو جب راہی کوفہ کیا تو وہ جاسوس اس حال سے باخبر ہوکے مانند باد صبا وہان سے
سوے صحراے نجف روانہ ہوکے ورقا ابن عازب سے جاکر تمام و کمال حال حکایت
مفصل بیان کرنے لگا کہ وہ دیندار اس حال کے سننے سے خوشحال ہوکر اوسیدم اپنی
تمام سپاہ کو جوشن و سلاح سے بخوبی آراستہ کرواکے گھوڑے پر سوار ہوکر کہنے لگا
کہ انشاء اللہ الرحمن امداد جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ابھی جاکے ام عامرۂ مومنہ
کو قید گروہ کفار سے رہائی دلاتا ہون یہ سنکے محمد ابن سلیمان نامدار بھی مرکب پر سوار
ہوکے معہ خزاع ورقاے عالی گہر کے پاس جب آیا تو ابن عازب نامور اوس دلاور کو
اپنے گھوڑے کے برابر استادہ کرکے تمام سپاہ ہمت پناہ سے کہنے لگا کہ ایہا الناس
بالفرض و التقدیر اگر نامساعدت زمانہ ناہنجار سے مین تم لوگون کی جمعیت سے الگ ہوجاؤن
تو محمد ابن سلیمان کو میرے مقام پر جان کے اسکے تابع فرمان رہنا کہ جو بات مین چاہتا
ہون اوسی امر کا یہ بھی طالب ہے یہ کہکے تمام سپاہ کو بہ تاکید آراستگی سلاح و جوشن
کرکے وہ دلاور معہ ابن سلیمان عالیوقار طے راہ پر آمادہ ہوکے رات دن چلکر
جب شامات کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ لشکر ابن سعد بدنہاد بھی اوسی صحرا
مین منزل گزین ہے کہ شور پاسبانون کا بلند تہا بس ورقاے نامدار کو جبکہ اس
حال سے اطلاع کامل حاصل ہوئی تو اوس دلاور نے عنان مرکب کو تہام کے

تھوڑی دیر دم لیکر تا وقتیکہ کچھ رات گذر گئی یکبار وہان سے گھوڑون کو پوئی پر لگا کر
لشکر گاہ ابن سعد بدنہاد کا راستہ لیا اور مثال قہر حضرت قہار اون ستمگارون کے قلب
لشکر مین پہونچا اور ایسا تیر و نیزہ و شمشیر سے کام لینے لگا کہ تمام لشکر مخالف کے
لوگ تہہ و بالا ہوکر الحفیظ و الامان پکارنے لگے اور اسطرحکا شور و غل لشکر ابن
بدنہاد مین سے بلند ہوا کہ شاید خفتگان خواب عدم بہی وہ غوغا سنکے گمان شور
قیامت کرکے بیدار ہوگئے ہون القصہ عمر سعد بدنہاد و شبیث لعین جسدم یہ شور
عظیم سنکے نیند سے چونکے تو بدکردار خادمون سے کہنے لگے کہ اے ملعونو یہ کیسا شور
وغل ہے کسی سے اس حال کو دریافت کرو اون بیدینون کے خود ہوش و حواس
جو اوس خروش عظیم سے پراگندہ ہورہے تہے تو یکبار سب نابکار پکار کر کہنے لگے
کہ اے امیر اس قہر خدا کا حال ہم کس سے پوچہین کوئی بہی اس حال سے ماہر نہین ہے
کہ یہ کیا بلاے ناگہانی اس قوم پر یکم تبہ ٹوٹ پڑی ہے الا عقلیہ معلوم ہوتا ہے کہ فوج
دریا موج شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام نے بیحد و بیشمار کسی سمت سے
دفعتاً قلب لشکر گاہ مین آکر سپاہ گمراہ کے قتل پر ایسی مستعد ہوئی ہے کہ کسیکا حوصلہ
نہین پڑتا ہے کہ بعزم کارزار اونکے منہہ چڑہے یہ سنکے وہ دونون نسناس بیحواس
اپنے خیمون سے نکلکر چوکی کے گھوڑے جو تیار کہڑے ہوئے تہے اونپر سوار ہوکر
جب ہر طرف دیکہنے لگے تو بیدینون نے اپنی سپاہ دین تباہ کو بہاگتے اور ہواداریان
اسلام کو ایسا درپے قتل کفار دیکہا کہ بدکردارون کو سواے بہاگ جانے کے اور کسی
تدبیر نے ذہن ناقص مین رسائی نکی بس وہ دونون اپنی سپاہ کو چہوڑکر بہاگ گئے
اور اکثر بدانجام اہل شام مین سے آمادہ جنگ و جدال ہوے تو مومنین نے اون کافرونکو
ایسا ایسا اور زخمی کیا کہ اون لعینون کو سواے بہاگنے کے اور کچہہ نہ بن پڑا یہانتک کہ
بہت سے لعین ہتہیار پہینک کر جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیقون کی لاشون مین جا کے

مثل مردہ لیٹے رہے جو بیت سے آدمی بھاگ کر ہر طرف صحرا مین پریشان ہو گئے
تو دینداروں نے تمام شب اونکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالا چنانچہ تین ہزار آدمی
لشکر کفار مین سے اوس رات کو قتل ہو کر راہی ملک عدم ہو گئے اور جب آثار صبح
نمودار ہوئے تو ورقاے نامدار نے ام عامرہ مومنہ کو معہ سب محبوسون کے کہ
بند طوق و زنجیر مین گرفتار ایک خیمے کے اندر بیٹھے ہوئے دیکھا پس اوس دیندار
نے بند ستم سے رہائی دیکر ہر ایک کو اسپ و سلاح عنایت فرمایا کہ ہر ایک مومن
اپنے تیئن سلاح سے آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہوا ولیکن ام عامرہ مومنہ کہ بسبب
اذیت بیشمار زد و کوب و گرانی طوق و زنجیر و زحمت فاقہ متواترہ سے نہایت
درجہ ناطاقت ہو گئی تھی اور گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل نہ تھی مایوسی سے ایک
ایک کا مُنہ دیکھتی تھی جب محمد ابن سلیمان و ورقا ابن عازب نے یہ حال اوس
نیک خصال کا دیکھا تو اون دینداروں نے اوسے ہاتھون کا سہارا دیا کہ وہ صالحہ
اون ناموروں کی اعانت سے گھوڑے پر سوار ہوئی لکھا ہے کہ ام عامرہ مومنہ کا
احوال اون اذیتون سے اس درجہ پر پہونچا تھا کہ اوس مومنہ کی زندگی مین تعجب
تھا الغرض جب ورقاے نامدار قتل و غارت لشکر کفار و درستی کارہاے دشوار محبوسان
شیعیان جناب شیر یزدان علیہ السلام سے فراغت کر چکا تو وہ عالی وقار
قرو ہان سے با فتح و ظفر مع تمامی احباب و مال بے حساب غنیمت تھوڑی دور آگے
بڑھ کے ایک قریہ کے متصل جا کے گھوڑے سے اوتر پڑا اور سب کو بہر حصول آب و
نان ارشاد کر کے مساکین و محتاجین و یتیمون کو وہان سے بلوا کر بہت سا مال و زر
جب تقسیم کر چکا تو اپنی سپاہ کو بھی علی قدر مراتب بموجب دستور مال و زر بے انتہا
بانٹ کے کہنے لگا کہ ایہا المومنین اب یہ بتلاؤ کہ ابن زیاد سے لڑنے کی کیا تدبیر ہے
یہ سنکے محمد ابن سلیمان نے کہا کہ اے عم نامدار اگر میرے کہنے پر خیال فرمائیے تو اسوقت

اس بددین سے مقابل ہونا کسی طرح صلاح نہین ہے تاوقتیکہ سپاہ معقول ہمارے
پاس مجتمع نہوں کس لیے کہ اوس روسیاہ کے ہمراہ اب بھی فوج کثیر ہے اور ہمارے
پاس اتنی جمعیت قلیل ہے کہ اوسکے لشکر کے لوگون کی عشر عشیر بھی نہین ہے اور اگر
مرکوز خاطر عاطر اوس کافر سے ابھی لڑکے بے حصول مدعا اپنی جان کو ہلاکت
مین ڈالنا منظور ہے تو بسم اللہ یہ غلام بھی آپ کے رکاب سعادت مآب مین تادم
واپسین موجود ہے بس ورقا ابن عازب نامور نے جب یہ گفتگو اوس نیک ذات کی
سنی ملتسم ہوکے کہا کہ اے راحت جان میرے نزدیک بھی یہی بات مناسب ہے
جو تیری راے صائب مین آئی ہے کسلیئے کہ ہمکو تو اس دشمن دین قاتل سبط خیر المرسلین
صلعم کا ہلاک کرنا مدنظر ہے اور یہ امر اسدم بسبب قلت جمعیت کے ہمارے لیے
مہیا ہونا غیر ممکن ہے پھر کیون عمداً اپنے تئین مصیبت و بلامین گرفتار کرکے دشمن کو
شادمان کرین پس اے نور دیدہ بہر صورت اسوقت بھی مناسب ہے کہ ہم لوگ طرح
دیکر اپنے اپنے مقام پر جاکے فکر جمعیت سپاہ کو پیش نہاد خاطر کرین اور انشاء اللہ تعالیٰ
جب پھر سب سامان جنگ بخوبی مہیا ہو جاویگا تو اوس بدنہاد سے مقابل
ہوکر اپنی مراد بر لاوینگے مشہور ہے کہ جب اس بات نے قرار پایا اور ہر شخص ایک
دوسرے سے وداع ہونے لگا تو اوسدم محمد ابن سلیمان نے بصورت التماس ورقائے
نامدار سے کہا کہ اے عم عالی وقار ایک بات اس کمترین کو اپنے بارے مین آپکی جناب
مین عرض کرنا ہے لیکن اپنی معافی گستاخی کا امیدوار ہون حالانکہ یہ امر میری بیحیائی
پر دلالت کرتا ہے لیکن مصرعہ کر مہاے تو مارا کرد گستاخ ؛ اے عم ذی حشم اگر موجب
فرمان خدا و رسول خدا عقدام عامرہ کا میرے ساتھ ہو جاے تو دور از شفقت بزرگانہ
نہوگا اور یہ امر موجب خوشنودی خدا و رسول خدا ہے لہذا اگر آپ مع اپنے لشکر ظفر پیکر
میرے ہمراہ تکلیف فرما کر میرے پدر عالیقدر کے پاس تشریف لے چلکر اس امر کو منظور

گرادین یہ کلمہ سنکے ورقا ابن عازب غازی نے محمد ابن سلیمان کو بہت سی تحسین
وآفرین کی اور کہا کہ اے نور دیدہ مرحبا صد مرحبا تری پاک طینتی پر کہ تونے بوجہ
احسن مجھسے اپنا مطلب دلی موافق میری خواہش دل کے اظہار کیا ہے
انشاء اللہ تعالی اس امر کے انصرام کرنے مین وہ کوشش کرونگا کہ خوشنودی
خدا و رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر متصرف ہو جاؤن الحمد للہ کہ تونے موافق
احکام خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ بخواہش تمام طبیعت اس امر کو مجھ سے
بیان کیا **نظم** ہزار حمد اگر فضل ایزد باری ٭ درست کرنے مین اس کام کے کرے
یاری ٭ مجھے ثواب ہو اور تیرا مدعا نکلے ٭ خدا کرے یہ ترے دل کا مدعا نکلے ٭ اور یہ
کہکے ورقاے نامور معہ لشکر وہان سے کوچ کر کے جب سلیمان ابن صرد عالی گہر
کی طرف راہی ہوا تو اوس نامدار نے پہلے سے ایک قاصد کو آگے روانہ کر کے اپنے
آنے کے حال سے اوس خوش خصال کو مطلع کیا اور جسدم سلیمان ابن صرد
عالیشان کو حال آمد ورقا و محمد سے آگاہی ہوئی تو اوس نامدار نے بہت سے
لوگ استقبال کے لیے بہیجے کہ وہ لوگ بعزت و توقیر تمام ورقا کو سلیمان کے مکان
پر لے آئے اور جب ورقا ابن عازب عالیوقار معہ جمعیت رفقا دروازہ سلیمان
پر پہونچے تو وہ نیک مرد عصا تہام کر بطور استقبال لینے کو آیا اور اوس سے بصد
سرور و شادمانی بغل گیر ہو کے جب محمد اپنے پارۂ جگر کیطرف متوجہ ہوا تو وہ سعادتمند
اپنے پدر مہربان کے پیرون پر جہک کے بوسہ زن ہو کر دونون آنکھیں پیرون سے
ملنے لگا کہ سلیمان نے اوس اپنے سرور سینہ کو چھاتی سے لگا کر پیشانی فرزند دلبند کو
چوم کے بعد لطف و عنایت و تحسین و آفرین بیشمار آنکھون مین آنسو بھر کے کہا
کہ مرحبا اے نور دیدہ تو نے یہ رنج و زحمت محض براے رضاے آلہی اختیار کر کے روے
سامنے جناب احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجھے سرخرو کیا اور بعد اسکے

سلیمان عالیشان لشکر کے سب جوانون سے بہی جو کہ شایان خاطرداری
و تواضع و مہربانی تہا اوسیطرح پیش آ کے ورقا کو معہ تمام روسا و افسران
فوج دیوانخانے مین لیجا کے بیٹھ کے جب سب حال جنگ و جدال لپسر زیاد
و صورت شہادت شہدائے مومنین مثل ابن سعید وغیرہ پوچھنے لگا تو ورقا
نے سب احوال بیان کر کے کہا کہ اے امیر روساے گروہ بنی خزاعہ ہمنے ہر چند
کوشش کر کے سپاہ بے انتہا لپسر زیاد کی ہلاک و تباہ کر ڈالی مگر لاکھ آدمیون کی
جمعیت سے کبہی اوسکی سپاہ مین اس سبب سے کمی نہوئی کہ ہر طرف سے لوگ اوسکی امداد
کے لیئے آتے رہے اور ایسا موقع ہوتا تہا کہ اگر سو آدمی اوسکے لشکر کے مارے جاتے
تہے تو ہزار آدمی اونکے بدلے اور آکر اوسکے شریک ہوتے تہے القصہ اے سردار اگر جناب
صاحب ذوالفقار علیہ السلام کچھہ اپنا معجزہ ظاہر کر کے اوسکو سوے عدم روانہ
کر دے تو البتہ اوسکی ہلاکی ممکن ہے ورنہ اس فوج قلیل سے ہم لوگون کا مدعاے دلی
برنہ آئیگا یہ سنکے سلیمان نے کہا کہ اے ورقا ابن عازب نامور اب میرے خروج کی باری
آئی ہے پس اب مین ہون اور لپسر زیاد ہے انشاء اللہ تعالی ہر سمت سے لوگون کو بلوا کر
فوج عظیم مجتمع کر کے اوسکو خراب و برباد کر دونگا اور اوسیدم اس مضمون کے خط
لکھ لکھ کر ہر ایک طرف قبائل مومنین عرب مین روانہ کیئے کہ اے محبان جناب شیر
یزدان و طالبان انتقام خون ناحق جناب شہیدان علیہما السلام جسکو اپنی جان
و مال اس راہ نیک انتقام خون فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام مین فدا کر کے دولت
خوشنودی خدا و رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کرنی منظور ہووے وہ میرے
پاس آکر اس مقدمہ کی درستی مین مشورہ کرے تا باہم یکدل ہو کر دشمنان دین
مین کوشش کر کے مدعاے دلی برلاوین اور بعد اسکے سلیمان عالی مکان جب
دسترخوان بچھوا کر با جمعیت افسران فوج و ورقاے عالی گہر کھانا کھا کے ہر ایک سردار

لشکر کو بہر استراحت تکلیف فرما ہوا تو ورقا کو مقام خلوت میں لیجا کر کچھ باتیں
کرنے لگا اور اوسی حال میں ابن عازب نامدار نے موقع پا کے جنب سلیمان
ذیشان سے کہا کہ اے برادر تو رسم دامادی محمد کیوں نہیں بجا لاتا ہے آیا اسمین
کیا مصلحت سمجھا ہے تو اے سرور بخدا اول اس کام میں تجھے متوجہ ہونا لازم
ہے کہ یہ کار پسر و دختر والدین پر بار ہے اور اگر تو میری راے سے موافقت کرکے
از روے مصلحت ام عامرہ بنت عبداللہ عفیف سے اسکی وصلت کو
اختیار کرے تو نہایت مناسب ہے کہ فحواے کلام محمد سے مجھے اوسکی
خواستگاری کی علامت ثابت ہوتی ہے اور اے سلیمان اگر اس امر کو تو بھی
مصلحت سمجھے تو بہت مناسب ہے کیونکہ ایسا نہو کہ محمد کو اوسکی طرف
میلان کامل ہووے اور اس امر میں تغافل کیا جاوے تو اس صورت پر اوسکی
پریشانی خاطر متصور ہے یہ سنکے سلیمان ابن صرد نے متبسم ہو کر جواب دیا کہ اے
ابن عازب عالی وقار زہے نصیب میرے فرزند ارجمند محمد کے اگر ام عامرہ اس
بات کو قبول کرے اور اس امر کی درستی میں سعی کرے تو بجز نیکی کے کسی صورت پر
بدی نہیں ہے کس لیے کہ بیٹی عفیف نامور غیرت و شرافت میں مجھ سے بہتر نہیں تو بدتر
بھی نہیں پس ورقاے نامدار اندیہ سلیمان عالیوقار معلوم کرکے اوٹھکر ام عامرہ موصوفہ
کے پاس جاکے بعد پرسش احوال مزاج بدلداری تمام اوس صالحہ سے کچھ ذکر کرنے لگی
زمانہ و حال نیک و بد روزگار درمیان میں لا کر کہنے لگا کہ اے مریم سیرت اگر تو میری بات
کو بگوش ہوش سنکر بدل قبول کرے تو میں ایک امر کا سوال تجھ سے درپیش کروں کہ مین
اوس بات کو اپنے نزدیک تیرے باب میں نہایت مناسب و با مصلحت جانتا ہوں
اے نور دیدہ لازم ہے کہ وصلت محمد ابن سلیمان کو اختیار کر کہ وہ جوان نیک نہاد مرد جرار
صاحب غیرت و نیک خصال حسب و نسب میں تیرا ہمسر ہے اور یہی وقت تو زمانہ ہے

کہ اپنے ہمجنس کا ہر ایک شخص طالب ہوتا ہے بلکہ حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہی ہے کہ اپنے ہمسر و ہمجنس کی صحبت اختیار کرکے ہمارے احکاموں کو عمل مین لاؤ پس اے راحت جان عم یہ امر فقط موافق حکم خدا و جناب رسول کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ سے اظہار کیا گیا ہے مناسب ہے کہ اس امر کو قبول کرکے مجھے اپنا وکیل و مختار کردے تا اس کام کے سرانجام مین مصروف ہوکر اپنی رائے کے موافق عمل مین لاؤن مشہور ہے کہ یہ گفتگوے ورقا سنکے ام عامرہ مومنہ نے شرمگین ہوکر سر کو جھکا کے یہ کہا کہ اے عم نامور بہتر از پدر مین تیری ادنی ترین کنیزون مین سے ہون مجھکو میرے تمام مقدمون مین اختیار باقی ہے یہ سنکے ورقا ابن عازب نامور نے جا کے سلیمان ابن صرد کو بعد تہنیت درستی مقدمۂ دامادی پسر بموجب اقبال ام عامرہ مومنہ اطلاع دی کہ اے نامدار اب سامان عروسی کی درستی مین متوجہ ہو کہ خواہش خداے عزوجل سے یہ کام بزمنیت الفرام بخوبی آراستہ ہوچکا ہے سلیمان نے کہا کہ اے برادر جس طرح کا سامان شادی فرزند و دختر میری شان کے شایان ہے وہ امر تو مین اوس دن تک نہ کرونگا جب تک کہ عوض خون قاسم تازہ داماد فرزند نازنین جناب امام حسین علیہ السلام ابن زیاد واونکے تمام قاتلون سے نہ لیلونگا و لیکن حسب الضرورت اسوقت مجلس عقد کو ترتیب دیکے فقط ذکر احکام خدا و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر درمیان مین آجاوے تو مضائقہ نہین ہے اور اگر سواے اسکے اور سطر چیز منظور ہووے تو اس امر کے لیے ابھی تامل کرنا پڑے گا بس ورقا نے جب یہ جواب سلیمان سے سنا تو کہا کہ خیر اے ذیشان جس طرح تجھے منظور ہو اسکا سامان کر کہ کار امروز کو فردا پر رکھنا مناسب نہین ہے پس ورقا نے مشاطہ کو طلب کرکے زیور و لباس عروسی مکلف سے ام عامرہ مومنہ کو جب آراستہ کروایا تو سلیمان

ابن عمرو دینہار نے وضیع و شریف محلہ کو محفل عقد میں بلوا کر خوان ولیمہ پر مہمان کیا اور محمد کو لباس دامادی پہنا کے جب مجلس عقد میں لا کر بٹھایا تو مجلس طرب کے بدلے محفل عزا کا سامان مہیا ہو گیا۔ نظم

یہ کہتا ہے ایک راوی خوشخصال ‌‌ مجھے یاد ہے خوب وسدنکا حال
سلیمان ذیجاہ والا مکان ‌‌ نہ لایا بجا کچھ بھی رسم جہان
نہ سانچق نہ مہندی نہ کی وہ برات ‌‌ کہ ہوتے ہیں جو باجے گاجے کے سات
فقط کی وہی بات جو تھی ضرور ‌‌ کیا کچھ نہ سامان عیش و سرور
بنا جبکہ دولہ بصد زیب و فر ‌‌ محمد سلیمان کا نور نظر
لگا رونے وہ مومن نیک ذات ‌‌ بصد نالہ و آہ مل مل کے ہات
سلیمان بھی از بس ہوا نعرہ زن ‌‌ بیان کر کے احوال ابن حسن
عرض تھے جو حاضر وہاں مومنین ‌‌ کوئی نعرہ زن تھا کوئی تھا حزین
ہوا شور گریہ بہم سو بپا ‌‌ کہ سامان محشر ہویدا ہوا
بجز نالہ واحسین و حسن ‌‌ نہ تھا اور کچھ پیش ہر مرد و زن
وہ شادی کی محفل نہ تھی زینہار ‌‌ بپا بزم ماتم تھی با چشم زار

القصہ جب صیغہ عقد پڑھا گیا اور رسم عقد نکاح درمیان میں آچکی تو ورقا ابن عازب نامور دوسرے دن سلیمان سے رخصت ہو کے اپنی سپاہ کو ہمراہ لیکر اپنے گھر کیطرف جا کر جمعیت سپاہ میں مصروف ہوا اور سلیمان بھی انتظار جواب باصواب خطوط میں رہ گئے درستی سامان ضروری جنگ و جدال اسلحہ وغیرہ میں مشغول ہوا واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

معرکہ سی و ہشتم ۳۸

راوی صداقت شعار مورخ راست گردار ابو مخنف لوط ابن یحیی ازدی نے

بیان کیا ہے کہ جب ابن زیاد کو خبر پہونچی کہ محمد ابن سلیمان وورقا ابن عازب
شیث وابن سعد بھی منزل ساباط مین شب خون کے لیئے جاکر لشکر شام کو قتل
کرکے ام عامرہ کو مع تمام اسیرون کے قید سے رہا کرکے لے گئے تو وہ لعین اس خبر
وحشت اثر کو سنکر نہایت حیران ہوا اور اوسی وقت فوج ستم شعار کو ہمراہ لیکر شہر
کوفہ کے سمت راہی ہوکر عرصہ قلیل مین آکے داخل دار الامارہ کوفہ ہوا اور ستمگر نے
جاسوسون کو حکم دیا کہ محمد ابن سلیمان وورقا کی جلد خبر لا کہ وہ کہان پر اوترے
ہوئے ہین یہ سنکے یکبار خبر دارون نے خبر لگا کر اوس بانی ستم سے آکے جب اظہار
کیا کہ ورقائے محمد ابن سلیمان ابن صرد خزاعی کے عقد مواصلت کو ام عامرہ مومنہ سے
بہم پہونچا کے اپنے گھر واپس گیا ہے اوسکو ہر چند کہ اپنے دو دشمنون کا ایک جا پر
بیٹھنا ناگوار ہوا لیکن اونکی توجہ بزم عشرت کا حال سنکے آپ ہی جفا کار با طمینان
تمام انتظار امورات پیش نہاد خاطر مین متوجہ ہوگیا کہ شیعیان جناب علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کو وہ ہر حیلہ سے آزار پہونچا کر بہت سے مومنون کو
جنکے اثر شجاعت وعلامت کینہ جوئی کی خبر اوس بدگہر کو پہونچی بے قصور اون
دلاورون کو گرفتار کرکے قید خانے مین بعذاب شدید قید کرنے لگا اور جب اکثر
دیندار لاچار ہوکر شہر کوفہ سے اپنا ملک و مال چھوڑکر اطراف وجوانب کے شہرون
مین چلے گئے اور اوس ستمگار کو یہ حال معلوم ہوا کہ محبان جناب امیر المومنین
علیہ السلام میرے خوف سے اکثر شہر کوفہ سے نکل گئے ہین تو اوس جفا شعار نے
خوش ہوکر ایک روز منادی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شہر کے ہر کوچہ و بازار مین جاکر
یہ ندا کر کہ جو شخص دوستی جناب ابوتراب علیہ السلام اختیار کرے اور علی جناب
کو ذکر خیر سے یاد کریگا یا اونکے دوستون کو اپنے گھر مین رہنے دیویگا تو بمجرد معلوم ہونے
اس خبر کے صاحب خانہ کو حکم قتل دیکے گھر بار اوسکا لوٹ لیا جائیگا کس لیے کہ

دشمنی خلیفہ زمان کے جرم ہے اوسکا خون کرنا گناہ نہین ہے اور مال اوسکا صرف
کرنا حرام نہین ہے بیان کرتے ہین کہ جب منادی نے شہر مین ہر طرف یہ ندا کی تو
اس خبر کے سننے سے شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام حکم
تقیہ کو عمل مین لاکر اوسکے ظلم کے ڈر سے کبھی نام مبارک جناب امیر علیہ السلام
کو باعلان زبان پر نہ لائے اور کبھی اونکے روبرو اگر حضرت کا ذکر بھی کچھہ نہ کیا تو یہ دیندار
دیندار بھی خوف ہلاکت جان سے بہ حقارت و مذمت نام مبارک جناب کو یاد کرتے
تھے القصہ اس رنج سے اور بھی اکثر غلامان حضرت شیر خدا علیہ السلام ترک معاملات
کرکے اپنے گھرون مین چھپکر بیٹھہ رہے اور جس کسی مین صورت اوقات بسری سوای
پیشہ وری کے نہ تھی وہ ناچار شہر کوفہ سے فرار ہو گیا اور علاوہ اس بدعت کے
ایک اور ظلم تازہ اوس فرعون خوبی نے روا رکھا تھا کہ شہر کوفہ سے کوئی شخص بے
اجازت اوسکے باہر نہ جانے پاتا تھا بس اس سبب سے اور بھی زیادہ مومنین گرفتار ہوکر
محبوس ستم ہو جاتے تھے کہ وہ اپنے روبرو بلا کر جب پوچھتا تھا کہ تم کون ہو اور کیا سبب
اور کیا کام ہے جو اس شہر سے نکلے جاتے ہو مومنین رعب سے اوس نابکار کے کچھہ بات
نہ بنا سکتے تھے اور خاموش ہوکر سر جھکا کے متفکر ہو جاتے تھے تو وہ سمجھہ جاتا تھا
کہ یہ شیعہ جناب ابو تراب علیہ السلام ہے اسی جرم خاموشی کی علت مین
بے تامل و لتساہل اوسے قید کر لیتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ کثیر ابن عامر ہمدانی
نامی ایک معلم از بس متقی و پرہیزگار غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ
السلام صاحب مال و منال اوس زمانہ مین شہر کوفہ کے رئیسون کے لڑکون کو
قرآن مجید پڑھایا کرتا تھا اور ہر چند یہ پیشہ معلمی اوس دیندار کو بسبب تعلیم کرنے
آل بنی امیہ کے نہایت ناگوار تھا کس لئیے کہ اسکو محبت اہلبیت رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سبب سے نہایت تعصب تھا کہ یہ دیندار

خدمت جناب حیدر کرار علیہ السلام مین پیشکار رہ برسون تک شب و رو
حاضر رہ کے تحصیل احادیث نبوی مین مصروف رہا تھا چنانچہ جنگ صفین مین
بھی ہمراہ رکاب ظفر باب جناب شاہ ولایت علیہ السلام رہ کے شریک
اہل جہاد ہوا تھا ولیکن بخیال حفاظت جان و مال عورت آذوقہ مین جا
و ناچار اوس زمانہ مین اس پیشہ کو ترک نہ کر سکا کہ اگر ایک قلم اسے ترک کر دیتا
صواب سے محروم و حصول آذوقہ سے مایوس ہو جاتا اور سوا اسکے دشمنان دین
دوستی اہلبیت نبوت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تہمت کر کے اوسے بھی
قتل کر ڈالتے یہ بات سوچ کے چار و ناچار وہ دیندار تقیہ کر کے اونکی صحبت کو
اختیار کیے ہوے تھا الا اونکی باتون سے مذاق زندگی اوسکا مدام تلخ رہتا تھا
ولیکن ایکدن وہ صاحب دین لڑکون کو سبق پڑھا کر قریب نماز ظہر بسبب شدت
گرمی ہوا کے تشنہ کام ہو کر تلاش آب سرد مین مکتب کے دروازے پر آکے بیٹھا تو
دیکھا کہ ایک سقا کوزہ عراقی کاندھے پر دھرے ہوے ایک آبخورہ بلورین ہاتھ مین
لیئے ہوے دروازہ مکتب پر سے اوس دیندار کے روبرو ہو کر گذرا جب کثیر نے
دیکھا کہ سقا کوزہ آب سرد لیے ہوے آتا ہے اوس نے ایک بار اوسکو بلا کے تھوڑا سا
پانی اوس سے طلب کیا تو وہ سقا بھی شیعیان جناب ساقی کوثر علیہ السلام مین سے
تھا بلکہ جب سے جناب مظلوم کربلا علیہ السلام تشنہ لب کنارے نہر فرات شہید ہوئے
تھے اوسنے یہ پیشہ اختیار کر کے اکثر مومنون کو عین شدت گرما مین بہ نیت ثواب
آب سرد بنام مظلوم کربلا علیہ السلام پلانا شروع کیا تھا غرض جب اوس سقہ نے
آبخورے کو دھو کر پانی بھر کے معلم کے ہاتھ مین دیا تو کثیر نے وہ لیکے ارادہ پینے کا
کیا تو اوس دیندار کو تشنگی جناب امام حسین علیہ السلام کا مع جمعیت شہدا و اہلبیت
رسالت علیہم السلام کا خیال آگیا پس اشکبار ہو کر وہ کوزہ آب سقے کو پھیر کے

دشمنان دین پر لعنت کرنے لگا اور ایک راوی نے بیان کیا ہے کہ معلم نے پانی
...کے قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر جب اسطرح لعنت کرنی شروع کی
کہ لعنت خدا اوس قوم پر جنہنے سبط نبی پر معہ اہل بیت رسالت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آب ودانہ بند کرکے اوس امام تشنہ کام کو باصد جور و جفا معہ
اصحاب واقربا کنارہ نہر فرات شہید کیا بیان کرتے ہین وہان مکتب مین ایک ہمسایہ
سنان ابن انس کا بیٹا بھی جو مشغول تلاوت قرآن تھا اوسنے جب سنا
کہ معلم قاتلان فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اور اون لوگون پر جنہون نے
اوس شاہ تشنہ کام پر آب ودانہ بند کیا تھا لعنت کر رہا ہے وہ بدبخت جہلت
حمیت عرب کا طلبگار ہو کر اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ معلم شیعیان حضرت ابوتراب
علیہ السلام مین سے معلوم ہوتا ہے کسلیے کہ باعلان قاتلان امام حسین علیہ
السلام پر لعنت کرتا ہے اور بالفرض اگرچہ شمر ذی الجوشن قاتل فرزند نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مشہور ہے پر میرا باپ سنان ابن انس بھی تو اونکے قتل مین
شریک تھا پس اوس بدگہر نے خیال کرکے اپنی جگہ سے اوٹھ کر معلم کے روبرو
آکے جب بغیظ تمام کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے شیخ تو جان بوجھ کے میرے سامنے
قاتلان فرزند احمد مختار علیہ الصلواۃ والسلام پر لعنت کرتا ہے اے معلم تجہے
کیا معلوم نہین ہے کہ حکم خلیفہ زمان یزید ابن معاویہ پسر ابوسفیان کے حکم سے
عبید اللہ زیاد نے جب یہ جہاد کیا تو شمر ذی الجوشن وابن سعد وسنان ابن
انس وغیرہ نے اس مہم مین متفق ہو کر امام حسین ابن علی علیہما السلام کو شہید کیا
بلکہ اونہین لوگون نے حکم یزید سے فرزند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانی کو
بند کرکے اس لڑائی کو سر کیا ہے پس اے معلم تو کس لیئے قاتلان امام حسین پر لعنت و
ملامت کرتا ہے یہ سنکے شیر ابن عامر اوس ملعون زادے سے خائف ہو کر یعنی کہنے لگا

کہ کیا یہ کلمہ میری زبان سے نکلا ہے شاید سہواً اشدت غلبہ غنودگی مین میری زبان سے یہ کلام ناروا بیساختہ نکل گیا ہووے مگر تو اس فقرکو زنہار کسی کے روبرو نہ کرنا کسلیے کہ بشر سہو و خطا سے فارغ نہین ہے پس وہ معلم سے یہ جواب سنکے کچھہ غصہ ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ کر دل مین کہنے لگا کہ حیف ہے میری حمیت پر کہ میرے روبرو ایسی بات کہی اور مین سنکر درگذر کرون تو سہی کہ ایسی بلا مین اسکو گرفتار کردون کہ کبھی اوس سے یہ نجات نہ پاوے القصہ وہ بعد تہوڑی دیر کے کیڑے سے کہنے لگا کہ اے معلم اگر اجازت دے تو رفع ضرورت کے لیے اپنے گھر جاؤن یہ سنکے معلم نے چار و ناچار اجازت دی کہ ایسا نہو کہ مین اسکو نہ جانے دون اور یہ زادہ شیطان ابن سنان رنجیدہ خاطر ہو کر عمداً اس حال کو اپنے پدر و مادر سے بیان کرے ولیکن اوسے یہ نہ معلوم تھا کہ وہ اوسی کے تدارک کے لیے عمداً جاتا ہے القصہ جب وہ مکتب خانے سے نکلکر اپنے گھر کی طرف چلا تو راہ مین ایک چہار دیواری شکستہ تہی یکمرتبہ اوسمین اوس خانہ خراب نے جا کر پہلے اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے اور پھر ایک پتھر اوٹھا کے اپنے تمام جسم کو سر سے تا ناخن پا اوسنے خوب جابجا زحمت ضرب سے جب زخمی کر لیا اور اپنے کپڑے خون سے آلودہ کر کے خاک مین لوٹ کر روتا ہوا اپنے گھر مین گیا اور جب اوسکے ماں باپ نے اس حال سے اوس بدمآل کو دیکھا تو گھبرا کر وہ بدسیر پوچھنے لگی کہ اے نورعین تیرا یہ حال کر کے کسنے ہمین بیچین کیا ہے وہ باہ و نالہ و بیقراری کہنے لگا کہ معلم نے مجھکو اس بات کے حسد سے اس درجہ کو پہونچایا ہے کہ ایک سقہ آج مکتب مین آیا اور معلم نے اوس پانی کا آبخورہ لے کے ہونٹھون سے لگا کر پھر اوسے حوالے کر کے اشکبار ہو کر قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر پانی بند کر کے اوس مظلوم کو پیاسا شہید کیا ہے لعنت خدا و رسول صلی اللہ علیہ

د وآلہ وسلم اون لوگون پر تاقیامت ہو مین نے یہ بات سنکر جب کہا کہ اے معلم
تو جان لو کچھ کہ لعنت کسپر کرتا ہے کہنے لگا کہ اے حرامزادے یزید ابن معاویہ
و عبید اللہ زیاد و عمر سعد و شمر ذی الجوشن و سنان ابن انس پر لعنت کرتا ہون
کہ ان لوگون نے فرزند رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے جرم و گناہ بھوکھا
پیاسا شہید کیا ہے یہ سنکے مجھے بہی دین کی حمیت و تعصب مذہب سے جب
غصہ آگیا تو مین نے بہی کہا کہ اے معلم لعنت خدا تجہپر اور تیرے دوستون پر کیا
شامت نے تیری تجھے گہیرا ہے کہ تو زبان سنبھال کے بات نہین کرتا ہے بس
اے پدر یہ معلم جواب سنکے میرا ہاتھ پکڑکے مجھے اپنے گھر مین لیگیا اور وہان جا کر میرے
ہاتھ پیر رسّی سے باندھ کے اور زمین مین ڈالکر خوب طمانچے اور گھونسے اور لاتین مار کر
اوسنے میرا یہ حال کر دیا بلکہ چاہتا تھا کہ تلوار لاکے مجھکو مار ڈالے مگر جب وہ تلوار
لینے کو گیا تو مین دانتون سے رسّی کو کاٹ کے وہان سے فرار ہو کر یہانتک آیا ہون
یہ سنان ابن انس نے جب اوس سے سنا تو غصہ سے مانند شعلہ آتش کانپنے لگا
اور جلدی سے اوسکا ہاتھ پکڑکے عبید اللہ زیاد کے دروازے پر لیجا کر با فریاد و
فغان کلمہ النصیحۃ النصیحۃ پکارکے کہنے لگا کہ اے امیر جلدی میرے حال سے آگاہ
ہو کہ مجھکو کچھ بات بطور نصیحت تجھ سے کہنی ہے اور ابن زیاد یہ شور سنکر خادمون
سے کہنے لگا کہ دیکھو تو یہ کون شخص غل مچا رہا ہے ناگاہ حاجب نے آکے کہا کہ اے
امیر کوفہ سنان ابن انس نخعی اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوے با حال تباہ دروازے
پر کھڑا ہوا یہ داد و بیداد کر رہا ہے لازم ہے کہ تو اپنے پاس بلاکے اوسکے احوال کو
سنے کہ وہ بہی امیدوار اسی امر کا ہے یہ سنکے اوسنے حاجب سے کہا کہ جا جلدی
اوسکو میرے پاس لے آ کہ دیکھون اوس ہواخواہ یزید پر کیا ظلم ہوا الغرض جب
سنان ابن انس اپنے پسر کو لیکر ابن زیاد کے روبرو گیا تو ابن زیاد ابن سنان کو

اوس حالت سے دیکھ کے متعجب ہوکر پوچھنے لگا کہ اے سنان یہ کیا حال ہے کسنے اس لڑکے کو اسطرح چپر مارا ہے کہ تمام کپڑے اسکے خون سے سرخ ہین سنان ابن انس نے کہا کہ اے امیر یہ تیرے نخل رفاقت کے سایہ مین راحت اختیار کرنے کا ہمکو پھل ملا ہے کہ معلم کثیر ابن عامر نے آج خلیفہ زمان یزید مع شمر و عمر سعد و مجھ پر جب لعنت کی تو اسنے بہ تعصب مذہب اوسکو جواب دیا کہ اے معلم ان لوگون نے بحکم یزید اون لوگون کو قتل کیا ہے تو کس حجت سے سزاوار لعنت انکو جانتا ہے بس اسے امیر اوسنے یہ سنکے جواب کے بدلے ہاتھ پیر اسکے باندھ کے لاتین اور گھونسے مار کر یہ حال اسکا کیا اور علاوہ اسکے اے امیر کوفہ میرا فرزند حلال زادہ ہے معلم نے اسکو حرامزادہ کیا سمجھ کے کہا ہے اور اگر یہ حرامزادہ ہوتا تو بھلا مقدمہ دین و آئین مین کیون اتنی کد کرتا اور اے پسر ابوسفیان آجتک ہمکو گمان تھا کہ یہ نمکخوار سرکار بنی امیہ ہے ہم لوگون کا یہ دوست ہوگا ولیکن یہ نہ معلوم تھا کہ محب جناب ابوتراب علیہ السلام و تشنہ خون دوستان بنی امیہ ہے القصہ اسی طرح کی باتین بہت سی سنان ابن انس نے پسر زیاد سے جب کہین تو وہ غضبناک ہوکر ایک حاجب کو بلا کے کہنے لگا کہ تو جاکے اوس معلم کو بخواری تمام باسر و پا برہنہ ابھی گرفتار کر لیں وہ حاجب اور چند نفر اپنے ہمراہ لیکر دروازہ مکتب پر پہونچکے پیادون سے کہنے لگا کہ مدرسہ مین جاکے بخواری معلم کو پکڑ لاؤ کہ وہ یکبار سب آدمی مکتب مین در آئے اور کثیر کو مکتب مین سے پکڑ کے باسر و پاے برہنہ پگڑی سے اوسکی گردن کو باندھ کر پسر زیاد کے پاس لے آئے اور جب اس ذلت و خواری سے معلم ابن زیاد کے روبرو پہونچا تو وہ کثیر سے کہنے لگا کہ اے رافضی تو یہ غنیمت نہین جانتا ہے کہ مملکت امیر شام مین بعزت و استراحت تمام اوقات بسر کر کے بلکہ ہماری نعمتین کھا کے حفظ و حراست حمایت مین ہم لوگون کے رہتا ہے پس اے احمق اس ہمارے

شکر النعمت کے بدلے دشمنوں کا ہمارے پاس کرکے اور مذمت امیر کو اپنے نزدیک
بھلا جانتا ہے اے معلم فقط یہی دلیل تیرے زعم مین محکم و استوار نہوگی کہ فرزند
حیدر کرار علیہ السلام کو ہم نے شہید کیا اور یہ سخن تیرے دھیان مین نہین
آتا ہے کہ خلیفہ زمان یزید ابن معاویہ پر یہ دعوی بیجا ہے اوسنے خروج کیا ہے
پس اگر ایک ایسے شخص کو ہمنے قتل کیا تو کونسا گناہ ہمپر عاید ہوتا ہے اور سوائے
اسکے جو شخص اپنے قتل پر آمادہ ہو اوسکو اگر کوئی مدعی قتل نہ کرے تو آپ ہی
اپنے خون کا مشغول الذمہ ہو جاتا ہے بھلا جناب امام حسین ابن علی علیہ السلام
نے ہمارے قتل کرنے مین کب کوتاہی کی تہی کہ ہم اونکے قتل سے باز رہتے اور
اے معلم یہ تیرے عمل بد اب مجھپر ظاہر ہوے ہین پس سزاوار ہے کہ مین تجھکو بھی
ہلاک کرون کس لیئے کہ مخالف مذہب کا قتل کرنا ہر صورت اہل شرع پر لازم
و واجب ہے بیان کرتے ہین معلم یہ تقریر اوس بے پیر کی سنکے کہنے لگا کہ اے
امیر ہمنے کونسا ایسا قصور کیا ہے کہ جسکے عوض مین قتل کرنا میرا تجھپر واجب ہوگیا
اے پسر زیاد اگر کوئی شخص از روے عداوت و بہتان تجھ سے کچھ حال کسی کا بیان
کرے تو لازم ہے کہ از روے انصاف تو اوسکو کما حقہ دریافت کر لیوے اور
بھلا یہ کب روا ہے کہ مدعی کے کہنے سے بے ثبوت حق کسی بے گناہ کو قتل و اذیت
مین مبتلا کرتا ہے ابن زیاد یہ سنکے غصہ مین باواز بلند کہنے لگا کہ اے معلم یہ لڑکا نادان
بھلا تجھپر کیا بہتان کریگا مرتکب تیرے گناہ کا گواہ اسکا حال تباہ موجود ہے اور
اگر اس کینہ سے تو نے اسکا یہ حال نہین کیا تو پھر کونسا گناہ تیرا اسنے کیا تھا کہ تو نے
یہ حال اسکا کیا ہے اوسدم معلم نے خائف و ہراسان ہوکر کہا کہ اے امیر کوفہ تمہا
مین اس معاملہ سے آگاہ نہین ہون اگر تجھکو میرا کہنا باور نہین آتا ہے تو اور لڑکے
جو مدرسہ مین بیٹھے ہین اونسے بلا کر اس حال کو دریافت کر لے بخدا اگر مین نے

اسکو ایک طمانچہ بہی مارا ہو تو مجہکو اوسکے عوض مین تو گردن مارنا اے لیسر زیاد یہ لڑکا
مار پیٹ کا مجہپر سراسر اتہام و بہتان کرتا ہے اور سوائے اسکے اگر مینے کلمہ لعن زبان سے
نکالا ہے تو اور لڑکون نے بہی سنا ہوگا بس جس وقت وہ آکر میرے اس عمل کی گواہی
دیوینگے تو مینے اپنے قتل و ایذا کا تجہکو مختار کردیا اور جب معلم نے بہت سی باتین اسطرح
اوسسے کہین تو عبید اللہ زیاد نے جواب دیا کہ اے معلم یہ سب تقریر تیری بیجا ہے میرے
نزدیک اس لڑکے کی گواہی سچی ہے تیرے اور ابوترابیون کی گواہی سے اور یہ کہکر
پسر زیاد اوسدم حاجب سے کہنے لگا کہ اسکو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے زندان ابوترابی
مین لیجاکر بند کردے غرضکہ حاجب نے اوس دیندار کا ہاتھ پکڑکے در زندان پر لیجاکر طوق
و زنجیر پہنا کے تہہ خانے مین لٹکا کر اوسکو چھوڑ دیا اور زندان بانون نے یک مرتبہ در
زندان کا بند کرلیا تو شب دیجور سے بہی زیادہ تاریکی اوس تہہ خانے مین ہوگئی اور
کثیر ابن عامر کو جب اوس تاریکی سے ایک ہول دلمین پیدا ہوئی تو گھبراکر یا حیدر کرار
علیہ السلام کہکے زانو پر سر رکھ کر بیٹھ گیا اور تاریکی کنج لحد کا دل مین دھیان کرکے کہنے لگا
کہ اے تن و جان اس رنج کو دوستی اہلبیت اطہار علیہم السلام مین راحت جان سمجھ کے
صبر کرکہ تیرا امام زمان سید الساجدین علیہ السلام نور چشم جناب پسر شیر یزدان علیہم السلام
اس سے بہی زیادہ تر بلاؤن مین صابر و شاکر رہا ہے اور اے دل کیا تیرے لیئے یہ قید خانہ زندان
صندوق یزید سے بہی زیادہ تر ہے کہ تیرے مولا کو تو یزید نے صندوق مین بند کرکے زمین مین
دفن کردیا تہا اور معلم یہی باتین اپنے دل مین سوچ کے مصیبت آل رسول صلی اللہ علیہ
و السلام مین اشکباری کر رہا تہا کہ یکایک خوشبو معلوم ہوئی پھر ایک روشنی اوس تہہ خانہ
مین پیدا ہوئی پس معلم متعجب ہوکر اوس روشنی کیطرف دیکہنے لگا تو ناگاہ بیڑیون کی جھنک
بلکہ آواز رونے کی سی بھی کچہہ اوسنے سنی اور کثیر ابن عامر جب اوٹھ کر اوسطرف راہی ہوا تو
دیکہا کہ ایک جوان رعنا کہ بڑے موٹے کڑی کے سے پہنے ہوئے طوق و زنجیر مین مسلسل

پوست آہو کے فرش پر بیٹھا ہوا نام جناب رسالتمآب و حیدر کرار علیہما الصلوٰۃ
والسلام ورد زبان کر کے اشکباری مین مصروف ہے اور ناخن دست و پا و موی
سر و ریش بہی اوس شیر کے حد سے زیادہ بڑہے ہوئے ہین شاید ناخدا ترس بنی امیہ
اس باب مین بہی اوسکے مزاحم ہے کیونکہ کفار اسیرونکو سخت تکلیف دیتے ہین القصہ
معلم کو جب معلوم ہوا کہ یہ شخص بہی محب آل احمد مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے
آگے بڑھ کے اوسکو سلام کر کے کہنے لگا کہ اے آزاد مرد و بندۂ خدا تو کس گناہ کی سبب
سے اس عذاب شدید مین گرفتار ہے اوس نوجوان عالی خاندان نے جب بوئی
محبت اوس پیر مرد کے بشرہ سے پائی تو بہت سا تبسم ہو کر جواب دینے لگا کہ
اے مونس جان شکستہ دلان و انیس محبان شاہ شہیدان مین پاسداری سگ آ
جناب شاہ ولایت علیہ السلام سے اور اونکی اولاد امجاد کی محبت کے سبب سے
اس گوشۂ زندان مین گرفتار ہون الا یہ سب رنج میری نظر مین ذرہ کے مثال ہین
کس لیئے کہ میرا مولاے دو جہان حلال مشکلات انس و جان ہے و لیکن جب
معلم نے نام جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اوس مومن
کی زبان سے سنا تو یکبار اشکبار ہو کر پوچھنے لگا کہ اے دلاور تو اپنے نام و نسب سے
مجھکو آگاہ کر کہ تو کس شجر باغ عزت و شرافت کا ثمر ہے اور کس گلستان عظمت و
جلالت کا گل مراد ہے یہ سنکے وہ ثمر نخل خاندان عالی با چشمہاے اشکبار کہنے لگا
کہ اے بلند شان میرا نام مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی ہے بس کثیر ابن شامہ یہ سنکر
دوڑ کے سر مختار کو چھاتی سے لگا کر دونون آنکھون اور جبین کا اوسکے بوسہ لیکر کہا
کہ خداوند عالم تجھے اس قید ستم سے نجات دیکے مطلب دلی سے کامیاب کرے مختار
تاجدار نے یہ لطف و عنایت اوس مرد پیر کی دیکھکر کہنے لگا کہ اے مہربان تو بہی اپنے
نام و نشان سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس بحر شرافت کے صدف نجابت کا گوہر یکتا ہے

معلم نے کہا اے مختار دیندار میرا نام کثیر ابن عامر ہمدانی ہے کہ اطفال روسائے
اہل کوفہ کو قرآن پڑھایا کرتا تھا یہ سنکے مختار نامور نے کہا کہ سبحان اللہ ان لگراہون نے
کیا مرتبہ علمی کی قدردانی کرکے تجھے مرتبہ اعلی کو پہونچایا اے معلم مین تو بسبب
دوستی آل عبا صلعم و عداوت انتقام خون ناحق جناب سیدالشہدا علیہ السلام
گرفتار ہوا بھلا تجھکو کس گناہ پر ملعونون نے اس رنج و بلا مین مبتلا کیا ہے معلم نے
کہا کہ اے مختار عالی وقار مجھے بھی اسی سبب سے کفارون نے پابند سلسلۂ جفا کرکے
قید کیا ہے اور تمام احوال بینا از ابتدا تا انتہا بیان کیا تو مختار روشن ضمیر نے اوسکا
تمام وکمال احوال سنکے کہا کہ اے معلم زنہار تو دلگیر نہو قریب ہے کہ اس زندان سے فرحان
و شادان ایک آن مین تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہووے کس لیے کہ اور لڑکون کے
مان باپ تیرے لیے سعی و سفارش ابن زیاد کے روبرو پہونچا کر ابھی قید سے رہائی
دلواوینگے مگر مجھکو دیکھیے کب تک ابھی یہ زحمت اوٹھانی ہوگی اور یہی ڈرتا ہون کہ
ایسا نہو کہ اسی قیدخانہ مین مرکر یارمان اس جہان فانی سے چلا جاؤن اور اے معلم اگر
مین حسرت انتقام خون مظلوم کربلا علیہ السلام دل مین لیکر مرجاؤنگا تو میری روح تاقیامت
مثل طائر بسمل تڑپا کریگی اور میری نیت مین تو یہ ہے کہ حق آل عبا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ظالمون سے چھین کے اونکے حقدارون کو پہونچا کر قاتلان فرزند فاطمۃ الزہرا
علیہا السلام کو مار کر روے زمین سے نام و نشان مٹادون الا دیکھیے کس دن اس
قید سے رہا ہوکے اپنی مراد کو پہونچکر شیعیان علی علیہ السلام مین اس عزت سے ممتاز
ہونگا غرض معلم نے یہ تقریر دلپذیر مختار دیندار کی سنکے جواب دیا کہ اے ابن ابوعبیدہ
نامدار زنہار تو کچھ اندیشہ نکر انشاء اللہ الرحمن تو اپنی مراد کو جلد پہونچیگا کس لیے کہ تیرا احوال
مین اخبار جناب حیدر کرار علیہ السلام مین دیکھ چکا ہون کہ اوس جناب صداقت مآب نے
فرمایا ہے کہ مختار کے ہاتھ سے قاتلان مظلوم کربلا بہت سے مارے جائینگے واللہ

مختار نامور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ تیری کوشش سے بہت قتل ہونگے اور انشاء اللہ تعالی کوفہ سے لیکر تا عراق تیرا عمل ہو جاویگا بلکہ نشان لشکر دوستان بنی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا درون مکہ معظمہ پر بھی تیرے سبب سے نصب ہوویگا سنتے ہین کہ معلم کی ان باتون سے مختار شادمان ہو کر دم بدم کلمۂ انشاء اللہ تعالے زبان سے جاری کر کے معلم کو بھی دلجوئی تمام کہتا تھا کہ اے کثیر میرے دلکو بھی یقین ہے کہ ایک دم مین تیری رہائی کی صورت اس تیرگی یاس واندوہ مین مثل اختر تابان دکھائی دے اور جب اسی حال مین معلم یکبار بیقرار ہو کر ڈارہین مارکر رونے لگا تو مختار دیندار نے کہا کہ اے مونس جان بیکسان کس دہشت مین ہو کر اسقدر بیتابی سے روتا ہے تو صبر کر کہ خدا صبر کرنے والون پر مہربان ہے معلم نے جواب دیا کہ اے مختار مجھکو اسدم تیری اس قید شدید پر رونا آیا کہ یہ بھاری بیڑیان تجھکو کیسی زحمت پہونچاتی ہونگی مختار عالی وقار نے کہا کہ اے بھائی یہ فلک شعبدہ باز انسانکو کیا کیا نیرنگیان دکھلاتا ہے ولیکن اس جہان پر فتنہ و فریب کی کسی بات کو قیام نہین ہے اور اس زمانہ دون مین مانند روز و شب شادی و رنج باہم دست وگریبان ہین بخدا اگر اس جہان کو کوئی مایۂ آرام سمجھے تو میرے نزدیک وہ محض نادان ہے کس لیئے کہ انبیاء واوصیاء واولیاء بھی اسکے ہمیشہ شاکی رہے اور برادر لازم ہے کہ قصہ سلیمان ویوسف کو دیکھ کے بس چپکا رہ کہ یہ ہمارے لیئے محل عبرت و مقام صبر و تامل ہے لیکن تاہم برادر مومنین اگر ایک دوسرے کی تا مقدور دلجوئی و حاجت روائی مین مصروف رہین تو البتہ ایک صورت راحت و آرام اس جہان پر اندوہ مین ہے والا سوائے ندامت و حسرت کے کچھ حاصل نہین ہے اور اے معلم انسان باخلق بھی زمانہ مین دو وضع کے ہین اکثر تو فقط رضائے خدا کے لیئے آپ ایک دوسرے سے جان و مال و نصیحت عزیز نہیں رکھتے ہین اور بہت سے

آپس مین حصول مراد دنیوی کے لئیے طریقہ مروت و محبت اظہار کرتے ہین یہ سنکے
معلم نے کہا کہ اے مختار کیا کرون لاچار ہون اگر میری جان تک تیرے کام آئے تو
عذر نہ کرون اوسدم مختار مسکرا کر کہنے لگا کہ اے برادر خدا تیری جان کو سلامت
رکھے اور مجھکو تیرا حق شناس کرے خیر اگر ہو سکے تو مین تجسے کہونگا میرے لیئے اوسکی
کوشش کرنا اور یہ دونون دیندار باہم اسی طرح کی باتون مین مصروف ہو کر ایک دوسرے
کی غمگساری مین مشغول تھے تا وقتیکہ اختر اقبال معلم افق حصول مراد سے طالع ہو راوی
لکھتا ہے کہ معلم کی ایک بھتیجی شاید ابن زیاد کے لڑکون کی دائی تھی اور بہت سے
لڑکون کو اوس بد بنیاد کے اوسی نے پرورش کیا تھا پس جب اوسنے کثیر معلم
کا یہ حال سنا کہ ابن سنان کے کہنے سے پسر زیاد بدنہاد نے کثیر کو گرفتار طوق و زنجیر
کر کے زندان ابو ترابی مین قید کیا ہے وہ روتی پیٹتی اپنے کپڑے پھاڑے کے زوجۂ ابن
زیاد کے پاس گئی جب ابن زیاد لعین کی زوجہ نے اوسکو اس حال سے دیکھا
تو کہنے لگی اے میرے لڑکون کی پالنے والی مادر مہربان سے بہتر تجھپر کیا حادثہ گذرا
کہ اس حال پریشان سے مین تجھکو دیکھتی ہون اوسنے رو کر کہا کہ میرے چچا
کثیر نامی کو کہ اوسنے تیرے لڑکون کو بھی قرآن پڑہایا ہے پور سنان ابن انس کے
کہنے سے کہ اوسنے بہتان ست خلیفۂ زمان و امیر کوفہ وغیرہ اوسپر کیا ہے حاکم کوفہ نے
اوسے طوق و زنجیر پہنا کے بے ثبوت جرم اوس تہہ خانہ مین کہ جسکو زندان
ابو ترابی کہتے ہین قید کیا ہے اور اے زوجہ ابن زیاد سراپا بیداد میرا حق تجھپر
بسبب تیری اولاد کی پرورش کرنے کے اگر ایک درجہ ہے تو میرے چچا کا حق تم
سب پر مجھ سے دہ چند بلکہ اور زیادہ ہے کسلیئے کہ اوسنے تمہارے لڑکون کو قرآن
مجید پڑہا کے ادب قاعدہ سے آگاہ کیا ہے لازم ہے کہ تم حاکم کوفہ سے سعی کر کے
اوسکو قید سے چھڑوا دو اور غضب ہے کہ عوض نیکی کرنے کے سنان کے بیٹے نے

حق تعلیم اوسکو یہ دیا کہ ایسا کچھہ اہتمام کرکے قید کرایا ہے یہ سنکے زوجہ عبداللہ زیاد
لعین نے کہا کہ سنا نہ تو اندیشہ نہ کر جسوقت امیر محل مین آویگا اوسیدم مین بہت
وزاری کرکے کثیر کی رہائی کرواونگی کہتے ہین معلم کی بھتیجی یہ سنکے خوش ہوکر زیادہ
خوشامد سے اوسکو دعائین دینے لگی جب تھوڑے عرصہ مین پسر زیاد محل مین آیا
تو زوجہ پسر مرجانہ اوٹھکر اوسکے پیرون پہ سر رکھکے ہاتھ باندھکر کہنے لگی کہ اے امیر کوفہ
کثیر ابن عامر پر ابن سنان نے یہ محض بہتان کیا ہے وہ تو ہمارے گھر سے مع
خویش و قوم پرورش ہوتا ہے بھلا ایسی بات وہ کب مونھہ سے نکالیگا کہ جو
ہماری نارضامندی کی ہوگی پس اے پسر مرجانہ امیدوار ہون کہ میری خاطر سے
اگر گناہ بھی اوس سے سرزد ہوا ہے تو معاف کرکے اسی وقت زندان سے اوسکو
رہائی دے کہ اوسکی بھتیجی نے جسوقت سے یہ حال پریشان سنا ہے یہان روتی
بیٹھی آئی ہے اور میرے نور چشم میرے پارہ جگر سب کے سب اوسکے رونے سے
محزون و ملول ہین اور بخدا اے امیر اگر یہ مطلب میرا اسوقت برلاویگا تو گویا
حکومت ہفت اقلیم سے مجھے سرفراز کریگا یہ سنکے ابن زیاد نے تبسم کرکے اوس سے
کہا کہ کیون اسقدر اضطرار مین ہوکر اپنی خاطر کو پریشان کرتی ہے بس اگر کہ ابھی
تیری حاجت کو مین برلاتا ہون یہ کہکے اوس بدکردار نے بپاس خاطر زوجہ حاجب
کو بلاکر کہنے لگا کہ جلدی سے جاکر کثیر ابن عامر معلم کو زندان سے باہر نکالکر طوق
و زنجیر سے رہا کرکے میرے پاس لے آ الحاصل حاجب نے جلدی سے در زندان پر
جاکے زندانبانون سے محبس خانہ کا دروازہ کھلواکے یہ حکم دیا کہ کثیر کو جلدی سے
زندان سے نکالکر طوق و زنجیر سے رہا کرکے میرے ہمراہ کردو امیر کوفہ نے مجھکو یہ حکم
اپنے محل کے اندر سے دیا ہے لکھا ہے کہ معلم و مختار ابھی آپس مین بیٹھے ہوے
وہی باتین کررہے تھے کہ یکبار محبس خانے کے دروازہ کھلنے کی آواز انکے

کان مین پہونچی اور مختار مسکرا کر معلم سے کہنے لگا کہ بشارت ہو تجہے اے بہائی کہ
آواز دروازہ زندان کے کہلنے کی معلوم ہوتی ہے بخدا الیقین ہے کہ تیری سعی کسی نے
ابن زیاد سے کرکے قید سے تجہکو چہڑوایا ہے یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے مختار نامدار
قسم ہے ذات پاک کردگار کی اگرچہ قید ستم سے رہا ہونے کی خوشی مجہے کمال ہوگی
ولیکن تیرے فراق کا بہی اسدرجہ الم ہوگا کہ جسکے بیان سے زبان میری قاصر ہے
بس اے مختار نیک سیر اگر تیرے دل مین کچہہ حاجت ہووے تو اوسکو مجہ سے
بیان کر کہ اوس بات کے سرانجام مین بجان و دل مصروف ہو کر تجہے شادمان کرون
مختار نے کہا کہ اے برادر اگر تو قید سے رہائی پاکے تہوڑا سا کاغذ و قلم و دوات
کسی صورت سے مخفی مجہ تک لے آوے تو البتہ مین اپنے مقصد سے کامیاب ہوجاون
اور واللہ اے معلم یہ ایک مطلب میرا اگر تو بر لاویگا تو تمام عمر تیرا ممنون احسان
رہونگا بلکہ اسکے عوض مین خوشنودی خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و دعاے
مومنین دونون جہان مین تجہکو حاصل ہووےگی معلم نے کہا کہ اے مختار انشاء اللہ
الرحمن تا مقدور کوشش بجد و پایان کرکے یہ تیری مراد مین بجان و دل بر لاؤنگا
اور معلم نے زنہار مختار سے اس مقدمہ مین کچہہ نہ پوچہا کہ قلم و دوات و کاغذ تو کس لئے
مانگتا ہے پس ناگاہ زندانبانون نے جب پکارا کہ اے معلم جلدی زندان سے باہر
نکل کہ امیر کوفہ نے تجہپر اپنا لطف و کرم روا رکہ کے حکم تیری رہائی کا بہیجا ہے معلم یہ
آواز زندانبانون کی سنکر مختار سے رخصت ہو کر با چشم اشکبار جب زندان سے
باہر آیا پس حاجبون نے جلدی سے اوسکی طوق و بیڑیان کٹوا کے ابن زیاد لعین
کے پاس لے آئے ابن زیاد کثیر کو دیکہکر کہنے لگا کہ اے معلم خداوند عالم جیسا اپنے لطف
و کرم سے بنی اسیر پر مہربان ہے اوسی طرح مینے تجہپر اپنی عنایت کو روا رکہکر ایکی مرتبہ تو قید سے
رہائی دی ہے والا اگر پہر کبہی ایسا قصد کریگا تو زنہار بے ہلاک کیئے تجہے نہ چہوڑونگا معلم نے کہا

کہ اے امیر اوس بات کا تو بھلا کیا ذکر ہے مین اس پیشۂ معلمی کو بھی اب ترک کردونگا کہ
اس لڑکے نے ایسا بہتان کرکے مجھے بلاے عظیم مین مبتلا نہین کیا کہ اوسکو یاد رکھو گوشہ
نشینی اختیار کرون اور معلم جب گھر مین آیا تو اوس دیندار نے اپنی زوجہ کو طلاق دیکر
سامان مطلب براری مختار کیا کہتے ہین کثیر نے فقط مختار نامور کے مطلب کے لیئے اپنی
زوجہ کو اس خیال سے طلاق دیا کہ عورت ناقص عقل ہوتی ہے مبادا اس راز سے
مطلع ہوکے افشاے راز کردے یا یہ سبب ہو کہ وہ دشمن اہلبیت نبی صلعم ہوگی
اس سبب سے اوسکو چھوڑ دیا غرض بہر صورت کیا مرد دیندار تھا کہ الفت دوستان آل
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سبب سے محبت زوجکی اوسنے دل سے دور کی خانمان
برباد کی اپنی اختیار کی سچ ہے جب تک انسان فتنہ و شر سے کنارہ نہین کرتا کوئی
امر خیر اوس سے بخوبی سرانجام نہین پاتا ہے اور جب معلم اوسطرف سے مطلع ہو چکا
تو ہزار درہم و پچاس دینار ایک رومال مین باندھ کر گوسفند تصدق مین ذبح کرکے مساکین
کو بانٹ کر کچھہ روٹیان خوان مین دھرکے مزدور کے سر پر رکھوا کے زندانبانون کے امیر کے
گھر پر آیا اور جب دروازے کو اوسکے کھلوا کر اوسکی زوجہ کو اپنے حال سے مطلع کیا تو اوسنے
پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور کس مطلب کے لیئے آیا ہے معلم نے کہا کہ مین کثیر ابن
عامر ہمدانی معلم رؤساے اہل کوفہ کا ہون اے خواہر مجھکو امیر کوفہ نے ایک تہمت کی
علت سے زندان ابو ترابی مین قید کیا تھا اور فضل خدا سے جب مینے اوس عذاب
شدید سے نجات پائی تو کچھہ نیت اپنے دل مین کی تھی اوسکو عمل مین لاکے کچھہ بطریق تحفہ
تیرے شوہر کے لیئے بھی لایا ہون تو اسکو لیکر امانت رہنے دے کہ جسوقت وہ گھر مین آویگا
میرا سلام کہکے یہ تحفہ اوسکی نظر سے گذران کے میری طرف سے کہدینا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
مین اور بھی تیری خدمت گذاری کرونگا جو کچھہ کہ خاص کرکے تیرے باب مین نے نیت
کی ہے اور معلم جب زر و نعمت اوسکی زوجہ کو دیکر چلا آیا تو بعد تھوڑے ہی عرصہ کے

زندان بانون کا سردار بہی اپنے گہر مین آکر پہونچا اور جلدی سے اوسکی زوجہ نے
وہ سب تحفہ اوسکے روبرو رکھ کے جو کچھہ پیغام زبانی کہا تہا مع سلام اپنے شوہر سے
جب بیان کیا تو مرد دانا تمام عبارت سے ماہر ہوکے اپنے دل مین فکر کرکے کہنے
لگا کہ معلم ضرور کچھہ حاجت مختار کی یا اپنی اس امر کے بعد مجھہ سے درپیش کریگا
راوی کہتا ہے کہ وہ مرد زندان بان بہی محب آل احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عزادار جناب امام حسین علیہ السلام تہا کہ شب و روز دیندار اپنے گہر مین
ذکر مصیبت امام مظلوم کربلا علیہ السلام کرکے اشکبار ہوکر تمام قاتلون پر
اونکے لعنت کیا کرتا تہا پر ابن زیاد کو بلکہ تمام یزیدیون کو اسکے مذہب کا کچھہ
حال معلوم نہ تہا اور جب دوسرے دن معلم پہر اوسی سامان سے زندانبان
کے گہر پر آکے موجود ہوا تو دیکہا کہ وہ دیندار گہر مین نہین ہے معلم پہر اوسکی زوجہ کو
وہ سب مال ومتاع دیکر بعد سلام یہ پیغام کہکر چلا آیا کہ مجہکو اشتیاق ملاقات
زندانبان ہے انشاء اللہ تعالی اگر زندہ رہا تو کل اسی وقت پہر حاضر ہونگا القصہ
جب اوس مرد دیندار زندانبان نے اپنے گہر مین آکر پہر وہی سامان دیکہا تو
اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ کل جس وقت معلم آویگا مجہے اطلاع کر دینا کہ مین
بھائی کو اپنی جا پر بیٹھا کر چلا آونگا والا کل سویرے سے مین آپ ہی گہر مین آکر
بیٹھونگا دیکھون تو اسکو مجہسے کیا کام ہے مگر میرے دہیان مین یہی آتا ہے کہ کوئی
کام اسکو ایسا درپیش ہے کہ وہ میرے بغیر سر انجام نہین پاویگا غرضکہ دوسرے دن
زندانبان اپنے بہائی کو اپنی نوکری پر چھوڑ کر زمان موعود سے پیشتر اپنے گہر مین آکر
موجود ہوا تو کثیر ابن عامر ہمدانی اوسی سامان معینہ سے پہر زندانبان کے
گہر پر آکر پکارا اور اوس مرد دیندار نے معلم کی آواز سنکر گہر سے باہر نکلکے
دیکہا کہ معلم ایک خوان مزدور کے سر پر رکہوائے ہوئے با دستمال پر زر گہر اپنے

زندانبان وہ خوان فرود رہے لیکے معلم کو بھی اپنے ہمراہ گھر کے اندر لے گیا اور
بہ توقیر تمام کثیر کو جاے خلوت مین بٹھا کے پوچھنے لگا کہ اے معلم سچ بتلا دے آج
تین دن سے تو یہ سامان جو میرے لیئے لاتا ہے اسکا کیا سبب ہے جو نذر کا حیلہ
کرکے دے جاتا ہے بھلا اسکو مین کیونکر باور کرونگا پس اے کثیر ابن عامر اگر
کچھہ مطلب تیرا مجھہ سے درپیش ہو تو مجھہ سے بیان کر قسم ہے خدا اور رسول و علی
مرتضے علیہما الصلواۃ والسلام کی کہ تیری مراد تا مقدور برلانے مین کوتاہی نہ
کرونگا اور اے برادر مجھکو عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ تو مختار نامور کے باب مین
مجھسے کہیگا حالانکہ اس امر مین میرے لیئے مضرت ہے لیکن مجھکو قسم ہے کہ یہ مطلب
بھی تیرا مین روا کردونگا یہ سنکر معلم نے خوش ہوکے زندانبان کو دعاے خیر سے
یاد کرکے کہا کہ اے بھائی مجھسے مختار دیندار نے قیدخانہ مین یہ مطلب اپنا ظاہر
کیا تھا کہ اے کثیر اگر تجھسے ہو سکے تو کسی طرح سے قلم دوات و کاغذ مجھہ تک پہونچا دینا
کہ تیرے اس احسان کو تا دم نہ بھولونگا پس اے برادر مین یہ چاہتا ہون کہ یہ چیزین
اوس تک پہونچاؤن ولیکن بغیر از تیری امداد کے یہ امر ہونا بہت دشوار ہے
اور اگرچہ تو ہمت کرکے اس مشکل کو آسان کردیگا تو کچھہ دشوار نہین ہے
کہ تیرے اختیار مین ہے اور ہرچند کہ تجھکو اس بات مین بظاہر کچھہ حاصل نہین
ہے الا ثواب آخرت و دنیا مین مجھہ پر نہایت تیرا احسان ہوگا پس زندانبان یہ
کلام کثیر ابن عامر کا سنکے متبسم ہوکر کہنے لگا کہ اے بھائی بسر و چشم اس کام کو
تیرے اگرچہ از بس مشکل ہے لیکن جانبازی کرکے انجام کو پہونچاؤنگا مگر جس طرح
کہ مین کہون اوسی طور پر تو اوسکا سامان کر کس لیئے کہ ابن زیاد نے ہرچند مجھکو امین
سمجھکر یہ کام میرے حوالے کیا ہے والا اوس نے اور کچھہ لوگ بھی محبوس خانہ پر
معین کیئے ہین اور باوجودیکہ میرے حکم کے سوا وہ کچھہ نہین کرسکتے ہین ولیکن مین

پھر تنہا اونکے ڈر کے مارے کوئی کام نہیں کرتا ہون کہ مبادا وہ ابن زیاد سے جا کر بری
بدگوئی کر چکے اور مجھ سے اوسکو برخلاف کر دینگے پس لازم ہے کہ دو روز تامل کر کے
تیسرے دن فلان وقت مین بھی اور وہ لوگ بھی سب در زندان پر موجود ہوویں
دو خوانون مین بہت سامان بہتر طعام رنگارنگ درست کر کے ایک خوان مین
روٹیون کی تہہ مین قلم دوات و کاغذ پوشیدہ رکھ کے دروازہ زندان پر آ کر اظہار کرنا
کہ ایہا الناس مختار نے بصد آرزو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ
دلا کے مجھ سے یہ چیزین کھانے کی مانگین یقین کہ اے معلم ظاہرا مین اس قید سے بغیر
مر جانے کے رستگاری کی صورت نہین دیکھتا ہون اور میرا دل ان چیزون کے
کھانے کے لیئے بہت ترستا ہے اگر تو کسی طرح پر مجھے یہ کھلا کر سیر کر دے تو تیرا
تا قیامت شاکر رہونگا اس سبب سے مین نظر اوسکے التماس پر کر کے یہ دو خوان کھانے
کے تیار کر کے لایا ہون ایک خوان تم سب آدمی آپس مین بانٹ کر کھالو اور
ایک خوان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر کر کے اوسکو پہونچا دو کہ وہ بھی
اپنی آرزو کو پہونچ جاوے اور علاوہ اسکے مینے بھی قید خانے مین یہ نیت کی تھی
کہ اگر قید سے نجات پاؤنگا تو قیدیون کو بلکہ زندانبان کو کچھ کھانا کھلاؤنگا سو الحمد للہ
خداوند عالم میرا یہ مطلب بر لایا اگر اب تم لوگ بھی ہمت کر کے میری امید بر لاؤ بس
اے معلم وہ لوگ مجھ سے جب مصلحت اس مقدمہ مین آ کر کرینگے تو مین بھی اونکو
سمجھا کر کہونگا کہ سچ ہے مختار اب قید سے کاہیکو چھوٹیگا جو کبھی اوسکو ایسا کھانا
نصیب ہوگا خیر کیا مضائقہ ہے اوسکے لیئے بھی بھیجدو اور تم بھی لے لو یقین ہے کہ
جب مین یہ صلاح اونکو دونگا تو وہ راضی ہو کر پھر کچھ فتنہ پردازی نہ کرینگے اور
جسدم کہ مین اجازت دے دونگا تو اوسوقت وہ خوان جسمین کہ قلم دوات و کاغذ
ہووے زندانبانون کو دینا اور دوسرا خوان مختار نامدار کے پاس لیکر چلا جائیو

غرض معلم یہ تقریر اوس صاحب توقیر کی سنکے بہت خوش ہوا اور جوش مسرت
سے اوسکی پیشانی کا بوسہ لیکر کہنے لگا کہ اے بھائی قسم ہے ذات کبریا کی یہ خوب
تدبیر تیرے ذہن مین آئی ہے البتہ اب اس مطلب کے حاصل ہونے کی مجھکو
توقع ہوئی راوی بیان کرتا ہے کہ زندانبان کا ایک لڑکا کہ اوسکو راستہ پر سے
اوٹھا کر اوسنے پالا تھا وہ وہین پر آنکھین بند کیئے چپکا لیٹا ہوا یہ باتین سن رہا
تھا اور یہ دونون دیندار آپس مین بے اندیشہ باتین کر رہے تھے اور وہ لڑکا انکی
سب باتین سن رہا تھا غرضکہ جس وقت معلم یہ سامان لیکر محبوس خانے کے
دروازہ پر گیا تو اوسنے ابن زیاد سے جا کر اوس حال کی اطلاع کر دی اور جب
ابن زیاد نے تفصیل وار اوس سے سب حال سنا تو وہ اوسیدم سوار ہو کر
محبوس خانے کی طرف بسرعت تمام جا کر اوسوقت وہان پہونچا کہ سب
زندانبان وکثیر کھانا مختار نامدار کے پاس لیجانے پر مستعد تھے اور ناگاہ اسکی
آمد سنکے سب کے سب استقبال کو اوسکے جب بدحواس ہو کر دوڑے تو یکبار
وہ بدکردار غضبناک بندیخانے کے دروازے پر پہونچکے اوس زندانبان کی
طرف دیکھ کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا تو بھی آل بنی امیہ کے دشمنون مین سے
ہے کہ میری اور یزید کی بدخواہی کو اختیار کر کے مختار کی دوستی مین اس خیال
سے مصروف ہوا ہے کہ وہ زندان سے رہائی پا کر ایسا کچھ فتنہ برپا کرے کہ خاندان
بنی امیہ کا نام و نشان یکبار صفحہ روزگار سے مٹا دے بس زندانبان یہ سخن
سنکے یکبارگی پریشان خاطر ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر تجھکو کیونکر ثابت ہوا کہ مین اس
کام کے انصرام مین مصروف ہوا ہون بھلا مجھ سے کبھی تیری سرکار مین ایسی
خطا سرزد ہوئی ہے کہ تیری دوستی سے ہاتھ اوٹھا کر تیرے دشمنون کی محبت مین
پابندی اختیار کی ہووے یہ سنکے اوسنے ازبس غضبناک ہو کر جواب دیا کہ اے

مفسد مین سن چکا ہون جو کچھہ مشورہ گھر مین بیٹھ کر تو نے معلم سے کیا ہے کہ وہ کاغذ و قلم و دوات کھانے مین رکھ کے تیرے پاس لاوے اور تو مختار کو پہونچا دیوے تا وہ نامہ عبداللہ عمر کے لیئے اپنے حال کا لکھکر بہیجیوے کہ وہ اسکی رہائی مین کچھہ کوشش کر کے اسکو قید سے چھوڑا دے بیان کرتے ہین کہ زندانبان یہ کلام اوس بدانجام کا سنکے اپنے دل مین حیران ہو کر کہنے لگا کہ پروردگار اس ملعون کو کس دشمن آل نبی علیہم الصلواۃ والسلام نے یہ پیغام مفصل پہونچایا ہے کہ یہ سراسر وہی بات کہہ رہا ہے جو حقیقت مین درست ہے اور یہ نہ معلوم تہا کہ اوسی نے جسکو ناز و نعم سے پرورش کیا تہا اوسی نے یہ فتنہ برپا کیا ہے القصہ زندانبان جب ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ اے امیر معلوم ہوا کہ اسی گمان سے تو مجھپر ایسا خفا ہوتا ہے پس یہ بات تو ایسی مشکل نہین ہے ابہی دم بہر مین تجھپر حق و ناحق روشن کیئے دیتا ہون اور اے امیر کوفہ مین تو مدت سے تیرا نمک خوار ہون آج تک بھلا کوئی خیانت کی بات میری تجھپر ظاہر ہوئی ہے جو اب ایسی حرکت کرونگا ولیکن یہ جرم البتہ مجھسے ہوا ہے کہ تیرے بے اجازت اس کام مین مستعد ہوا کہ اس معلم نے زمانہ دستگیری مین قید خانے کے اندر خدا سے عہد کیا تہا کہ جسوقت مین قید سے رہائی پاؤنگا تو کچھہ کھانا پکواکے قیدیون کو اپنے ہاتھ سے کھلاؤنگا۔ خداوند مجیب الدعوات نے اسکی دعا قبول کر کے مشکل اسکی آسان کردی تو یہ کھانا پکواکے لیکر آیا ہے چنانچہ ابہی وہ کھانا قیدیون کے پاس بہی نہین گیا ہے یہین باہر رکھا ہوا ہے اے امیر کسی کو حکم کردے کہ وہ قلم دوات کاغذ اسمین جاکر ڈہونڈھ لیوے اگر اس کھانے مین یہ چیزین نکلین تو مین نے اور معلم نے اپنا خون تیرا حلال کیا اور یہ گفتگو اوسنے اس خیال سے کی تہی کہ زندانبان اپنے دل مین

یہ سمجھا تھا کہ میری اس تقریر سے یہ خجل ہوکے پھر کر چلا جاوے گا مگر وہ اشرارون کا
سردار ایک بار گھوڑے سے اوتر کے کہنے لگا کہ ان خوانون کو میرے روبرو لاؤ
کہ مین آپ انکو دیکھونگا بس کثیر ابن عامر و زندانبان یہ تقریر اوسکی سنکر خوف سے
تھرا کر اپنے اپنے دل مین یہ دعا مانگنے لگے کہ یا علیم تو آگاہ ہے کہ ہم بے خوشی خاطر
آل عبا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہائی برادر مومن و انتقام خون ناحق امام
مظلوم کربلا علیہ السلام کی نیت سے اس کام کو اختیار کیا تھا پس یا خیر الحافظین
اسکے شر سے تو ہمکو محفوظ رکھنا اور اسدم بدعاے دلی سے کامیاب کرنا اور باقی
لوگ جو زندانبان کے ہمراہ گئے تھے وہ بھی ڈر کے مارے دل مین دعا اپنی
محافظت جان کے لیئے خدا سے اسطرح مانگ رہے تھے کہ اے قادر ہر جزو
کل تو اسکے دل مین رحم پیدا کر اسکی نظر آزار رسان کو نابینا کردے القصہ جب
دونون خوان طعام اوسکے روبرو لے آئے تو اوسنے دونون خوانون کی روٹیون
کو اور سب کھانے کو قریب دس مرتبہ کے بہت اچھی طرح دیکھا لیکن وہ اسباب
قلم دوات و کاغذ نہار اوسکو جب نظر نہ آیا تو اوسوقت لیسر زیاد اپنے عمل بد سے
خجل ہوکر اوس زندانبان سے کہنے لگا کہ مین کیا جانون تیرے بیٹے نے آکر مجھ سے یہ
سب حال بیان کیا تھا یہ سنکے زندانبان باایمان ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ اے امیر مجھے
یقین ہے کہ اوسنے یہ بہتان مجھپر کیا کیونکہ وہ میرا دشمن جان ہو رہا ہے اور اے امیر کوفہ
تجھکو اسکا حال مفصل نہین معلوم ہے امیدوار ہون کہ جو مین بیان کرون سردار
اوسکو بگوش ہوش سماعت فرماکے میری داد کو پہونچے پس اے سردار کوفہ آگاہ ہو کہ
یہ لڑکا میرے صلب سے نہین ہے اسکو مین نے ایک انبار خاک سے اوٹھا کر اپنی زوجہ سے
بصد ناز و نعم پرورش کرایا ہے مگر اوسکا عوض مجھے اسنے یہ دیا کہ اتفاقاً کل نماز ظہر کے وقت
جب مین اپنے گھر مین گیا تو اوسکے تیئن دیکھا مین نے کہ پردہ بے حیائی موبہ پر ڈالکر

اپنی ماں کو بے تحاشا اسلیئے زد و کوب کر رہا ہے کہ اوس سے عمل قبیح کا مرتکب
ہوکر روسیاہی دارین حاصل کرے اور وہ بیچاری بصد خواری محافظت عصمت
کی کوشش مین مصروف ہو گئے ہر طرف چھپتی پھرتی تھی بس ناگاہ اوسی حالت مین
جب مین جا پہونچا اور اسکو اسطرح مین نے آمادہ دیکھا تو اسکو رسی سے باندھکر
خوب مارا اور اسے امیر ہر چند اقتضاے غیرت یہی تہا کہ مین اسکو جان سے مارڈالتا
ولیکن بخوف عدالت سردار مین ہرگز جرأت اس فعل کی نہ کر سکا کہ اسکے قصور کا
گواہ پیش امیر کیونکر گذرانونگا بس یہ سوچ کے ناچار ہوکر مینے اپنے گھر سے اسکو
نکالدیا بس تعجب نہین ہے اگر اسنے یہ بہتان کرکے میرے قتل کے لیے امیر سے کہا ہو سنتے
ہین کہ ابن زیاد کو یہ سنکر ایسا حد سے زیادہ غصہ آیا کہ ایک مرتبہ تلوار کھینچکر اوس
لڑکے پر لگا کر دو ٹکڑے کرکے زمین پر ڈالدیا اور زندانبان کیطرف دیکھ کے کہنے لگا کہ

ابن زیاد بدنہاد کا طفل زندانبان کو قتل کرکے معلم و زندانبان کو واسطے کھانا کھلانے مختار کے اجازت دینا اور اپنی فعل ناشائستہ پر خجل و منفعل ہونا

کہ تجدا اسنے ناحق مجھکو دو بے گناہون کے خون مین گرفتار کروانے کا ارادہ کیا
تہا اور یہ کہہ کے اوسکی لاش کیطرف موںھ کرکے پسر زیاد نے کہا کہ تونے جو آورت
اونپر چاہی تہی دیکھ وہ تجہی پر آپڑی سچ ہے کہ جو کسی کی برائی کے درپے عبث
ہوگا وہ آپ اوسی بدی مین گرفتار ہوجاویگا القصہ جب معجزہ جناب آل عبا
علیہم السلام سے پسر زیاد ہر طرح پر خجل ہوکر زندانبان سے کہنے لگا کہ جا یہ کھانا
مختار کو لیجا کے کھلادے تو زندانبان خوش ہوکر ابن زیاد کو بعد تعریف و ثناے
بیحد کے دعا کرنے لگا تو وہ شقی اور زیادہ اوسپر مہربانی کرکے معلم کیطرف متوجہ ہوکر
کہنے لگا کہ اے کثیر بہت خوب کیا تونے کہ جو نذر مانی تہی وہ جلدی سے ادا کرکے
فارغ البال ہوگیا کیونکہ انسان کو کیا معلوم ہے کہ یہ وقت گذر کے دوسرے دم
کیا ہوتا ہے خیر اب مینے حکم دیا ہے یہ لوگ مختار کو تیرے طعام نذر سے سیر کرکے
تیری مراد حاصل کردیوینگے مگر اے معلم مین نے کچھہ مختار کے حال پر رحم کھاکر
یہ حکم نہین دیا ہے فقط تیری نذر پر نظر کرکے مین نے ممانعت نہین کی ورنہ مین
مختار کو ایک گھونٹ پانی کی اجازت نہ دیتا یہ کہہ کے جب وہ سوار ہوکر چلا گیا تو زندان
بان و معلم دروازہ زندان کھلوا کر شادان و فرحان وہ خوان طعام مختار کے پاس
لیکر گئے اور کاغذ و قلم و دوات نکال کر مختار کو دیکے تمام و کمال جو واقعہ گذرا تہا
اوس سے بیان کرکے شکر ایزد بیہمال ادا کرنے لگے تو مختار دیندار نے یہ سنکے خوشحال
ہوکر ان دونون مومنون کو بہت سی دعا دے کے جلدی سے دو نامے رقم کیئے ایک
نامہ تو صفیہ اپنی بہن زوجہ عبداللہ عمر کے لیئے اس مضمون کا لکھا تہا کہ اے خواہر
مہربان کیا کہون پسر مرجانہ نے مجھے کیسی قید شدید مین رکھا ہے دیکھون اس قید خانے
سے زندہ نکلکر پہر تیری ملاقات سے مسرور ہونگا یا اس آرزو کو ہی دل مین لیکر
کنج تاریک لحد مین جاؤنگا اور دوسرا نامہ عبداللہ عمر کے لیئے اسطرح پر لکھا کہ

اے نور دیدہ ابن خطاب بعد ادائے سلام و مراسم آداب آگاہ ہو کہ ابن زیاد نے
مجھے ناحق بے جرم و قصور گرفتار کرکے ایک چاہ تاریک مین طوق و زنجیر سے مسلسل
کرکے قید کیا ہے اور اس زمانہ مین میرا حامی و مددگار سوائے تیرے ایسا کوئی نہین
ہے کہ اس قید سے مجھکو رہائی دلواوے پس امیدوار ہون کہ تو ایک نامہ میرے
مقدمہ مین یزید ابن معاویہ کے لیئے ایسے مضمون کا لکھ کے بھیجدے کہ وہ
اپنا نامہ بتاکید تمام میری مخلصی کے باب مین ابن زیاد کو لکھ کے بھیجدے تا یہ ناہنجار
مجھ سے دست بردار ہو کر میرے درپے آزار نہووے اور واللہ اے پسر خلیفہ
ثانی مجھے یقین کلی ہے کہ تیری بات کو یزید ابن معاویہ زنہار تساہل مین
نہ ڈالیگا کس لیئے کہ تیری قدر و منزلت سے وہ خوب آگاہ ہے اور حقیقت
مین جیسا تیرا لحاظ وہ کرتا ہے شاید روے زمین پر کسی اور کا اتنا پاس کرتا ہوگا
القصہ یہ دونون نامے لکھ کر معلم کے ہاتھ مین دیکے کہنے لگا کہ اے مرد با مروت و وفا
اتنی زحمت اور براے خدا اپنے اوپر اختیار کر کہ دونون رقیمون کو کسی کے ہاتھ
عبداللہ عمر کے پاس بھجوادے تا تیرے سبب سے اس مطلب سے بھی کامیاب
ہو کر امیدوار رہائی ہو جاؤن یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے مختار نامدار بذات کردگار
میرے سوا اس کام کو اور کوئی زنہار انجام کو نہ پہونچا دیگا پس تو کچھ اندیشہ نہ کر
انشاء اللہ تعالی عرصہ قلیل مین اس زندان سے نکلکر تو اپنے گھر مین آرام پذیر
ہو دیگا اور اے مختار لازم ہے کہ انسان کسی دم رحمت خدا سے مایوس
نہووے کیونکہ حال مشیت خداوند کریم کارساز سے کوئی ماہر نہین ہے اور
یہ حال کسے معلوم ہے کہ شاید تیرے یہان قید ہونے مین یہی مصلحت تھی واللہ
لطیف بالعباد وھو العلیم الحکیم

معرکہ سی و نہم

پس یہان راوی اخبار نے یہ بیان کیا ہے کہ جب معلم زندانبان مختار نامور کو تسلی و دلداری کر کے محبوس خانے سے باہر نکلے تو کثیر ابن عامر اوسی وقت حمام مین جا کے نہایا اور کپڑے بدل کے حاجیون کے لباس سے اپنے تئین آراستہ کیا اور دوسرے دن دونون نامے اشتر کی کاٹھی مین پوشیدہ ہو کر اونٹ پر سوار ہو کر ابن زیاد کے گھر پر آیا کہ اون دنون مین ظلم ابن زیاد کے سبب سے کوئی شخص کوفہ سے عراق یا مکہ کو بے اجازت اوسکے نہ جاسکتا تھا پس معلم کثیر جب حاجیون کا سا لباس پہن کر ابن زیاد کے دروازے پر آیا اور کہنے لگا کہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکُ لَکَ یعنے حاضر ہون اور کھڑا ہون یا خدایا کوئی تیرا شریک نہین ہے تحقیق کہ شکر و احسان و بادشاہت تیرے لیے ہے اور ابن زیاد اوسوقت کوٹھے پر بیٹھا ہوا جھروکے سے مصروف تماشاے شہر کوفہ تھا تو یہ آواز سنکے حاجب سے پوچھنے لگا کہ یہ کون شخص آواز دیتا ہے یہ سنکے حاجب نے دریافت کر کے اوس سے جا کر کہا کہ اے امیر معلم کثیر ابن عامر ہمدانی حاجیانہ لباس پہنے ہوئے گلبن جاہ و حشمت در دولت پر کھڑا ہوا مثل بلبل نواسنج ہے پسر زیاد اوس سے کہنے لگا کہ تو جا کے معلم کو میرے روبرو بہ توقیر تمام لے آ و دیکھون تو آج کس ارادہ سے میرے پاس وہ اس لباس سے آیا ہے حاجب معلم کو اوسکے روبرو لے آیا تو پسر زیاد ہنسکے کہنے لگا کہ اے کثیر یہ لباس کس لیئے تو نے پہنا ہے کیا حج بیت اللہ الحرام کا ارادہ کیا ہے معلم نے جواب دیا کہ اے امیر کوفہ مین نے زحمت زندان مین مبتلا ہو کر جسطرح اور بہت سی نذرین مانی تھین اوسی طرح یہ نیت بھی کی تھی کہ اگر یہان سے مخلصی پاؤنگا تو حج کعبۃ اللہ سے مشرف ہو کر زیارت تربت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی افتخار حاصل کرونگا یہ سنکر ابن زیاد معلم سے کہنے لگا کہ اے کثیر معلم لوگ تو بڑے صاحب حوصلہ و شیر زہرہ و دل جگر

ہوتے ہین و لیکن تو کچہہ الیسا رقیق القلب ہے کہ اتنی زحمت کے پہونچنے مین کیا کیا
تذریین بانی تو نے بس یہ کلمہ اوس سے سنکے معلم نے ہاتھ باندھ کہا کہ اے امیر تیرا ارشاد عالی
نہاد سراسر بجا ہے مگر معلم لوگ اگر ایسے صاحب حوصلہ ہوتے تو نہار درس مین کج فہمی اطفال
سے منغص ہوکر بر سر توبیخ و زجر نہ ہوا کرتے اور سوا اسکے جو کوئی تجھسے خالف نہووے
میرے نزدیک وہ شخص دیوانے سے کم نہین ہے غرض عبید اللہ زیاد معلم کی اس بات سے
خوش ہوکر پانچسو دینار منگوا کے اوسکو دیکر کہنے لگا کہ اے کثیر کیا مدینہ منورہ کی طرف
بہی ضرور جاویگا معلم نے کہا کہ اے امیر کیونکر نہ جاؤنگا زیارت تربت جناب خیر الورا
علیہ الصلواۃ والسلام کی بہی تو نیت کی ہے پس معلم یہ کہکے اوس سے رخصت
ہوکر باہر آیا اور اونٹ پر سوار ہوکے جانب مدینہ منورہ روانہ ہوا جب بخیر و عافیت
عبد اللہ عمر کے گھر پہونچکر اوسکے دروازے کی زنجیر کو ہلانے لگا تو گھر مین سے ایک کنیز
نے نکلکر پوچہا کہ اے شخص تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے معلم نے کہا کہ مین ساکن ملک
عراق قاصد امیر مختار نامدار کا ہون وہ کنیز یہ حال سنکے اپنی خاتون سے جاکر بعد تہنیت
کہنے لگی کہ اے بانوے ارجمند ایک قاصد عراق دروازے پر کھڑا ہوا کہتا ہے کہ مین نامہ
مختار ابو عبیدہ ثقفی کا لیکر آیا ہون یہ سنکے خواہر مختار نہایت مسرور ہوئی
اور جب عبد اللہ عمر اس حال سے مطلع ہوا تو اوسنے پردہ کروا کے اوس کنیز سے کہا
کہ اس عراقی کو جاکے اندر بلا لا کہ مین بہی اوس سے کچہہ احوال عراق کا دریافت کرونگا
اوس کنیز نے دوڑکر معلم سے کہا کہ اے نامہ بر تجھکو اندر طلب کیا ہے جلدی چل کہ
تجھکو عبد اللہ عمر نے اپنے پاس بلایا ہے کثیر زانوے شتر کو باندھ کر اوس کنیز کے ہمراہ
عبد اللہ عمر کے روبرو جاکے سلام کرکے بیٹھ گیا اور نامے کو کمر سے نکالکر عبد اللہ عمر کے ہاتھ
مین دیکے کہنے لگا کہ اے پسر خلیفہ ثانی دیکھ تو کیا لوگون کی نادانی ہے کہ تیرے عزیزونکو
کسطرح پر اذیت و رنج پہونچاتے ہین یہ سنکر عبد اللہ عمر نے دونون خط پڑھ کے

کنیز سے تمام احوال زبانی بھی پوچھکر صفیہ کے پاس کنیز کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ معلم
سے باتین کرنے مین مصروف ہوکر جسبدم حال کوفہ اوس سے دریافت کرنے لگا
تو اسی اثنار مین خواہر مختار نے عبداللہ عمر کو کہلا بھیجا کہ اگر تیری مرضی ہو تو مین اپنی بھائی
کا احوال اس نامہ بر سے زبانی بھی پوچھون عبداللہ عمر نے یہ سنکے کہا کہ کچھ ضرور نہین ہے
مین تجھ سے آکر سب بیان کیئے دیتا ہون خیر اگر تیری یہی خوشی ہے تو کیا مضائقہ یہ مرد معلم
ہے تو اس سے باتین بھی کریگی تو کچھ عیب کی بات نہین ہے یہ کہکر اوسنے معلم کو اجازت
دی کہ تم جاکر آپ اوسکے روبرو سب احوال بیان کردو یہ سنکے کثیر معلم اوسیدم صفیہ کے
پاس گیا کہ وہ شایق خبر اہل وطن وخویش وقوم اوس سے تمام وکمال احوال ملک
عراق کا پوچھنے لگی اور کثیر نے جناب مسلم ابن عقیل علیہ السلام کے احوال سے ابتدا
کرکے جب سب عبارت مختار کے حال کی بیان کرنی شروع کی تو خواہر مختار نامدار نے
حال شہادت مسلم ابن عقیل و جناب امام حسین علیہما السلام معہ گرفتاری
مختار تمام وکمال سنکے چادر و مقنع سر سے بنالہ وزاری پھینک دیا بیان کرتے ہین کہ
عبداللہ عمر کی تین بیٹیان اوس نیک سیرت کے شکم سے تھین جب اونھون نے
اپنی مان کو روتے پیٹتے دیکھا تو وہ بھی شریک عزا اپنی مادر مہربان کی ہوکر نالہ وفغان
کرنے لگین اور عبداللہ عمر یہ حال دیکھکر گھبراکے صفیہ سے کہنے لگا کہ اے نیک بخت
بھلا تیرے اس جزع وفزع سے کیا حاصل ہوگا عبث اپنی جان کو کیون ہلاک کرتی ہے
اوسنے جواب دیا کہ اے پسر عمر ابن خطاب قسم ہے مجھکو خدا ورسول بخون ناحق
امام حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی جب تک مختار قید سے چھوٹ کر میرے پاس
نہ پہونچیگا اوس دن تک تو مجھکو سوائے اس حال پر ملال کے کبھی خوش حال نہ پاویگا
یہ سنکے عبداللہ عمر نے کہا کیون گھبراتی ہے مین کسی شخص کو تجویز کرکے اپنا نامہ یزید کے
پاس بھیجکے اوسے قید سے رہا کرائے دیتا ہون اور اگر کثیر زحمت اختیار کرکے میرا نامہ

لیکر جاوے تو اوس سے بہتر کوئی اور سزاوار اس کام کا نہین ہے بس مختار نے یہ سنکے
خوش ہوکر کہا کہ اے عبد اللہ عمر اول مین تو کار مختار پر اپنی بجان تک نثار کرنے کے
لیے حاضر ہون اور علاوہ اسکے جب تیری مرضی بہی میری طرف اس کام کے انصرام
مین مصروف ہو تو زہے عز و شرف میرا کہ مین اوسمین کوشش کرون القصہ اوسیدم
قلم دوات و کاغذ منگوا کے یزید کے لیے اس مضمون کا نامہ رقم کیا کہ اے یزید ابن معاویہ
بعد دستور سلام کہ طریقہ اسلام ہے آگاہ ہو کہ مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کو کہ وہ میری
زوجہ کا حقیقی بھائی ہے تیرے عامل کوفہ عبید اللہ زیاد نے اوسے بے جرم و خطا طوق و
زنجیر پہنا کے ایک غار تاریک تہ خانے مین قید کیا ہے تو خواہر مختار نے اس حال سے
مطلع ہو کر شب و روز آہ و بکا مین مصروف ہو کے مجھے زندگی سے بیزار کر رکھا ہے اور
اے پسر معاویہ کیا کہون کہ مین اسکے سبب سے کیسا شب و روز تلخ کام رہتا ہون ۔ پس
بتقاضاے محبت دلی تیری ذات سے متوقع ہو کر تجھے تکلیف دہ ہوتا ہون کہ ایک
رقعہ اپنے ہاتھ سے پسر زیاد کو رہائی مختار مین بہ تقید تمام رقم کر کے بھیجدے تا وہ اوس سے
دست بردار ہو کر جلدی میرے پاس روانہ کردیوے کہ مین تیرا ممنون احسان ہونگا
وگرنہ قسم خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کہ تمام قبائل عرب مین تجھے بدنام
کر کے سب کو تجھ سے منحرف کر دونگا اور انتقام خون معصوم و مظلوم شہید تشنہ لب حضرت
امام حسین ابن علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ارادے پر ایسی فوج قاہرہ جمع کر کے
تجھ سے آمادہ جدال و قتال ہو جاؤنگا کہ مقدمہ اوس لشکر کا شہر دمشق کے دروازے پر
اور خاتمہ شہر مدینہ مین ہوویگا بس اے پسر معاویہ خبردار اس میرے کلام کو ٹال کر اپنی سلطنت
کو میرے ہاتھ سے درہم و برہم نہ کروانا والسلام اور جب یہہ تمام عبارت لکھکر وہ اپنی
مہر سے اوس نامے کو مزین کر چکا تو کثیر کے ہاتھ مین دیکر کہنے لگا کہ جا کر یزید کے ہاتھ مین
اس نامے کو دے کر بے جواب حاصل کیے باز نہ رہنا اور اوسوقت صفیہ نے بھی

اپنے گیسوؤن کے بال کاٹ کر بلکہ جو موے سر اندوہ خبر گرفتاری برادر مین نوچے تھے
کشیر کو دیکے کہا کہ اے معلم جب یزید کو یہ نامہ دینا تو میرے یہ موے سر بھی دیکر پریشان
حالی میری اور میری بیٹیون کی مفصل بیان کر دینا راوی بیان کرتا ہے کہ خواہر مختار
نے مع بیٹیون کے لباس سیاہ پہنکر اوسوقت ایسا شور آہ و نالہ برپا کیا تھا کہ جسطرح
کوئی مردے کے لیئے روتا ہے بلکہ ایسا سامان ہوگیا تھا کہ مردم ہمسایہ صداے آہ
و نالہ سنکر بے اختیار در خانہ عبداللہ پر مجتمع ہوگئے تھے مگر جب معلم نے کہا کہ انشاء اللہ
الرحمن اے صفیہ مین اسطرح پر تمہارا حال یزید سے بیان کرونگا کہ وہ سنگدل سنکر
مثل موم ہو کر شمع سان گریان ہوگا اوسیدم صفیہ نے مطمئن ہو کے ہزار دینار منگوا کر
براے زاد راہ عوض مزد نامہ بری معلم کے روبرو رکھکر ازبس خوشامد و معذرت کی
باتین کر کے کہا کہ اے معلم اس مایۂ قلیل کو بطور دعوت قبول کر اوسنے کہا کہ اے
صفیہ خداوند دوجہان نے مجھکو تصدق جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ایسا
غنی کیا ہے کہ مین ہر چیز سے بے نیاز ہون اور مین تو فقط بپاس خاطر حرمت برادر
دینی اس کام کی درستی مین مصروف ہوا ہون بلکہ علاوہ اسکے مین نے تو ہائی
مختار کے لیئے اپنا گھر و بار خراب و برباد کر دیا ہے بخدا مجھکو تیرے دینارون کی سواے
دعاے خیر کے ہرگز خواہش نہین ہے بس یہ کہکر معلم جب اوٹھ کر باہر چلا آیا تو کچھ کھانا
کھا کر اونٹ پر سوار ہو کے چھہ دن تک برابر چلا گیا۔ جب معلم دمشق مین پہونچکر
ایک بقال کی دوکان مین کہ پہلوے مسجد مین وہ مکان تھا جا کر اوترا تو اوس
بقال نے کہ امام و خطیب مسجد بھی وہی تھا معلم کی بہت خاطر داری کی اور جب
معلم دوسرے دن یزید کے دروازے پر گیا اور اوسکو ہجوم سرہنگ و امرا سے
باریابی کی نوبت نہ آئی تو سترہ دن تک ہر روز بے در پے یہ مرد دیندار دروازے پر
یزید کے جایا کیا اور کسی روز اوس تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تو سترہ دن کے بعد

بقال نے معلم سے پوچھا کہ اے کثیر اس مدت کثیر سے تو یہان مسافرون کی طرح پر اوترا ہوا ہے بلکہ ہر روز مسجد مین شریک نماز بہی ہوتا ہے پس کیا سبب ہے کہ تو اپنا حال کسی سے کچھہ اظہار نہین کرتا ہے اور ظاہرا کچھہ پیشہ تجارت مین بہی تو مصروف نہین ہے کہ اوسکے سبب سے کچھہ کسی شے کا سوال نہین کرتا ہے تو اے شخص تو اپنا حال مجھسے بیان کر کہ مین تیرے حال سے ماہر ہوکے اگر کچھہ تیرا مطلب ہووے تو اوسکو سرانجام کو پہونچاؤن یہ تقریر اوس بقال بلند توقیر کی سنی تو ششدر و حیران ہوکر اپنے دل مین سوچنے لگا کہ اگر مین اپنا مطلب اس سے بیان کرون اور یہ شخص دشمن اہلبیت سالتمآب علیہم الصلوٰۃ والسلام ہووے تو افشاے راز کرکے مجھے یزید تک کسی صورت سے پہونچنے نہ دیگا اور اوسوقت مجھ سے سواے حسرت و افسوس کے کچھہ نہ ہوسکے گا تو میری سب محنت مفت برباد ہوجاویگی پس بقال نے جب کثیر کو جواب مین مترددد دیکھا تو وہ دل مین سمجھہ گیا کہ یہ شیعہ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے مجھکو دشمن اوس امام کا گمان کرکے اپنا مطلب اظہار نہین کرتا ہے یہ سوچکر بقال نے ہنسکے کہا کہ اے عراقی اندیشہ نکر مین جانتا ہون کہ تو ابوترابی ہے کہ تیری پیشانی سے آثار محبت اہلبیت الطاہرین علیہم السلام ہویدا ہین اے بندۂ حق قسم ہے مجھے خون ناحق امام مظلوم کربلا علیہ السلام کی مین تیرے ہر حال مین شریک ہوکے جو حاجت ہوویگی اوسکے سرانجام مین بدل مصروف ہونگا کہ مین بہی غلام علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہون ولیکن کیا کرون تقیہ کرکے ان لوگون مین اپنی عمر بسر کرتا ہون اور شب و روز مین ماتم سبط رسول مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محزون و ملول رہتا ہون اور تمام بنی امیہ خصوصاً یزید پر لعنت کرتا ہون بس یہ کلام اوس بقال کا سن کے معلم نے کہا کہ اے بقال تو اس گفتگو سے طالب اس امر کا ہوا ہے کہ میرے حال سے ماہر ہووے تو مین تجھسے اس تقویت سے بیان کرتا ہون کہ خون ناحق امام حسین

مظلوم علیہ السلام کی تو نے قسم کہائی ہے اے بقال مین ساکن شہر کوفہ شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین سے ایک مرد معلم ہون اور مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کو عبید اللہ زیاد نے جو قید کیا ہے تو مین اوسکے خط عبد اللہ عمر کے پاس لیکر آیا تہا اب عبد اللہ عمر نے ایک نامہ اپنا یزید کے واسطے اوسکی مخلصی کے باب مین لکھکر مجھکو دیا ہے تو مین چاہتا ہون کہ یہ خط یزید کو دے کر اوس سے پسر زیاد کے لئیے رہائی مختار کے مقدمہ مین خط لکہوا کر جانب کوفہ لیکے چلا جاؤن اور آج اٹھارہ روز مجھکو اس شہر مین گذر گئے ہین کہ ہر روز یزید کے دروازے پر اس ارادے سے جاتا ہون کہ یزید کے پاس جا کر یہ خط دے کے اپنا مطلب حاصل کرون مگر کوئی سنگدل مجھکو اندر دہلیز کے نہین جانے دیتا ہے بس اے برادر اس باب مین حیران ہون کہ کس تدبیر سے یزید تک پہونچون یہ سنکے بقال نے کہا کہ اے معلم اگر مختار قید سے چھوٹے گا تو تجھکو اوس سے کیا فائدہ ہوگا کثیر نے جواب دیا کہ اے روشن ضمیر مین زیادہ اسلیئے مختار کی رہائی کے مقدمہ مین کوشش کرتا ہون کہ وہ پشت و پناہ مومنین اگر قید سے رہائی پاوے گا تو انتقام خون امام مظلوم کربلا علیہ السلام مین وہ کسی بنی امیہ کو روے زمین پر زندہ نچھوڑے گا بقال نے کہا کہ اے کثیر تجھکو کسطرح ثابت ہوا کہ وہ منتقم خون ناحق فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ہے معلم ہنسکے کہنے لگا کہ اے امام و خطیب مسجد کیا تو اس خبر سے مطلع نہین ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہین کہ حضرت نے ارشاد کیا ہی کہ بدترین امت مین سے میرے حسن کو زہر دے کر اور حسین کو تیغ جفا سے مع اقربا شہید کرینگے ولیکن خداوند عالم کی قدرت کاملہ سے بنی ثقیف مین سے ایک شخص انپر ایسا مسلط ہووے گا کہ وہ ان مظلومون کے خون کا عوض تمام

قاتلوں سے اونکے لیکر میری اولاد کو خوشنود کرینگا بس اے بقال کلام جناب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے راست ہوئے ہیں شک کرنا باعث کفر والحاد
ہے القصہ یہ کلام راستی انجام سنکے جب بقال نے کہا کہ اے معلم کیا یہ وہی ہے
جسنے مسلم بن عقیل علیہ السلام سے بیعت کی تہی معلم نے جواب دیا کہ ہان یہ
وہی مختار اعالی وقار ہے یہ سنکے بقال نے بہی اقرار کیا کہ ہان جناب امیرالمومنین
علیہ السلام نے اسکے مقدمے مین یہی ارشاد فرمایا ہے اب میرا بہی دل تیرے کلام
کی صداقت پر گواہی دیتا ہے پس اے معلم تو نے روز اول مجہہ سے اس حال کو
کیون نہ اظہار کیا کہ مین آجتک کب کا تجہے اپنے مطلب سے کامیاب کردیتا خیر اب
کل صبح کو بعد از نماز صبح اوقِ لباس فاخرہ پہنکر بلکہ اشتر پر سوار ہوکے دروازہ خانۂ
یزید پر جاکے بے خوف وخطر دہلیز اول مین چلا جانا اور اے معلم کسی سرہنگ و
حاجب سے کچہہ اندیشہ کو اپنے دلمین راہ دیکر کسی سے ملتفت نہونا جب دہلیز اول
مین تو پہونچیگا تو وہان ایک بڑی سی صحنچی مین بوریون کا فرش بچہا ہوا ہوگا
اور بہت سے دربان لباس سیاہ پہنے ہوئے بیٹھے ہونگے اونسے بہی زنہار کچہہ
التفات نکرنا اور جب آگے بڑھہ کر دہلیز دوم مین جانا تو وہان بہی ایک دوکانچہ
فرش نفیس سے آراستہ اور کرسیون پر کچہہ سردارونکی جمعیت تجہکو نظر پڑے گی تو
اونسے بہی بے سلام وعلیک کیے آگے چلا جانا بس اسیطرح دہلیز سوم مین بہی
ایک صحنچی فرش نفیس وپارچۂ دیباکے پردون سے آراستہ دیکہیگا وہان بھی
کرسیون پر چپ وراست دوکانچون مین امیر وحاجب بیٹھے ہونگے زنہار اونسے
بہی اندیشہ ناک ہوکر مخاطب نہونا اور اے کثیر جب تو چوتہی ڈیوڑہی مین دونون
طرف دوکانچون مین کہ وہ بہی خوب فرش مکلف اور جہت پردون سے آراستہ
ہونگے اور دو صفین خدمتگارونکے ذیل کی قبائین دیباکی پہنے ہوئے زوبیٹے

حریر کے کمرون مین لپیٹے اور کمر بند زر وسیم باندہے ہوئے دیکھیگا تو خبردار اونسے
بہی بے اعتنائی کرکے آگے بڑہ جانا القصہ پھر اوسکے آگے ایک اور مکان مین تو
پہونچیگا کہ وہان بہی کچھہ لوگ قبائین مکلف پہنے بلکہ زرین پٹکے کمرون مین
باندہے سر پیچ کار مروارید گیڑلون پر لپیٹے ہوے بعظمت وشان بیٹھے ہونگے سب
یہان اونکو طشتی کہتے ہین کس لیئے کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام بہی لوگ
طشت مین لگا کر یزید کے روبرو لے گئے تہے اور بہت دنون تک وہ طشت مع
سر مطہر ان لوگون کے سپرد رہا تہا بس ان لوگون سے بہی کچھہ بات نہ کرنا اور
آگے بڑہ کر ایک مکان اور ہے تو اوسمین بہی بے اندیشہ چلا جانا کہ وہان فرش
دیبائے رومی زرنگار بچھا ہوا ہوگا اور اوس مکان مین ایک حمام ہے اوس
حمام تک جا کر کنارہ بساط پر پہونچکے ٹھہر جانا پھر زنہار آگے نہ بڑہنا ولیکن
جب ایک ساعت بھر کے بعد دیکھنا کہ ایک غلام خوبصورت بلند قامت
لباس سرخ اور دستار سر پر باندہے ہوئے گنگا جمنی انگیٹھی ہاتھہ مین لیئے ہوئے
عود خام جلاتا ہوا چلا آتا ہے اوسدم اے **کثیر ابن عامر** تو اپنے دل مین معلوم کرنا
کہ اب یزید کی آمد ہے اور پھر اوسکے بعد ایک اور غلام اوس سے زیادہ حسین
ووجیہ ایک سونے کی انگیٹھی مین فقط مشک جلاتا ہوا جب آویگا تو ان
دونون کے بعد ایک غلام ترک ان دونون سے زیادہ خوشرو وقبائے
دیبای سیاہ پہنے ہوئے اور کمر بند وعمامہ سیاہ زیب بر وکمر کیئے ہوئے تجھکو نظر
پڑے کہ وہ غلام دوستدار اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ وہ مصیبت
امام حسین علیہ السلام مین لباس سیاہ پہنکر شب وروز مبتلائے کار غم واندوہ
واشکباری رہتا ہے اور اے کثیر ہرچند یزید کو معلوم ہے کہ یہ علی وآل علی علیہم
السلام سے محبت رکھتا ہے لیکن اس سبب سے کہ یزید ہمیشہ اوسکو پیار کرتا ہے زنہار

اوسکے حال کا معترض ہوکے کچھہ اوسکو نہین کہتا ہے اور بلکہ اسکے کہنے سے یزید نے
سر مطہر جناب امام حسین علیہ السلام کو کربلا بھیجکے تن مطہر کے ہمراہ دفن کروا دیا
تھا اور اے معلم یہ غلام ترک مدت سے سال بسال روزے رکھکر نان جوین
و نمک سے شام کو افطار کیا کرتا ہے بلکہ مجھکو یہ حال بھی خوب معلوم ہے کہ یہ ازار بند
پشمین تیار کرکے اونکو بیع کرتا ہے اور اوسی کے دام سے اپنی بسر کرتا ہے یزید کے
مال مین سے سواے کپڑے کے اپنے کھانے مین کچھہ نہین ملاتا ہے اور اے دیندار
اوسکو جاکے تو یہ نامہ دے کر اپنا حال بیان کرکے جب التماس حصول جواب
کریگا تو یقین ہے کہ وہ بدل مصروف ہو کر یزید سے تیری مطلب برآری کرکے
تجھے رخصت دلوے گا بس معلم بقال سے یہ عبارت سنکر از بس مسرور ہوکے
بعد اداے حمد ایزدی اوس سے کہنے لگا کہ اے بقال خداوند عالم تجھکو اسکی
جزاے خیر دے کہ یہ راہ نیک تو نے مجھکو بتلادی غرض دوسرے دن معلم بعد از
نماز صبح لباس مکلف سے آراستہ ہو کر نامہ ہاتھ مین لیکے یزید کی ڈیوڑھی پر آیا
تو زانوے شتر کو باندھ کر دہلیز اول مین جاکے بے خوف و خطر آگے اور جو کچھ
بقال نے بیان کیا تھا اوسی طرح سب حال جابجا دیکھتا ہوا جب اوس
جا پر پہونچا کہ جہان پر فرش دیباے منقش بچھا ہوا تھا بس یکبار کثیر زمان پر
جاکر بقال نیک اعمال کی موافق نصیحت کے لب فرش ٹھہر گیا راوی بیان
کرتا ہے کہ یزید کا یہ دستور تھا کہ نماز صبح پڑھ کے وہ تا طلوع آفتاب پھر سو رہتا
تھا اور جب آفتاب نکلتا تھا تو وہ بھی اوٹھکر حمام مین نہانے کے لیئے جاکر پھر
دربار آراستہ کرکے کار سلطنت مین مشغول ہوتا تھا القصہ معلم نے اون دونون
غلامون کو جب آگے پیچھے آتے دیکھا تو اوس غلام نیک انجام محب جناب شہ
بزدان علیہ السلام کے انتظار مین اوٹھ کر ٹہلنے لگا یکبار دیکھا کہ وہ غلام ترک

باللباس سیاہ چلا آتا ہے اور معلم نیک نام اوس غلام سعادت انجام کے استقبال
کے لیئے آگے بڑہہ کے جب ارادہ سلام علیک کا کرنے لگا تو وہ غلام ترک معلم کو
دیکھکر بعد سلام بولا کہ جزاک اللہ اے کثیر ابن عامر ہمدانی خدائے برتر تیرے
عمل نیک زیادہ کرے اور تیرے گناہ کو بخشے اور تیری محنت کو ضایع نہ کرے
اے معلم کیا سبب ہے کہ تو نے اتنی دیر میرے پاس آنے مین لگائی مین تو آج
اٹھارہ روز سے تیرا منتظر ہون پس یہ کلام اوس غلام ترک سے سنکے معلم مثل
چوب بید کانپے کچھہ متعجب ہو کر صورت اوس نیک انجام کی دیکھکر کہنے لگا کہ اے
بندۂ خاص کبریا برائے خدا و روح پاک جناب امام حسین علیہ السلام مجھکو اس
راز سے آگاہ کر کہ میرے نام و نشان سے تجھکو کسنے مطلع کیا ہے اوس غلام نے جب
نام مظلوم کربلا علیہ السلام سنا تو اشکبار ہو کر کہنے لگا کہ اے کثیر آج اٹھارہوان
روز ہے کہ مینے جناب امام حسین علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ گویا وہ جناب
تشریف لا کر مجھ سے فرماتے ہین کہ اے گلدستۂ نوبہار اعتقاد و اخلاص کامل تجھکو آخر
ایک روز اس دنیائے فانی سے گذر کے اوس جہان جاودانی یعنے بہشت عنبر سرشت
مین رہنا ہے پس اے غلام نیک انجام آگاہ ہو کہ ایک شخص ہمارے دوستون
مین سے کثیر ابن عامر ہمدانی دمشق مین نامہ عبداللہ عمر کا یزید کے واسطے لیکر
آیا ہے لازم ہے کہ جب وہ نامہ تیرے پاس لیکر آوے تو ہماری خاطر سے اوسکی
مطلب برآری مین کوتاہی نہ کرنا الغرض اے معلم جب حضرت مجھ سے یہ فرما چکے
تو بے اختیار نیند سے مین چونک اوٹھا اور اوس روز سے ہر دم تیرے خیال مین رہا
ولیکن جب کل سترہ دن گذر گئے اور تیرا حال مجھے کچھہ نہ معلوم ہوا تو مین نے اپنے دلمین
یہ خیال کیا کہ شب و روز مجھکو دھیان اوس خلف شیریزدان علیہ السلام کا جو رہتا ہے
تو اسی خیال کے سبب سے یہ خواب بھی مینے دیکھا اور اے کثیر جب پھر کل شب کو

دوسری مرتبہ حضرت کو مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا میرے گھر مین تشریف لا کے مجھ سے مخاطب ہو کر وہ حضرت فرماتے ہین کہ دیکھا تو نے اس امت بے وفا نے مجھ سے خصوصًا یزید ابن معاویہ نے کیا سلوک کیا کہ صحراے کربلا مین مع عزیز و اقربا مجھکو بھوکا پیاسا شہید کرایا اور فرمانے لگے کہ آج اٹھارہ دن سے کثیر ابن عامر اس شہر مین آیا ہے تعجب ہے کہ تو نے اوس سے ملاقات کر کے مطلب بر آری اوسکی نہ کی پس اے معلم مین یہ سنکر ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت مین اوسکی صورت اور مکان استقامت سے آگاہ نہین ہون اگر مجھکو حضرت اوسکے مقام سے کہ جہان وہ قیام پذیر ہے مطلع فرماوین تو مین خود جاکر اوس سے ملاقات کر کے اوسکی حاجت روائی مین مصروف ہون یہ سنکے اوس حضرت نے مجھسے فرمایا کہ تو نہ جانا کل وہ آپ ہی تیرے پاس جب آویگا تو اوسکے مطلب کو بدل مصروف ہو کر بر لانا اور میری طرف سے کثیر ابن عامر کو یہ پیغام بھی دیدینا کہ اے معلم میرا جد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روز محشر کو تیرا شفیع ہو کر بہشت مین داخل کر کے باپ میرا ساقی کوثر آب حوض کوثر سے تجھے سیراب کریگا اور بھائی میرا حسن مجتبیٰ علیہ السلام تیرا ندیم اور والدہ میری فاطمۃ الزہرا علیہا السلام تیری شکر گذار رہیگی بلکہ بروز قیامت انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی تم دونون کا حشر ہمارے ساتھ ہوویگا اور اے معلم مین کسطرح بیان کرون کہ چہرہ منور اوجناب سے اوسدم کیسا نور ساطع تھا کہ تمام گھر میرا گویا مطلع خورشید سے بھی افزون ہو گیا تھا مگر جب نظر میری گردن مبارک پر اوس مولا کے پڑگئی تو دیکھا مین نے کہ وہ تمام مجروح تھے اور خون کے قطرے بھی اوس سے ٹپک رہے تھے معلم کہتا ہے کہ جب یہ عبارت اوس محب صادق خلف شیر خدا علیہ السلام سے مینے سنی تو اوسوقت ایسی رقت مجھپر طاری ہوئی کہ ہرگز خاموش نہ ہو سکتا تھا

اور وہ بہی میرے ہمراہ اشکبار تھا کہ ناگاہ اسی حال مین یزید حجرے سے باہر آکر
اوس بساط سے گذرنے لگا لیکن جب دیکھا مین نے کہ ایک مرد سیاہ فام بلند قامت
ضعیف ترکیب بلکہ پیشانی پر اوسکے ایک نشان جراحت کا بہی معلوم ہوتا ہے
بہت سے خادمون اور غلامون کے بیچ مین مثل خوک صحرائی ہیبت ناک
چلا آتا ہے اوسدم مجھپر یہ عجب طرح کی ایک حالت طاری ہوئی اور ہر چند وہ
خادم جو اوسکے آگے آگے یا غلام جو پیچھے اوسکے آتے تھے سبھون کے چہرون سے
علامت ہیبت پیدا تھی پر سب سے زیادہ میری حالت ابتر تھی اوس غلام ترک
نے اوسکو آتے دیکھا تو جلدی سے نامے کو میرے ہاتھ سے لے کے یزید کے پاس
جاکر اوسکے ہاتھ کو چوم کے کہنے لگا کہ اے امیر شام تو مدام مجھسے کہا کرتا ہے کہ کچھ مجھسے
طلب کر کہ مین وہ چیز تجھے عطا کرون اور اے امیر تو جانتا ہے کہ مینے کبھی کوئی
چیز اپنی خواہش سے تجھ سے طلب نہین کی خصوصاً جسدن سے سر جناب
امام حسین علیہ السلام کا طشت مین دھر کے تیرے تخت کے روبرو رکھا گیا ہے
یہ سنکے یزید نے کہا کہ سچ کہتا ہے پھر اب کیا تیرا مطلب ہے اوسکو بیان کر
کہ مین اسیدم وہ روا کر دون اوسوقت وہ غلام پاک طینت یہ کلام یزید سنکے
کہنے لگا کہ اے امیر اسوقت حاجت میری یہ ہے کہ اس نامے کو پڑھکر جواب
اسکا موافق سوال کے رقم کر دے تا جسنے کہ یہ نامہ لکھا ہے وہ اپنے حصول
مراد سے کامیاب ہوجاوے اور تیری عنایت و شفقت کے خلعت سے
مین سرفراز ہوکر خلق خدا مین امتیاز حاصل کرون یزید نے نامہ اوس غلام
ترک کے ہاتھ سے لیکے سرنامہ کو دیکھ کر اوسے کھولکے جب پڑھنا شروع کیا تو
مضمون نامہ سے مطلع ہوکر بعبوست تمام غلام سے کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا
شاید عبداللہ عمر نے یہ نامہ سفارش مختار مین لکھا ہے کہ ابن عمر کا وہ نسبتی

بھائی ہے اور کوفہ مین پسر زیاد نے اوسکو قید کیا ہے لکھا ہے کہ یہ سنکر اوس غلام
نیک انجام نے جواب دیا کہ اے امیر جو تو فرماتا ہے حقیقت مین یہی ہے کہ مختار نامی
کسی شخص عزیز پسر خلیفہ ثانی کو ابن زیاد نے از روے نفسانیت بے جرم خطا شاید قید
کیا ہے یہ سنکر یزید اوس غلام حبشی سے چین بجبین ہو کر کہنے لگا کہ جو شخص اس نامہ کو لایا ہے
میرے روبرو اوسکو ے آکہ مین کچھہ ادر احوال بہی اوس سے پوچھون گا غلام نے جواب
دیا کہ اے والی شام ایک مرد عراقی بے تمیز سا نامہ لیکر آیا ہے اگر ارشاد ہو تو اوسکو
سرکار کے روبرو لے اوٗن کسواسطے کہ وہ کچھہ لائق گفتگو کرنے کے نہین ہے یزید نے
کہا کہ اوسکو میرے پاس تو لاوٗ کہ مین بہی اوسے دیکھ لون کہ وہ کون شخص ہے
پس وہ غلام اوس پسر معاویہ کے کہنے سے مجبور ہو کر معلم کو یزید کے سامنے
لے گیا تو معلم کہتا ہے کہ اوسوقت میرا خوف سے یہ حال ہو گیا تہا گویا میرے
تن مین جان کا نشان باقی نہین رہا تہا اور زندگی سے مایوس ہو کر جب یزید
کے روبرو گیا تو اوسنے مجھ سے پوچھا کہ یہ نامہ عبد اللہ عمر کا کیا تو ہی لایا ہے مینے
ڈرتے ڈرتے اقرار کیا کہ ہان اے امیر شام مجھی کو اوسنے یہ نامہ دیکر تیرے پاس
روانہ کیا ہے یہ سنکے وہ کہنے لگا کہ اے عراقی ایک بات مین تجھ سے پوچھتا ہون
کہ اوسکو سچ سچ بیان کر دینا معلم نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے امیر جو تیرا جی چاہے
وہ پوچھ لے اگر مجھکو معلوم ہو گا تو بیان کر دونگا وہ کہنے لگا کہ اے عراقی امام
حسین ابن علی علیہ السلام کے قتل ہونے سے تجھے بہی کچھہ رنج ہوا تہا یا
نہین خبردار اس بات کا سچ سچ جواب دینا کیونکہ کہا کہ اے امیر شام مین بیچارہ
مزدور ہون مجھے ان باتون سے کیا کام ہے میرے نزدیک تو حیات و ممات انسان
لے اپنے مطلب کے برابر ہے اور مجھے تو عبد اللہ عمر نے دس دینار دیکر ادھر خط لیکے
بہیجا مجھ کو ایسی باتون کے چرچے سے بھلا کیا حاصل ہے کہ اوسکی فکر و اندیشہ مین

رہتون بیت محتاج نمیداند جز نان سخن دیگر ٭ این قصہ سیر آنست حرفی
تو میگوئی ٭ بیان کرتے ہین کہ غلام یزید نے جب یہ تقریر کثیر کی سنی تو اوس سے
کہنے لگا کہ اے امیر یہ بیچارہ فقیر سچ کہتا ہے کہ اسکو ان باتون کا کب خیال ہے اور
آپکو بھی ان باتون کا چرچا کرنا لازم نہین ہے کہ سایہ پناہ بادشاہی مین ہر طرح کا گروہ
اپنی عمر بسر کرتا ہے اور اے امیر بادشاہون کو لازم نہین کہ ہر ایک سے مذہب کے
مقدمے مین گفتگو درپیش لاوین کیونکہ جسکا جو مذہب ہوگا وہ اوسی طریقہ مین
اپنی زندگی بسر کریگا پس امیر اس نامے کا جواب لکھ کے میری حاجت کو روا کر کہ ہمیشہ سختیون
مین بسبب عدم حصول مراد کے مین حقیر و ذلیل ہو جاؤن القصہ یہ کلام اوس
غلام نیک انجام کا سنکے ناچار ہو کر یزید نے اوسکی خاطر سے قلمدان طلب کر کے
اس مضمون کا نامہ عبید اللہ زیاد کے لیئے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کہ اے عبید اللہ
زیاد آگاہ ہو کہ پسر خلیفہ ثانی عبد اللہ عمر نے میرے لیئے نامہ اس مضمون کا رقم
کیا ہے کہ پسر زیاد نے مختار کو بے جرم و خطا زندان مصیبت و بلا مین قید کیا لہذا
تجھکو لازم ہے کہ جب یہ نامہ میرا تیرے پاس پہونچے تو بے تامل و تساہل مختار
کو زندان سے رہائی دیکر باعزاز و اکرام اوس سے پیش آکے بلکہ بعنایت مال و
منال سے بھی سرفراز کر کے عبد اللہ عمر کے پاس اوسکو بھیجدینا اور خبردار اے
عبید اللہ زیاد اس کام مین تساہل کو دخل نہ دینا اور عذر بیجا کو پیش نہاد خاطر
کر کے میرا باعث رنج و ملال نہ ہونا کیونکہ تو بھی آگاہ ہے کہ قدر و منزلت
عبد اللہ عمر کی ہمارے روبرو کس درجہ پر ہے مناسب ہے کہ اس کام
مین زنہار کچھہ تاخیر نہ کرنا والسلام اندر جب نامے کو تمام کر چکا تو غلام کی
طرف دیکھہ کے کہنے لگا کہ اگر کوئی شخص رہائی مختار کے عوض مجھ سے لاکھ
دینار طلب کرتا تو اونکا دینا مجھکو گوارا تھا مگر یہ نہایت شاق گذرا کس لیئے کہ

مختار شیعہ حیدر کرار علیہ السلام مرد جرار ہے اوس سے اندیشہ ناک رہنا
بہر صورت لازم ہے اور اے غلام نیک سیرت یہ کام فقط دو شخصون کی خاطر
سے ایک تو عبید اللہ عمر کے دوسرے تیرے سبب سے مجھے اس وقت کرنا پڑا اور
یہ کہکے اوسنے نامے کو بند کرکے کثیر کے سامنے پھینک کر ہزار دینار اور ایک حلہ
قیمتی بطور خلعت معلم کو دیا تو سنتے ہین کہ پہلے تو معلم نے دینار و خلعت کے
لینے مین کچھ تامل کیا الا مصلحت وقت سمجھ کے پھر کچھ اپنے دل مین سونچکر
اوسے لیکے یزید سے رخصت ہوکر روانہ ہوا تو غلام بھی تھوڑی دور کثیر کے ہمراہ
آکر کہنے لگا کہ اے معلم مین تو اندیشہ ناک ہوا تھا کہ تو خلعت و دینار کے لینے
مین کچھ متامل ہوا ہے ایسا نہو کہ یزید بھی اسی حیلہ سے تجھے قتل کرکے اس نقد جنس
کو تعویق مین ڈال دیوے ولیکن تو نے یہ بڑا کام کیا کہ بے عذر لے لیا وگرنہ
اوسکو تیرے قتل مین بھی دستاویز کامل ہوجاتی خیر خدا تیرا حافظ و ناصر ہر مقام
رہے اب تو بہوشیاری تمام اس نامے کو ابن زیاد کے پاس پہونچا کر حصول مقصد
سے کامیاب ہووے القصہ یہ کہکر اوس غلام دیندار نے جب معلم کو رخصت کیا
اور کثیر شادان و فرحان بقال کے مکان پر آکے اوس سے یہ سب حال بیان کرنے
لگا تو اوس بقال نیک اعمال نے معلم سے کہا کہ اے کثیر ایک اور تدبیر مین تجھکو
بتلاتا ہون لازم ہے کہ اسپر بھی میرے کہنے سے عمل کرنا کہ یہ جو خلعت یزید نے
تجھے دیا ہے اسکو پہنے ہوئے شہر کوفہ مین تو جانا کہ وہ لوگ اسکے سبب سے تیری
توقیر کرکے درپے تیرے آزار کے نہونگے پس معلم بقال سے بھی رخصت ہوکر شہر دمشق
سے جانب کوفہ روانہ ہوا جب شب و روز مرکب کو ہانکتا ہوا راہ طے کرنے لگا
اور کثیر نیک تقدیر قریب شہر کوفہ پہونچا تو اوس خلعت یزید کو پہن کے موافق
رسم عرب کے اپنے چہرے کو رومال سے لپیٹ کر کہ فقط آنکھین کھلی رہین شہر کوفہ مین

آگر داخل ہوا اور تمام اہل کوفہ نے خلعت یزید جب اوسکے برمین دیکھا تو از روے
تعظیم اوسکو سلام کرنے لگے مگر جب کثیر نے دروازہ ابن زیاد پر پہونچکے حاجبون سے
کہا کہ امیر کوفہ کو خبر کردو کہ یزید کے پاس سے ایک قاصد حکم نامہ تیرے لیے لایا ہے اور
یہ سنکر حاجبون نے جلد تر ابن زیاد کو اس حال سے آگاہ کیا تو اوسنے بصد اضطرار
اپنے لوگون کو حکم دیا کہ جلدی بعزت و توقیر تمام نامہ بر کو میرے پاس لے آؤ اور وہ
خود بھی بدستور استقبال و تعظیم نامہ کے لیے اٹھ کھڑا ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ جب
نامہ یزید کا ابن زیاد کے پاس آتا تھا تو وہ اوس نامے کو ہاتھ مین لیکر بوسہ دیکے
کھڑا ہو کر پڑھتا تھا پس جب معلم پسر زیاد کے پاس رومال کو چہرہ سے کھول کر گیا تو
اوسوقت ابن زیاد معلم کو دیکھ کر دست تاسف ملکے کہنے لگا کہ اے کثیر آخر تو نے
فتنۂ عظیم برپا کیا معلم نے جواب دیا کہ اے امیر مین نے جو کام کیا اوسمین رضاے
خدا کو شریک کر لیا ہے جسدم یہ کہکر نامہ یزید کا اوسکے ہاتھ مین دیا تو اوسنے موافق
دستور اوسکو پڑھ کر اپنے سر کو دھنکر معلم سے کہا کہ کثیر تو نے میری تباہی کی خوب
تدبیر کامل کی ہے اے معلم کیا کرون کہ حکم خلیفہ سے انحراف کرنے مین مضرت
دارین متصور ہے ورنہ اس کام کو تو زنہار نہ کرتا یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے امیر تیرے لیے
اسکی رہائی مین کیا ضرر ہے بھلا اسکا مقدور ہے کہ تجھ سے مقابلہ کرے بخدا سخن
کوتاہ کر کے اوس مبتلاے بلاے اسیری کو جلد رہا کر کس لیے کہ میرے نزدیک اسکی
نہ چھوڑنے مین البتہ موافق مضمون نامۂ پسر خلیفۂ ثانی ایک صورت فساد پیدا ہے
پس اے امیر لازم ہے کہ تو کچھ تامل نہ کر کے مختار کو قید سے رہائی دے کے اطاعت
فرمان یزید کی کر کہ موجب خوشنودی خلیفہ عصر و پسر خلیفۂ ثانی ہے القصہ عبید اللہ
زیاد نے چار و ناچار حاجب کو بھیجکر مختار کو طلب کیا اور اپنے لوگون کو حکم دیا کہ معلم
و مختار کو مہمان خانے مین لیجا کر رسم دعوت سے ممتاز کرو اور ایک دست بقچہ

لباس فاخرہ کا مع ایک بدرہ دینار و ایک بدرہ درہم کے مختار کے پاس بھیجدیا
تو خوان طعام طرح طرح کی نعمتون کے مع اس اسباب و نقد کے مختار کے روبرو

**مختار کا قید سے رہا ہو کر معلم کثیر سے بغلگیر ہونا پھر ابن زیاد کا دعوت کرنا اور
خلعت فاخرہ و نقد و جنس وغیرہ دینا اور مختار کا نہ لینا پھر معلم و مختار کا روانہ ہونا**

ابن زیاد
امیر مختار
معلم کثیر

ملازمین ابن زیاد نے لاکے رکھے اور معلم نے مختار نامدار سے خوش ہو کر کہا کہ اے
سید گروہ بنی ثقیف بڑی مدت کے بعد آج ہم تم پھر ایک دسترخوان پر کھانا کھانے
کے لیئے بیٹھے ہین مختار نے کہا کہ اے کثیر مین تو زنہار یہ کھانا نہ کھاؤنگا اور نہ یہہ
خلعت و زر ابن زیاد کا لونگا حیف ہے کہ جو لوگ ہمارے امام معصوم امام حسین
علیہ السلام کو عین غربت مین بالب تشنہ و شکم گرسنہ شہید کرین اور وہی لوگ پھر
روے زمین پر باقی رہ کے خوشی و خرمی سے اوقات بسر کرین اور ہم اون دشمنون
کے طعام و خلعت سے راحت پذیر ہون پھر مختار عالی وقار نے یہ بات کہکر جب
طعام سے بھی انکار کیا تو معلم بھی کھانے سے آشنا نہو کر دونون شخص تھوڑا سا پانی پیکر
قاتلان امام حسین علیہ السلام پر لعنت کر کے وہان سے باہر آئے اور ابن زیاد نے

جب معلم کثیر کو بھی خلعت دیکے مختار سے کہا کہ اے ابو عبیدہ ثقفی خبردار
اب ایک دن سے زیادہ شہر کوفہ مین نہ رہنا اور جہان تیرا دل چاہے چلا جانا
تا مین تیرے فساد کے اندیشے سے مطمئن رہون یہ سنکے مختار ہنسکے کہنے لگا کہ اے
پسر زیاد اب تو مین اپنے گھر مین جا کے ذرا ٹھہرونگا بعد اوسکے جسطرف میرے مزاج
مین آویگا اس شہر سے چلا جاؤنگا یہ کہکر مختار وہان سے باہر نکل کے معلم سے
کہنے لگا کہ اے برادر اب تو بھی زنہار کوفہ مین نہ رہنا مبادا یہ بدکردار کسی حیلہ سے
تجھے پکڑکے پابند ہلاکت کرے کس لیئے کہ اس میرے چھوٹ جانے کے رنج جانگاہ
کے خیال سے یہ ضرور تیرے درپئے آزار ہوویگا پس لازم ہے کہ محافظت جان
کا دھیان کرکے کہین اور جاکر تو استقامت پذیر ہوکے میرے لیے دعاے خیر
مین مصروف رہنا کیونکہ مین بھی اس شہر سے نکل کے ہر طرف شیعیان علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کے جمع کرنے کی فکر مین پھرونگا اور اے کثیر دیکھ چندروز مین
لشکر عظیم کو مجتمع کرکے اپنے ہمراہ لاکر ان بیدینون کو بضرب تیغ روے زمین سے مانند
خس و خاشاک دور کردونگا بس یہ کہکر وہ دونون بدرے اور دست بقچہ کپڑون کا
جو پسر زیاد نے مختار کو دیا تھا معلم کو دے کر جب مختار نے رخصت کیا تو معلم
مختار نامدار سے رخصت ہوکر قبیلہ بنی کندہ مین جا کر رہا اور مختار دیندار گھوڑے پر
سوار ہوکے اپنے گھر کیطرف راہی ہوگیا الغرض جب مختار عالیوقار اپنے گھر
مین آکر بیٹھا تو تمام رؤساے کوفہ جو کہ مومنین تھے مختار کی ملاقات کو آئے اور اوسکے
احوال تباہ کو دیکھ کر کہ زحمت زندان سے نحیف و زار ہوگیا تھا بے اختیار رونے
لگے اور یہ حال لوگون کا دیکھکر مختار نے سب سے کہا کہ اے یارو اس حال کو میرے
دیکھ کر اشکبار ہوتے ہو حال جناب سید الساجدین کو یاد کرکے رونا لازم ہے
کہ وہ جناب گرفتار زندان یزید مین تھے پس اونحضرت کا کیا حال ہوا ہوگا اور

اے یارو امیدوار ہوں خدا سے برتر کی قدرت کاملہ سے کہ ابن زیاد کو اس شہر
سے بھگا دوں گا کیونکہ میں نے تو اپنے دل میں یہ نیت کی ہے کہ جب تک خون
ناحق امام حسین علیہ السلام کا عوض اس بیحیا سے نہ لونگا ہرگز نیند بھر کے کبھی
آرام نہ کرونگا ولیکن پہلے خدمت امام زین العابدین علیہ السلام میں مشرف
ہو کر اونسے بھی اجازت خروج لے لوں تو پھر اس مردود سے آمادہ جدال
وقتال ہونگا الاتم سب لوگ میرے لیئے دعائے خیر میں مشغول ہو کر سامان
حرب سے تیار رہو کہ جسدم میں آؤں کسی بات کی تمکو پابندی نہ رہے۔ راوی
بیان کرتا ہے کہ جب مختار دیندار لوگوں کو اسطرح وعدہ دے کے سامان سفر
مہیا کر کے راہی منزل مقصود ہوا تو وہ دیندار بعد چند روز کے مدینہ منورہ میں
عبداللہ عمر کے گھر پر جا کے پہونچا اور جب اونسے دروازے کی زنجیر کو ہلا کر کہا
کہ اے بہن صفیہ بنت ابو عبیدہ ثقفی تیرا برادر مختار مضطر بہی گھر میں آوے
یہ سنکے صفیہ نے ادھر ادھر دیکھ کر کنیزوں سے کہا کہ اے کنیزو دیکھو تو دروازے پر
کون بولا ہے اور ایک روایت ہے کہ اوسوقت پور خلیفہ ثانی دستر خوان پر
کھانا کھانے کے لیے بیٹھا ہوا صفیہ کو بھی بلا رہا تھا اور وہ کہتی تھی کہ اے بندہ
خدا میں نے تجھ سے بارہا کہا ہے کہ جب تک میں اپنے بھائی سے ملاقات نہ کرونگی
زنہار طعام لذیذ سے زبان کو آشنا نہ کرونگی ناگاہ اسی حال میں مختار کی آواز جب
اوسکے کان میں آئی تو گھبرا کے ایک کنیز سے کہنے لگی کہ دیکھ تو دروازے پر یہ
کون آواز دیتا ہے اور جب کنیز نے مختار کو دیکھ کر اوس سے جا کر کہا کہ تمہارا
بھائی مختار نامدار دروازے پر کھڑا ہے وہ بے اختیار ہو کر دروازے کی طرف
دوڑی اور جب بھائی کو دیکھا تو اوسکے سینہ سے اس خوشی سے لپٹ گئی
کہ ایک بار پھڑک کر اوسکا دم نکل گیا اور جب مختار نے بہن کی پیشانی کو

جو نم کے دیکھا تو وہ دنیا ہی سے گذر گئی تھی بس اوسدم یہ حال دیکھکر خانہ
عبداللہ عمر مین ایک شور ماتم ایسا پڑ گیا کہ تمام اہل محلہ مجتمع ہو گئے القصہ
جب بڑی دیر تک وہ نیکبخت مثل مردہ پڑی رہی اور اصلا سانس کا اشارہ
اوسمین نہ پایا گیا تو ناچار ہو کر اوسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہو کر اوسکے کفن
و دفن سے فراغت کر کے مختار عالی وقار باچشم اشکبار عبداللہ عمر سے
رخصت ہو کر مکہ معظمہ کیطرف عبداللہ زبیر کے پاس چلا گیا کہ وہ بہی فکر
خروج مین مصروف تہا اور عبداللہ ازرق کہتا ہے کہ مین نے راہ مین
مختار کو تنہا ایک اونٹ پر سوار جب آتے دیکھا تو پوچھا مین نے کہ اے
مختار کہان جاتا ہے تو وہ کہنے لگا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے
قاتلون کے ہاتھ سے اپنی جان بچا کر دیار عراق سے نکل آیا ہون کس لیے کہ
سب دشمنان فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ابن زیاد سے ملکر مجہے شہر
کوفہ سے نکالنے پر آمادہ ہوئے تہے اے عبداللہ قسم ہے خدائے عزوجل
کی اگر اوس شہر سے مین کہین چلا بہی جاؤنگا تو پہر جلدی سے جاکر اون سب
بدبختون کو قتل کرونگا جسطرح سے ان ملعونون نے فرزند رسول مختار
صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کو شہید کیا ہے پس اسمین یزید اور اوسکے ہواخواہون
کو انشاء اللہ تعالی باقی نہ رکہونگا اور اگر یہ ملعون کہین جاکر پوشیدہ ہونگے
تو وہین جاکر ان ملعونون کو انتقام خون جناب امام حسین علیہ السلام کے
قتل کرونگا اور امیدوار ہون بفضل تائیدات ایزدی سے کہ قاتلان پسر
حیدر کرار علیہ السلام مین سے ایک بہی میرے ہاتہ سے اس جہان مین
زندہ نہ رہیگا عبداللہ ازرق فریق کہتا ہے کہ مختار کی یہ گفتگو سنکر مین
متعجب ہو گے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اسکے ہمراہ نہ سپاہ اور نہ کچہ مال و خزانہ

معلوم ہوتا ہے یہہ کلمہ کس بھروسے پر اوس کی زبان سے نکلا ہے ہر چند ظاہر میں اوسکا کلام بیر پایا سر بیکار ہے مگر زوحال سے کسی طرح پر خالی نہین پایا جاتا حقیقت مین اسکا تفاؤل ہے کہ بدد ارواح طیبہ جناب ائمہ ہدا علیہم السلام سے ظالمون پر سیری فتح ہونے والی ہے یا فال نیک سمجھکے اس عالم صورت کو آئینہ ظہور میں بسبب فال نیک کے جلوہ گر کرے اور یہ بات کہہ کے مختار عالی وقار مکہ معظمہ کی طرف بعزم زیارت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام و عبد اللہ زبیر کے ملاقات کے لئے جب راہی ہوگیا تو وہان پہونچکے اوس دیندار نے اپنے حصول مطلب کی عجیب طرح کی کوشش کی کہ وہ اوسی کا کام تھا۔

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ

معرکہ چہلم

مخبر اخبار ابو مخنف راست گفتار کی زبانی معلوم ہوا کہ جب عبید اللہ زیاد نے جناب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک معہ اہل بیت اطہار یزید کے پاس بھیجا تھا اوسکو اس لڑائی کے فتح ہونے کی ایسی خوشی ہوئی تھی کہ اوس بد کردار کے چہرے سے آثار شادی مرگ ظاہر ہو گئے تھے ولیکن عذاب قہر خدا نے اوسکو ایسے رنج مین مبتلا کیا کہ اس پلید کو اوس رنج سے نجات نہ ہوئی اور مشاہدہ احوال معجزات فرزند جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خروج زہیر خزاعی و مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی و محمد حنفیہ علیہ السلام سے ایسا خوف دلمین سما گیا تھا کہ اوسکے سبب سے بیمار ہو کر وہ بدبخت شب و روز بیچین و بے آرام رہنے لگا اور ہر چند اطبائے شام و عراق نے مجتمع ہو کر علاج اوس بے ایمان کا کیا لیکن سوائے شدت مرض کے کوئی فائدہ نہ دیکھا

اور اکثر جب رات ہوتی تھی تو وہ اسقدر نالہ و فریاد کرتا تھا کہ تمام آدمی اوسکے
گھر کے تنگ ہوکر اوسکے حق مین دعاے بد کرنے لگتے تھے کس لیے کہ نالہ و افغان
سے اوس بے ایمان کے ایک دم بھی کوئی آرام سے نہ سوتا تھا غرض ایک دن
قوم ترسا مین سے ایک طبیب رومی کو کہ از بس نباض کامل و طبیب حاذق
تھا یزید نے طلب کرکے اپنے معالجہ کے لیے جب حکم دیا تو اوس طبیب نے نبض اوسکی
دیکھ کر کہا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری کسی رنج کے سبب سے تجھکو لاحق
ہوئی ہے اے یزید اسکا علاج سواے اس تدبیر کے اور نہین ہے کہ تو ہر دن
سوار ہوکر سیر و شکار مین مصروف رہے تا وہ رنج جو کہ تیرے دل پر عارض ہوا
ہے برطرف ہوکر تیری طبیعت کو اطمینان حاصل ہوجاوے اور اوسوقت
اگر تیری ذات مین کچھہ کسل باقی رہجاوے گا تو وہ بآسانی زائل ہوکر تندرستی
سے مائل ہوجانے کے قابل ہوجاویگا بس یہ سنکر آمادہ سیر و شکار ہوکر تمام
سپاہ و مصاحبون سے کہنے لگا کہ سب سامان سفر جلد مہیا کرو کہ ہم شہر دمشق
سے باہر جاکر سیر و شکار مین مصروف ہووینگے اور بدکردار اوسی حالت بیقراری
مین ایک دن سوار ہوکر دمشق سے باہر نکلکر دو دن کی راہ تک جاکر خیمہ و
خرگاہ وہان پر استادہ کرواکے جب ٹھہر گیا تو پھر وہان پر کچھہ آثار شکار و مقام
دلچسپ نہ دیکھکر تیسرے دن وہان سے کوچ کرکے ایک صحرا مین کہ وہ
شکارگاہ معقول تھا چلا گیا القصہ وہان پہونچکر اوسیدم شکار کھیلنے پر
مستعد ہوکر جب صحرا مین ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ ایک آہوے دلفریب اوس دشت مین
بدکردار کو نظر پڑا تو اپنی سپاہ دین تباہ سے کہنے لگا کہ کسی طرح اس ہرن کو گھیر لو کہ
ہم زندہ اوسکو گرفتار کرین یہ کہکر گھوڑے کو دپٹا کے اوس ہرن پر چلا تو وہ آہوے
بادرفتار قدرت جناب کردگار سے مانند برق اوسکے روبرو سے نکل گیا مگر اوسنے بھی

جھنجھلا کے مرکب سبک سیر کو اوس ہرن کے پیچھے ایسا دوڑایا کہ تمام سردار جو کہ
اوسکے ہمراہ تھے چھوٹ گئے اور وہ مردود اونکی نظروں سے چھپ گیا بیان
کرتے ہین کہ اوس ہرن کا یہ حال تھا کہ جب یزید تھک کے ہرن سے دور ہو جاتا تو
اپنے گھوڑے کو روک لیتا تہا تو وہ ہرن بہی اوسکو اپنے شکار پر حریص کرنے کے لیے
رک کر کھڑا ہو جاتا تہا اور جسوقت یہ پہر گھوڑے کو مہمیز کرتا تہا تو آہو بہی مانند باد صرصر
اوسکے روبرو سے بھاگنے لگتا تہا بس جسدم کہ یزید تھک کے اپنی زندگی سے بیزار
ہو کر ایک جا پر کھڑا ہو رہا اور وہ ہرن بہی قدرت کاملۂ ایزدی سے اوسکی نظر سے غائب ہو گیا
تو اوسوقت پسر معاویہ نے ارادہ کیا کہ پھر کر اپنے لوگون کی طرف راہی ہو لیکن وہ
ایسا تھک گیا تہا کہ مرکب کو مہمیز بہی نہ کر سکتا تہا اور نہ اوسکے گھوڑے مین قدم
اوٹھانے کی طاقت رہی تہی القصہ اوس بدکردار نے جب گھوڑے کو بہزار مشقت
مہمیز کرکے ارادہ پہرنے کا کیا تو دیکھا کہ ایک دیوار اسے درمیان مین ایسی حائل ہے
کہ اوس سے پار نکلنا ممکن نہین ہے چنانچہ یہ خبر احادیث ائمہ علیہم السلام سے
سے بہی ثابت ہوتی ہے کہ وہ صحرا وادی جہنم سے تہا خواہش جناب کبریا نے اوسکو
روز جزا تک اوسی صحرا مین مبتلا عذاب اضطرار و حیرانی کرکے اور باقی اوسکے اعمال
بد کی سزا روز قیامت پر منحصر رکھی کہ اوس روز بدکردار آتش دوزخ مین بخوبی جلے گا
پس یقین ہے کہ اسکو خداوند عالم نے بدلا اوس عمل بد کا دیا کہ فرزند فاطمۃ الزہرا جناب
امام حسین علیہما السلام کو اسنے وطن سے آوارہ کرکے سفر کربلا مین ہر وادی و
صحرا کے اندر رنج و زحمت سفر سے مضطر و پریشان کر دیا تہا اور ایک روایت سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یزید اوسی شکارگاہ مین قدرت خدا سے کتے کی صورت بن گیا
اور تا قیامت مبتلائے عذاب رہیگا لیکن ابو مخنف صاحب اخبار کہتا ہے کہ
یہ ہرن جو اوسکو معلوم ہوا آہو نہ تہا فقط حکم خدائے دو جہان سے ایک فرشتہ

صورت آہو بن کے اسکے روبرو آیا تہا تاکہ اوسکو خوب سا صحرا مین دوڑا کر ہلاک
کرکے لذت تشنگی سے آگاہ کرے اور اسی سبب سے ہر وقت اوسکی نظر سے دور ہوکر
وہ ٹھہر جاتا تہا تا اس بدکردار کو حریص شکار کرکے خوب سا دوڑا کر ہلاک کرڈالے حتی کہ
اسی طرح سے وہ فرشتہ حکم خدا سے دوڑاتا ہوا اوسکو اوس صحراے عذاب مین
لے گیا اور ایک راوی بیان کرتا ہے کہ بعد از شہادت جناب سید الشہدا علیہ
السلام یزید السیا بیمار ہوگیا کہ اوسکے حلق و زبان مین کیڑے پڑگئے تھے بلکہ تمام
چہرہ اوسکا سیاہ ہوگیا تہا اور زبان اوس مردود کی مُنہ سے باہر نکل آئی تھی
اور سوج گئی تھی کہ بدکردار اوس عذاب سے رات دن غل مچا کر یہ کہتا تہا کہ ہاے
پیاس کی یہ کیسی شدت ہے کہ میرے تئین مارے ڈالتی ہے اور جب ملعون کو
پانی پلاتے تھے تو گھبرا کے کہتا تہا کہ اے یاروان سانپون کو تو میرے پاس سے
ہٹاؤ انکو کس لیے لا کر یہان چھوڑ دیا ہے اور کبھی کہتا تہا کہ اے یارو یہ کیا حال ہے
کہ ایک شعلہ آگ کا سا میرے تن و جان مین بھڑک رہا ہے کہ جسکی گرمی سے
میری جان تن سے نکلی جاتی ہے اور اکثر بدسیر آہ سرد بھر کے کہا کرتا تہا کہ افسوس
مین نے یہ کیا غضب کیا کہ جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو دونون جہان مین
اپنا دشمن بنایا واللہ حیف ہے اوسپر کہ جسکی دشمن بنت رسول مختار صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہووے اور اس طرح کے کلمے کہتا ہوا وہ اس دنیا سے گذر کر مصداق
مرتبہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ ہُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ہوا کہ دنیا و آخرت
کے لیے بھی ہے زیان کاری ظاہر مگر ایک راوی بیان کرتا ہے کہ یزید شراب کے
نشہ مین کوٹھے پر سے گر کے ربیع الاول کی چوتھی تاریخ ۶۴ھ چھتیس برس کے سن مین
واصل جہنم ہوگیا غرض لوط ابن یحیی کہتا ہے کہ جب یزید پلید آہو مذکور کے
پیچھے بیابان ادبار مین گم ہوگیا تو سپاہ اوسکی ایک ساعت بہر تو جبکی ٹھہری رہی

اور جسوقت ملعون نے دیکھا کہ زنہار کسی طرف صحرا مین ابن معاویہ کا کچھ نشان
نہین معلوم ہوتا ہے سب کے سب گھبرا کے اوسکی تلاش مین ہر طرف بیابان مین
پھیل کے ڈہونڈہنے لگے کہ ناگاہ اوسکا گھوڑا ایک کنوئین کے کنارے نظر پڑا اور
وہ سب آدمی اس خیال سے کہ شاید اس جا پر کہین گھوڑے سے گر پڑا ہوگا گردو
پیش اوس کنوئین کے ڈھونڈہنے لگے کہ زندہ یا مردہ یہان پر ہاتھ آجاوے گا
یکایک غیب سے ایک آواز گوش زد ہوئی کہ اے لوگو تم یزید ابن معاویہ ابن
ابو سفیان کو یہان عبث ڈھونڈہتے ہو وہ تو ایک صحراے دوزخ مین کہ
تمام سانپ اور بچھو اور آتش سے بھرا ہوا ہے حکم خداوند کائنات سے گرفتار عذاب
ہے بس جسدم اوسکے تمام مصاحبون اور غلامون نے غیب سے یہ آواز
سنی تو سبھون نے اپنے تئین گھوڑون سے زمین پر گرا کے سب کپڑے
پھاڑ کے خاک بدبختی سر پر اوڑانے لگے اور روتے پیٹتے راہی دمشق ہوئی
وہان پہونچکر یزید کے گھر پر گئے اور تمام مکان استقامت یزید کو سیاہ کر کے
کنگرے اوسکے کھود کر گھوڑون کی دُمین اوس دُمبلی کے ماتم مین جب سب نے
کاٹ ڈالین تو یہ خبر شہر مین مشہور ہوکے عجیب فتنہ و فساد برپا کرنے کے
بانی ہوگئے اور دوستدار اہل بیت اطہار یہ خبر سنکے شاد و مسرور ہوکر بیخوف
و خطر جوق در جوق اہل شہر کے شکر خدا بجالانے لگے تو یہ حال دیکھکر اوسکے
اہل کارون نے جلدی سے معاویہ نامی یزید کے پسر کو کہ از بس رحیم
و حلیم تھا روسائے دمشق کو متفق کر کے تخت سلطنت پر بٹھلا دیا اور
جب سب نے بیعت اوسکی اختیار کر کے اوسکی فرمانبرداری و اطاعت کو
قبول کیا تو مروان حکم نے بعد چالیس روز کے اوسکو کسی فریب سے زہر
دلوا کے تخت شاہی سے اوٹھا کر تختہ تابوت پر لٹا دیا القصہ اس حال سے

تمام ملک شام مین ایک فتنہ عظیم برپا ہوگیا اور حاکم شام سے عناد کرنے
کی فکر مین تمام رؤسائے شام مختلف اللفظ ہوگئے اور جب مروان نے
دیکھا کہ اہل شام مجھسے کسی طرح پر متفق نہین ہوتے ہین اوس پلید نے
عبید اللہ زیاد کو اپنا رفیق و مطیع کرنے کی غرض سے اوسکے لئے ایک نامہ
احوال مرگ یزید مین لکھکر روانہ کیا بیان کرتے ہین کہ اون دنون مین
ابن زیاد امیر عراقین اس سبب سے ہوگیا تہا کہ اکثر حکام و رؤسا اوس دیار
کے سرائے دنیا سے ملک آخرت کو رحلت کر گئے تہے اور کوفہ سے لیکر تا خراسان
مع ولایت بصرہ وغیرہ ابن زیاد کے جو زیر حکومت ہوگیا تہا تو یہ ملعون چھ چھ
مہینے بصرہ مین رہ کے انتظام مملکت مین مصروف رہتا تہا لیکن جن روزون
مین کہ یزید واصل جہنم ہوگیا اون دنون مین یہ کوفے سے بصرے مین آیا تہا
اور کوفہ مین عمر نامی اپنے ایک پسر کو جانشین اپنا کرکے یہ تاکید کر آیا تہا کہ
شیعیان جناب ابوتراب علیہ السلام مین سے جسکو سرکشی و فتنہ انگیزی کے
خیال مین دیکھنا خبردار گرفتار کرکے زندان ابوترابی مین اور سب ابوترابیون
کے پاس قید کرنا اور ہزار آدمی شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
مین سے بڑے بڑے نامیون کو ابن زیاد نے پکڑ کے قید کیا تہا کہ یہ سب
دیندار اس سبب سے تابعین کہلاتے تہے کہ فرمانبردار احکام جناب شیر خدا علیہ
السلام کے اور مدام بے خوف و خطر دشمنان اہل بیت اطہار پر لعنت کیا
کرتے تہے بلکہ مختار نامور سے بہی ان لوگون نے خروج کرنے پر بیعت کرکے
جمعیت اہل اسلام پر کمر ہمت باندہی تہی اور مختار دیندار ان لوگون سے
جب وعدہ حصول اجازت خروج و حکمنامہ لانے کا عہد جناب سید الساجدین
یا محمد حنفیہ علیہما السلام سے کرکے جانب مدینہ منورہ و معظمہ چلا گیا تہا تو عبید اللہ زیاد نے

لے ہرکارون اور منافقون کی زبان سے خبرانکے بیعت کرنے کی سنکران سبکو
فرداً فرداً پکڑکے قید کیا تہا اور آٹھ پہر مین شام کے وقت ایک نان جوین اور
ایک کوزہ آب کے سوا ان لوگون کو اور کچھہ نہ دیتا بلکہ اوس ملعون کو ہردم
یہ خیال تہا کہ ان لوگون کو کسی حیلہ سے مارڈالتا یا یزید کے پاس بہیجدیتا
کہ پھر اندیشہ فتنہ خروج باقی نہ رہتا غرض برس دن سے وہ لعین ان
لوگون کو قید کرکے شب و روز اسی تدبیر مین رہا پر مشیت ایزدی کا وہ
ملعون خیال نہ کرتا تہا کہ اوس کارساز بے نیاز کو کیا منظور ہے راوی کہتا ہے
کہ اسی حال مین نامہ بر مروان لعین کا کوفہ مین پسر زیاد کے پاس
جب پہونچا اور اس لعین نے مضمون نامہ کو دریافت کیا تو نامہ بر کو اظہار
حال یزید و پسر یزید سے ممانعت کرکے اس مضمون کا خط عبید اللہ زیاد
کے لیے رقم کیا کہ اے والد مہربان مروان حکم کے خط سے معلوم ہوتا ہے
کہ یزید ابن معاویہ علیہ السلام لوگون کی رفاقت سے بیزار ہوکے مالک
جہنم کی مملکت کے لوگون سے مانوس ہوا ہے کس لیئے کہ عبارت نامہ
مروان کی اسی طرح ہے بس آگاہ ہوا اے پسر زیاد حکومت ملک شام
بسبب یورش اجل تصرف یزید و پسر یزید سے نکل کر قبضہ افواج فتنہ و
فساد مین ہوگئی ہے لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے تو اپنے تئین یہان
جلد پہونچاتا مین اور تو متفق ہوکر سلطنت شام کو تصرف مین کرلین کہ
حکومت عراقین بھی اپنے قبضہ قدرت مین رہے اور کوئی شخص اوسکے لینے
کا قصد کرکے خروج کرکے آمادہ جدال و قتال نہو جائے اور اے پسر مرجانہ
اگر تو اسمین ذرا بھی تامل کریگا تو عراقی حال یزید سے آگاہ ہوکر خروج کرکے
ملک عراق تجھ سے چھین کر قصد او دھر کا کرکے یہ ملک بھی لے لیوین گے

پس میرے نزدیک یہی بہتر ہے کہ تو کسی حیلہ سے جلد ادہر چلا آ کہ مین اور تو
تدبیر کرکے یہان متصرف ہو جاوین اے پدر عالیقدر حقیقت مین یہی بات
ہے اگر اہل کوفہ اس حال سے باخبر ہو جاوین گے تو پہر کسیطرح ہمکو اون لوگون
کے ہاتھ سے نجات نہو گی یا تم جلدی سے یہان چلے آؤ کہ جیسی مصلحت جانوگے
وہ کروگے والا اس خط کے جواب سے بمجرد دیکہنے کے مطلع کرو کہ مین خود
مع ہمراہی و اہل و عیال تمہارے پاس کسی حیلہ سے چلا آؤن والسلام اور
جب یہ عبارت لکھکر اوسنے نامہ کو کبوتر کے بازو مین باندھکر اور سونے کی
کڑیان اوسکے پیرمین ڈال کے اس خیال سے اوڑا دیا کہ اگر کوئی کبوتر کو پکڑیگا
تو یہ لیکر شاید کبوتر کو چھوڑ دیوے گا بس جسدم وہ کبوتر بصرے مین ابن زیاد
کے پاس آکر پہونچا تو اوسنے مضمون نامہ سے مطلع ہوکر فوراً اس مضمون کا جواب
لکھا کہ اے نور دیدہ نامہ کو دیکھ کے اوسیدم مال و خزانہ مع اہل و عیال ہمراہ
لیکر شہر کوفہ سے نکل آ اسلیئے کہ فی الحال نہ میرا آنا وہان مصلحت ہے اور
نہ تیرا رہنا القصہ جب عمر ابن زیاد کے پاس کبوتر نامہ لیکے قریب شام پہونچا
تو اوسنے اوسی وقت تمام فوج کو تیاری کا حکم دے کے مال و اسباب قاطران
لشکر پہ بار کرا کے سامان چلنے کا کرنے لگا اور عمر پسر زیاد نے سب سامان
درست کرکے لوگون کو روشنی کا حکم دے کر کہا کہ ہمارے ناموس کی سواری
کی عماریون کو لا کر دروازہ محل پر استادہ کرو اہل کوفہ یہ شور و غل اور روشنی
دیکھ کر گھبرا کے اپنے بالا خانون پر چڑھ گئے بلکہ اکثر گھرون سے نکل کر راستون
مین متعجب ہوکر پہر تفحص حال جب کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ شدت روشنی سے
دار ابن زیاد پر شب بجاے صبح کے معلوم ہوتی ہے القصہ اسی اثنا مین ناگاہ
غیب سے ایک آواز اہل کوفہ نے سنی کہ ایہا الناس یزید شام مین جہنم داخل

ہوا ہے اور پسر ابن زیاد شہر کوفہ سے معہ اہل و عیال و مال و منال
فرار ہوا چاہتا ہے تو محبان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام یہ آواز
سنکے ہتھیار لگا کے اپنے اپنے گھرون سے نکل کے شہر کوفہ کے دروازے کو
اپنے قبضہ مین کر کے کھڑے ہوئے اور بہت سے لوگون نے جا کر قیدخانے کا
دروازہ توڑ کے قیدیون کو طوق و زنجیر سے نجات دی اور وہ لوگ بھی مسلح
ہو کر آکر سب کے پاس موجود ہو گئے کہتے ہین جب یکبار بہت سے دیندار
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کہتے ہوئے سپاہ ابن زیاد پر
ہر ایک طرف سے حملہ کر کے چلے تو وہ ملعون یہ آواز سنکے ایکبار پریشان ہو کر
جب تک ایک دوسرے سے کچھہ کہنے لگے اون لوگون نے آکر سب کو پریشان
کر دیا اور صندوقون کو توڑ کے تمام مال و اسباب و زر جو کچھہ لدا تھا سب لوٹ لیا
تو حال مردمان شہر کا مومنین نے یہ کر دیا کہ کوفہ سے اوس شب کو جانور بھی دشمن
آل علی علیہ السلام کا بے زحمت پائے باہر نہ جا سکتا تھا اور مومنین کو غنیمت بھی
اسقدر ہاتھہ آئی تھی کہ ہر ایک گدا بادشاہ ہو گیا تھا غرض عمر عبید اللہ زیاد لباس زنانہ
پہن کر سوار ہونے کے لیئے جب محل سے باہر نکلا تو ایک بار آواز یا آل ثارات
الحسین علیہ السلام کی سنکر ملعون گھبرا کے سب اہل و عیال و مال و خزانہ چھوڑ کر
اپنی جان بچا کے ایک راستہ باہر نکلنے کا تھا اوسطرف سے نکلکر شہر سے بھاگ کے
صحرا کی سمت راہی ہوا اور اہل کوفہ صاحبان دین نے اوسوقت بے محابا
تلوارین علم کر کے ابن زیاد کے مکان مین گھسکر مرد و زن و خورد و بزرگ غلام
و آزاد جو سامنے آیا اوسے مار کر جہنم واصل کر دیا لکھا ہے کہ مومنین نے سات
بیٹیان اور تین بیٹے ابن زیاد کے مع ایک سو پندرہ خادمون کے اور کنیزون اور
غلامون کے قتل کر کے راہی دوزخ کیئے اور جتنا مال و منال اوس بدمآل کا جو

ہاتھ لگا لوٹ لیا اور جب سب لوگ عمر ابن عبید اللہ زیاد کو ڈھونڈھنے لگے
تو وہ کہیں نظر نہ آیا بس سب نے گوشت سے باہر آ کے جسکو پسر زیاد کے دوستون
مین سے پایا اوسکو بھی مار کر سر جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلون کے
نیزون پر سوار کرکے تن اونکے آگ مین جلا دیے القصہ یہ حال دیکھکر عمر سعد
و شمر و سنان ابن انس وغیرہ بہت سے ملعون راہ پاکر شہر کوفہ سے جب
اوسی حال مین بھاگ گئے اور کچھ خارجی کنوئن مین اور بہت سے مقامون
مین اور اکثر تہ خانون مین چھپ رہے تو آدھی رات تک اہل دین نے
ڈھونڈھ کر جہان تک ہاتھ لگے تین چار ہزار آدمیون کو مار کے واصل جہنم
کیا اور جتنے دوستداران ابن زیاد کے جیتے بچے بلکہ وہ لوگ جو کربلا مین جناب
امام حسین علیہ السلام سے لڑنے گئے تھے ایک ایک اور بہت سے غول
باندھ باندھ کر با سر و پا برہنہ کوئی سوار اور کوئی پیادہ اوسی شب تار مین
شہر کوفہ سے ایسے بد حواس ہوکر فرار ہوئے کہ راہ گریز بھی نہ ملتی تھی پس
سچ ہے کہ اونکے حواس کیونکر بجا ہوتے جفا شعار دفعتاً تو بلائے ناگہانی
مین مبتلا ہو گئے تھے اور عمر ابن پسر زیاد شہر کوفہ سے بھاگ کر درائن کے
راستہ مین کہ وہان سے بصرے کو چلا جاتا تھا ایک جا پر کہ اوسے بین الطریقین
کہتے ہین جا کر اس خیال سے کھڑا ہو رہا کہ شاید اہل و عیال و ہمراہی میرے
مال و اسباب لیکر آجا دین تو اونکو ساتھ لیکے راہی بصرہ ہو جاؤن اور وہ ملعون
اسی خیال مین وہان پر کھڑا ہوکے جب چارون طرف دیکھنے لگا تو اہل کوفہ
دشمنان اہل بیت اطہار نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر طرف سے آکر اوسکے
پاس جمع ہونے لگے اور وہ لعین ہر ایک سے اپنے اہل و عیال مال و
اموال کی جب خبر پوچھنے لگا تو اون سبھون نے جواب دیا کہ اے ابن امیر کوفہ

ہمکو کسی کا کچھہ احوال معلوم نہین ہے ہم لوگ ابھی اپنی جان بچاکر بھاگ آئے ہین
ولیکن اتنا جانتے ہین کہ ابوترابیون نے بہت سے لوگ دوستان یزید وابن زیاد
مین سے مار ڈالے ہین اور شہر کوفہ مین یزیدیون کے لیئے میدان محشر ہے اے عمر
ابن عبید اللہ زیاد ایسے مقام خطرناک مین کسلیئے کھڑا ہے چل ایسا نہو کہ ابوترابی آجاوینگے
تو پہر اور آفت مین مبتلا ہوجاوینگے مشہور ہے کہ ہرچند لوگون نے اوس لعین کو
سمجھایا الا وہ ولد الحرام وہان سے ایک قدم بہی اس خیال سے نہ سرکا کہ حرامی کی
جوان جوان بہنین نا کتخدا اوس مردود کے مکان مین تھین اونکی خبر کے لیئے ٹہرا
رہا کہ آیا وہ نکل کے فرار ہوئی ہین یا کہین گرفتار ہوکے بے آبرو ہوگئین وہ بدگہر
اسی دھیان مین کھڑا تھا جو آتا جاتا تھا اوس سے اونکا احوال پوچھتا تھا جبتک
آٹھہ ہزار آدمی سوار و پیادہ بھاگے ہوئے اوس ولد القلب کے پاس آکر مجتمع ہوگئے
بس اوس بدبنیاد کو اتنے لوگون کے آنے سے ایسی تقویت اوسوقت ہوگئی
کہ پہر بد نہاد کینہ جوئی پہ آمادہ ہوگیا اور راوی کہتا ہے کہ فقط پندرہ ہزار آدمی
سپاہ ابن زیاد مین سے اوس شب کو بروقت فساد کوفہ کے موجود تھے مگر
بہت سے تہہ تیغ مومنین ہوکے جہنم واصل ہوگئے تھے اور اکثر خوف سے
روپوش ہوکے جابجا پوشیدہ ہورہے تھے وہ سب لوگ بھاگ کر اس ملعون کے
پاس مجتمع ہوکر پھر تشنہ خون مومنین ہوگئے غرض مومنین صبح کو ایک مرد
پارسا اور متقی دوستدار جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے پاس
مجتمع ہوکر کہنے لگے کہ اے ذیدار ہم لوگون نے آج کی شب سے کفارون کو
ہرچند خوب مار ڈالا بے سردار کچھہ بات بن نہین پڑتی ہے لازم ہے کہ تو رؤسائے
قبائل عرب مین سے جنگ آزمودہ ہے ہمارا شریک ہوکے ان ظالمون سے انتقام
خون جناب امام حسین علیہ السلام لے تا ایسا نہو کہ پسر ابن زیاد پھر جمعیت کرکے

آگر قتل مومنین سے کامیاب ہووے کس لیئے کہ وہ ملعون جوار شہر کوفہ مین ابہی
ٹھہرا ہوا ہے کہتے ہین کہ یہ شجاع زمانہ بہادر بے مثل سلیمان ابن صرد خزاعی جنگ
جمل مین اور صفین مین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت مین
شریک رہکر دشمنان جناب شیر خدا سے لڑا تھا لیکن اب یہ جوان باایمان گردش
دوران سے دست زمانہ پیری مین گرفتار ہو کر جفاے امراض سے نہایت کم طاقت
ہو گیا تھا پس اوس دیندار نے محبان جناب حیدر کرار علیہ السلام کا یہ کلام
سنکے جب مکرر اقرار رفاقت کیا تو چار ہزار آدمیون نے پیش از طلوع آفتاب
اوس ماہتاب آسمان شجاعت و دلاوری سے بیعت کر کے کہا کہ اے سلیمان
عالیشان انتقام خون امام مظلوم کربلا علیہ السلام کے لینے مین ہم لوگ
تیرے تابع فرمان ہین اور یہ چار ہزار آدمی بہی اکثر جناب شیر خدا علیہ السلام کے ہمراہ
رہتے ہین بہت سی لڑائیون مین لڑے بلکہ جناب مسلم ابن عقیل علیہ السلام
سے بہی ان لوگون نے بیعت کی تہی اور یہ پانچون شخص یعنے ایک تو سلیمان
ابن صرد خزاعی اور دوسرا مسیب ابن نجبہ و تیسرا عبداللہ ابن نفیل
ازدی و چوتہا عبید اللہ ابن وائل و پانچوان شداد ابن ارقم عجلی
بڑے رئیس کوفہ و صاحب قوم و قبیلہ تہے الحاصل یہ پانچون سردار معہ چار ہزار
آدمیون کے مصیبت جناب امام حسین علیہ السلام مین اوسدم اشکبار
ہو گئے پہر تو بہت سے شخص آپس مین ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایہا الناس جو
مصیبت امام مظلوم شہید تشنہ کام علیہ السلام پر پڑی ہے ہم لوگ اوسکے
باعث ہوئے اور بلکہ امام حسین علیہ السلام کو ہمنے شہید کیا کس لیے کہ
چار ہزار نامے اس مضمون کے ہم لوگون نے بقسم ہاے شدید اوس جناب
کی خدمت مین تحریر کر کے روانہ کیئے تہے کہ جب آپ یہان تشریف لاوینگے

ہم اپنا گھر بار اور جان آپ پر نثار کرکے شر سیاہ یزید سے حضرت کو محفوظ رکھینگے
اور جب وہ جناب ہمارے کہنے سے ادھر تشریف لائے تو ہمسے اتنا نہو سکا کہ امداد کو
اونحضرت کی جاتے جب تک کہ اوس جناب کو سیاہ یزید نے شہید کرکے اہلبیت کو
بھی اونکے اسیر کرکے شہر بشہر و دیار بدیار سر و پا برہنہ پھرایا پس اگر انصاف سے
معلوم کرو تو سیاہ یزید نے یہ ظلم اونپر نہین کیا یہ تمام ستم ذات سے ہماری اوس
حضرت پر ہوئے ہین پس عبداللہ وائل نے یہ تقریر لوگون کی سنی تو کہا کہ ای بھائیو
ہم لوگون کو اوس حضرت کی امداد کے لیئے نہ جانے مین ایک ہی کیسا عذر درپیش
ہوگیا تھا کہ ابن زیاد نے تمام راستے کوفہ کے لشکر بھیجکر گھیر لیئے تھے تا کوئی بشر امداد کو
فرزند رسول کی نہ جانے پاوے اور فقط اسی سبب سے ہم لوگ لاچار ہوگئے یا عمداً
ہمنے پہلو تہی کرکے اس مواخذے مین اپنے تئین گرفتار کیا ہے اور ای یارو سوائے
اسکے وہ لعین جس کسی کو دوستدار جناب حیدر کرار علیہ السلام جانتے تھے
جب وہ اوسکے ہاتھ آجاتا تھا تو اوسکو بے قتل کیئے باز نہ رہتے تھے اور اب جو
یہ اتفاق ہوا کہ یزید واصل جہنم ہوگیا آج رات کو جہانتک ہمسے ہوسکا انتقام
خون مظلوم کربلا مین دشمنان دین کو ہمنے قتل کرکے اہل و عیال ابن زیاد کو بھی
مار ڈالا اور یہ بھی سچ ہے کہ یہ کام ہمارا اوس ندامت کو دور نہین کرسکتا ہے
کس لیے کہ ہمسے بڑا قصور ہوگیا ہے اگر اوسکے عوض مین تمام روے زمین کی خلقت
کو ہم قتل کرینگے تو بھی انتقام خون امام حسین علیہ السلام نہین ہوسکتا ہے
سوائے اسکے کہ ہم اپنے تئین آپ ہلاک کرین کہ شاید روح پاک اوس جناب کی
ہمارے اس انفعال کے خیال سے خوش ہوکر ہمارے جرم پر نظر فرماوے اور
ہمارے گناہ کو معاف کردے سنتے ہین کہ یہ گفتگوے مومنین سنکے سلیمان
ابن صرد خزاعی کہنے لگا کہ اے یارو بالفرض نادانی و پشیمانی سے یہ امر بھی

ہمنے کیا تو جناب امام حسین علیہ السلام کو ہمارے اس عمل سے کیا حاصل ہوگا
اگر اوس جناب کے زیر و ظالمون سے اڑکے ہم مرجاتے تو البتہ وہ جناب ہمسے راضی
ہوتے اور اب سوائے اسکے رفع ندامت اوس جناب کے راضی ہونے کی اور کوئی
صورت نہین معلوم ہوتی ہے کہ تلوار علم کرکے انتقام خون امام مظلوم کربلا
علیہ السلام کی نیت اسے آل بنی امیہ کو قتل کرین اور یہ جو واقعہ شب کو
گذرا ہے اسپر ہمارا نازان ہونا کہ انتقام خون فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام ہمنے کیا
یہ نہایت نادانی ہے کسلیئے کہ ایک قطرہ خون فرزند نازنین رسول اکرم صلعم کے عوض
مین تمام عالم کا خون اگر کیا جاوے تو بہی احتمال انتقام کا نہین ہے مگر یہ کہ ہم
اپنے دل کو قتل بنی امیہ سے خوش کرلین کہ انہین لوگون نے اوس جناب کو
شہید کیا تہا اور علاوہ اسکے قتل کرنا پسر زیاد و عمر سعد و شمر ذی الجوشن و خولی ابن
الشمر و عمر ابن حجاج وغیرہ قاتلان امام انام مظلوم کربلا علیہ السلام کا لازم
ہے پس یہ ملعون تو ابہی سب زندہ ہین پہر کونسی بات ہمارے فخر و مباہات
کی ہے ایہا الناس مناسب تو یہ ہے کہ کوشش کرکے ان سب لوگون کو
ملکر واصل جہنم کرو اب گذشتہ را صلوات و آئندہ را احتیاط بلکہ پسر ابن زیاد برقرار
ابہی یہین ہمارے شہر مین موجود ہے اوس لعین کو معہ رفقا قتل کرکے بصرہ مین چلکر
ابن زیاد بد بنیاد کو تہ تیغ کرین اب اسوقت سب لوگ اپنے اپنے گہر مین جاکر سامان
جنگ اسلحہ و سواری درست کرکے صبح کو فلان دروازے شہر کوفہ پر آکے کہڑے
ہووین بلکہ جسکے پاس کچہہ سواری نہووے وہ بہی مصلح ہوکر آکے موجود ہووے
کہ مین بہی صبح کو اپنا سب سامان درست کرکے وہین دروازہ شہر پر آونگا اور
انشاءاللہ تعالی وہان سے چلکر پہلے عمر ابن عبید اللہ زیاد کو گرفتار یا قتل کرکے
بعد اسکے پہر جو مناسب و مصلحت جانین گے وہ بات کرینگے القصہ گردہ بندیع

جب یہ تدبیر اوس مرد پیر کی نہایت پسند آئی تو سب لوگ جاکر درستی سامان
جنگ کرنے لگے اور اوس شب کو کوفہ مین کوئی اہل ذہب اس خیال سے نہ سویا
کہ خوارجون کی عورتون کو بھی جاکر مومنین نے لوٹ کر بے چادرہ مقنعہ کر دیا
اور صبح کو جب وہ چار ہزار دیندار سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر بازار شہر
کوفہ مین پہونچے تو صدائے نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ السلام سے ایک دوسرے
کو خبردار کرتے ہوئے دروازہ شہر پر آکے مجتمع ہونے لگے راوی کہتا ہے کہ
سلیمان ابن صرد خزاعی اوس شب کو ایک علم سفید تیار کرکے وقت
طلوع آفتاب چار سو مرد جرار اپنے بنی اعمام مین سے ہمراہ لیکر دروازہ شہر پر
آکے کھڑا ہو رہا اور جسوقت وہ چار ہزار دیندار بھی آکر مجتمع ہوگئے تو سلیمان
ذیشان خوش ہوکر ہر ایک کو دعائے خیر دیکر کہنے لگا کہ ایہا الناس مناسب
یہ ہے کہ پہلے بصرہ کے راستہ کی طرف جاکے پسر ابن زیاد لعین کو تلاش کرکے
گرفتار کرلیوین اور بعد اسکے جیسی مصلحت دیکھین گے اوسطرح پر وہ کام کرینگے
کہ ناگاہ اسی حال مین دیکھا کہ مدائن کی سمت سے ایک مجاور روضہ سلمان
فارسی سے چلا آتا تھا کہ وہ شخص مرد پارسا و متقی دوستدار جناب شاہ ولایت
علیہ السلام کوفے مین واسطے زیارت مرقد مطہر حضرت امیر المومنین علیہ
السلام کے لیے آیا کرتا تھا پس اوسنے جب علم سفید علامت شیعیان
جناب ابو تراب علیہ السلام چار ہزار آدمیون کی جمعیت سے دیکھا تو خوش ہوکر
انکی طرف متوجہ ہوکر سلیمان کے روبرو آکر سلام علیک کرکے کھڑا ہوگیا
اور سلیمان نے اوسکو پہچان کر جواب سلام دے کے پوچھا کہ اے عبد اللہ
کہان سے آتا ہے اور کدہر کو جاویگا اوسنے کہا کہ اے سلیمان مدائن سے
چلا آتا ہون اور نجف مین زیارت مرقد منور جناب شیر خدا علیہ السلام کے لیے

جاتا ہون یہ سنکے سلیمان نے کہا کہ اے زائر جناب حیدر کرار علیہ السلام
تجہے کچہہ خبر معلوم ہووے تو بیان کر کہ مخالفین مومنین کا کیا حال ہے
اوسنے جواب دیا کہ اے ابن صرد خزاعی بین الطریقین ہین پسر ابن زیاد
بدبخت کو آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے دیکہا مینے کہ باگریبان چاک
ہونہ پر خاک ملے ہوئے اپنے مان باپ اور بھائی بہن اور زن و فرزند کو
معہ عزیز و اقارب یاد کرکے روتے پیٹتے تہے بلکہ عمر سعد و شمر لعین و سنان ابن
انس علیہم اللعنہ وغیرہ بہی اوس مردود کے پاس موجود ہین اور سب لوگ
ہمسے لڑنے کا ارادہ کئے ہوئے باہم یہ کلام کرتے ہین کہ ہم کوفے ہین ابکی جاکر
ابوترابیون مین سے ایک کو بہی زن و مرد و پیر و جوان و طفل صغیر تک کو زندہ نہ
چہوڑینگے جسطرح کہ ان لوگون نے ہمارے آدمیون کو قتل کیا ہے بلکہ اوس سے
زیادہ ہم اونپر تیغ زنی کرینگے سنتے ہین کہ جب سلیمان دیندار نے یہ خبر سنی تو
ہنسکے کہنے لگا کہ امیدوار عنایت کبریا یہ ہون کہ اگر یہ ملعون ہمسے مقابل ہونگے
تو تائید لطف جناب حیدر کرار علیہ السلام سے ایک کو بہی ان ملعونون مین سے
زندہ و سلامت باقی نہ رکہونگا اور یہ کہکر اپنی فوج سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
کہ اے منتقمان خون فرزند جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام آگاہ ہو کہ ہم لوگ
خون ناحق جناب سید الشہدا علیہ السلام کا عوض لینے کو جاتے ہین مناسب
یہ ہے کہ پہلے کربلائے معلی مین جاکر زیارت مرقد مطہر جناب امام حسین علیہ
السلام سے مشرف ہوکے روح پاک سے اوس معصوم مظلوم کے اپنی خطا کا
عذر در پیش کرین کہ شاید وہ صابر و شاکر ہمسے راضی ہوجاوے اور کچہ عجب نہین
ہے کہ وہ عذر کو ہمارے قبول کرکے سزاوار آمرزش الہی ہمکو کردے کہ جناب
باری بہی ہمارے گناہون پر نظر نہ کرکے قیامت کے دن ہمکو گرفتار بلا نہ کرے

نہ کرے اور علاوہ اسکے دوسرا فائدہ اس بات مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر کوفہ
ہمارے جانے سے جب خالی ہوجاویگا تو وہ ملعون یہ خبر سنکے ضرور کوفہ مین قتل
وغارت کے خیال سے آنے کا ارادہ کرینگے پس اہل کوفہ جب اون لعینون سے
مقابلہ کر کے لڑنے لگو رہینگے تو ہم بھی پہونچکر مانند اجل جدال وقتال پر آمادہ
ہوجاوینگے اور جب یہ حال دیکھکر وہ بدکردار چار و ناچار ہماری طرف متوجہ ہوکر
مشغول پیکار ہووینگے تو اوسدم ایک طرف سے ہم اور ایک جانب سے
اہل کوفہ اون لعینون کو بیچ مین کر کے قتل کرنا شروع کرینگے پس ایہا الناس
اس صورت سے یقین ہے کہ فضل خدا سے ایک کافر جاسد بھی ہمارے ہاتھ سے جیتا
نہ بچیگا غرض **سلیمان** کی تقریر کو سنکے ہر ایک غازی نے اوس مدبر کی رای صائب پر
احسنت وتحسین کر کے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب نیک تدبیر ہے اور **سلیمان**
ابن صرد اہل کوفہ کو جہانتک کہ شیعیان ابو تراب علیہ السلام مین سے تھے
اس تدبیر سے آگاہ کر کے شہر کے دروازون کی حفاظت کے لیئے تاکید کر کے غازیون
کے لشکر کو ہمراہ لیکے کربلا کی طرف روانہ ہوکر جب اوس صحراے پربلا مین پہونچا تو
سب سوار باچشم اشکبار گھوڑون سے اوتر کے سر برہنہ ہوگئے اور جسوقت دور سے
نظر مرقد مطہر مظلوم کربلا علیہ السلام پر اون لوگون کی پڑگئی تو باآہ و نالہ سب کے
سب اسقدر روئے کہ شدت گریہ سے بدحواس ہوکر قریب تربت مبارک کے
پہونچکے خاک پر گر پڑے لکھا ہے کہ اوسدم **سلیمان ابن صرد خزاعی** مرقد
منور سبط خیر البشر صلعم کے برابر جا کر کپڑون کو پھاڑ کر سر پر خاک ڈال کے بادیدہ
خونبار پکار کر کہنے لگا السلام علیک یا ابن رسول اللہ السلام علیک
یا شہید ابن الشہید السلام علیک یا صدیق ابن الصدیق السلام
علیک یا امام ابن الامام السلام علیک یا وصی ابن الوصی السلام

علیک یا عالم ابن العالم السلام علیک یا طاہر ابن الطاہر السلام علیک
یا عابد ابن العابد السلام علیک یا تقی ابن التقی السلام علیک
یا مظلوم ابن المظلوم السلام علیک یا مقتول ابن المقتول یعنے
سلام تجہپر اے بیٹے رسول خدا کے اے شہید بیٹے شہید کے اے سخی بیٹے
سخی کے اے امام بیٹے امام کے اے وصی بیٹے وصی کے اے عالم بیٹے عالم کے
اے پاک بیٹے پاک کے اے عبادت کرنے والے بیٹے عبادت کرنے والے کے
اے پرہیزگار بیٹے پرہیزگار کے اے مظلوم بیٹے مظلوم کے اے مقتول بیٹے
مقتول کے اور جب یہ زیارت پڑھ چکا تو سلیمان اپنے سر کو زمین پر رکھ کے
چہرے کو خاک سے بھر کر الیسا رویا کہ بیہوش ہوگیا کہتے ہین کہ اوس شب کو دوسرے
دن تک اون دوستدارون نے سوا رونے کے کچھہ اور کلام نہ کیا اور جسطرح
پر کہ زیارت کرنے کا حق تہا اوس گروہ مومنین نے ادا کر کے اپنے آقا کو خوشنود کیا
القصہ دوسری رات کو جب سب مومنین روتے روتے سو گئے اور سلیمان
کو بہی نیند آگئی تو اوس مومن پاک نے خواب مین جناب امام حسین علیہ
السلام کو اس صورت سے دیکہا کہ مانند ماہ تابان وہ خورشید آسمان امامت
ایک چادر گردن پر ڈالے ہوئے کہ گردن مبارک پیچہے سے کٹی ہوئی اور خون
قطرہ قطرہ اوس جا سے ٹپک رہا ہے کہڑے ہوئے فرماتے ہین کہ اے سلیمان
تمہارے اس رنج و پشیمانی سے کہ اپنے اوپر گوارا کیئے ہوئے ہو دشمنون سے
میرے بدلا لینے کے خیال پر خداوند بے ہمال دونون جہان مین تمسے راضی
ہوئے پس اے سلیمان ابن صرد مین تم لوگون کی نیت سے آگاہ ہون
جو کچہہ کہ تمکو میرے لیئے پیش خاطر ہے اور اے صرد دیکہا تو نے اس امت بیوفا
نے مجہسے کیسے کیسے سلوک کیئے کہ مجہکو باخویش و برادر بہوکہا پیاسا شہید کر کے

اہل بیت کو میرے کس بے حرمتی سے شام تک لے گئے اے سلیمان دیکھو تو
ان لوگون نے کچھ میری حرمت و عزت کا پاس نہ کیا اور میرے حرم محترم سے
کسطرح کی بے اعتنائیان کرکے بے ادبیون سے پیش آئے ولیکن خدائے
بزرگ و برتر قادر ہے وہ ایک شخص کو ایسا اونپر مسلط کریگا کہ وہ ان سبکو
مارکے روئے زمین سے خراب و نابید کرد یوے گا اور اے ابا محمد ابن صرد
دیکھا تونے جسنے کہ میرے قتل کے لئے حکم کیا تہا اوسنے بہی کچھ دنیا کی خوشی نہ
دیکھی اور بحکم خدا سے وادی جہنم مین بعد حسرت و ندامت گرفتار ہوکر ہمسر عاد
و شداد و نمرود و فرعون کا ہوا ہے پس اے ابن صرد خزاعی تونے جو یہ نیت
جہاد اپنے دل مین کی ہے خبردار اس سے باز نہ رہنا اور میرے دشمنون سے عوض
میرے خون کا لیکر خداوند بے نیاز کو خوشنود کرکے میری روح کو شادمان کرنا
سلیمان کہتا ہے کہ یہ ارشاد اوس جناب کا سنکے اوسدم مین نے کہا کہ یا ابن
رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر مین نے تو دس برس سے نیت حصول دولت
جہاد کی ہے الحاصل یہ کہکر وہ مومن پاک باچشم اشکبار خواب سے بیدار
ہوکر کہنے لگا کہ اچھا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی کرونگا جو
آپ نے ارشاد فرمایا ہے پھر پانی طلب کرکے باوضو ہوکر نماز پڑھ کے خدائے
برتر سے پسر زیاد پر فتحیاب ہونے کی دعا مانگنے مین معروف ہوا تو دم صبح سب
مومنین یکبار اوسکے پاس آکے بیٹھے اوس دیندار راست کردار نے وہ خواب
تمام و کمال سب سے بیان کیا تو مومنین کے لیئے اس خواب کا بیان ہونا
باعث زیادتی صفائی قلب ہوکر اور بہی دل صفا منزل محبت شاہ ولایت علیہ
السلام مین حریص جنگ دشمن دین کا ہوگیا مگر سلیمان کے دل مین یہ اندیشہ
تہا کہ ایسا نہو کہ بعض کوفی موافق عادت کے کوفے کو پھر گئے ہون تو موجب

فتنہ و شر ہے یہ سوچ کے وہ عالی گہر اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ مومنین کی جمعیت
کو تو شمار کرو کہ کسقدر لوگ مجتمع ہوئے ہین یہ سنکے گروہ گروہ کرکے لوگون کو اوسکے
ہمراہیون نے نظر شمار سے دیکھا تو وہ چار ہزار آدمی تھے غرضکہ سلیمان وہان سے
طبل روانگی بجوا کر عمر ابن عبید اللہ زیاد گمراہ سے لڑنے کا قصد کرکے روانہ ہوا اور
اور ابن زیاد لعین کو بھی خبر پہونچی کہ سپاہ اسلام کوفہ سے باہر نکل کے چار ہزار آدمی کربلا
کی طرف گئے ہین یہ خبر سنکے وہ بدگہر اپنی فوج لیکے راہ مدائن سے پھر کوفے کی
سمت راہی ہوا اور دو ہزار نامرد عمر سعد و شمر ذی الجوشن کے سپرد کرکے
کہنے لگا کہ تم دونون کربلا کی طرف جا کے لشکر سلیمان ابن صرد خزاعی پر شبخون
کرو اور ہین کوفے مین جا کر آگ لگا کر ہر ایک مرد و زن کو زیر تیغ کرکے ایسا قتل
کرتا ہون کہ صفحہ ہستی پر نام و نشان نہ باقی رہے پس ابن سعد و شمر مرتد دو ہزار نابکار
ہمراہ لیکر جانب صحراے کربلا روانہ ہوگئے تو سلیمان عالیشان کو کہ وہ دیندار ابھی
صحراے کربلا سے باہر نہ نکلا تھا ایک جاسوس نے آکر یہ خبر دی کہ اے امیر باتدبیر
عمر سعد و شمر لعین دو ہزار کفارون کی جمعیت سے بقصد شبخون کا ارادہ کرکے
اس طرف آتے ہین اور عمر ابن عبد اللہ زیاد بدگہر بہت سی فوج ہمراہ لیکر راہی
کوفہ ہوا ہے کہتے ہین کوفیون نے جب سنا کہ پسر ابن زیاد لعین اس طرف آتا
ہے سب نے اتفاق کرکے اوس مردود کے بخوف ظلم و لتعدی تمام راستے شہر کوفہ
کے بند کر لیئے اور عمر سعد بدبخت و شمر لعین باجمعیت مشرکین راہ مین قریب
کربلا کے ایک ٹیلے پر اس ارادہ سے آکر ٹھہرے کہ تھوڑی دیر یہان دم لیکر مومنین پر
شبخون کرین گے مگر سلیمان نے جسوقت جاسوس کی زبانی یہ خبر سنی تو اوسنے
وہین پر ٹھہر کے آدمی بھیجکر مسیب ابن نجبہ کو کہ وہ دیندار ہراول لشکر ہوکے
آگے جاتا تھا بلوا بھیجا اور دو ہزار مرد جرار اوسکے سپرد کرکے کہا کہ اے بھائی

عمر سعد مردود اور شمر لعین دو ہزار آدمیون سے ہم لوگون پر شبخون کرنے کے
ارادے سے آئے ہین تو تکلیف قبول کرکے بسرعت تمام جاکر ایسی تیغ زنی کر
کہ ملعون دون یکبار غرق جیحون ہوجاوین لیس اگر یہ دونون بدنہاد شمر و عمر
سعد اسدم تیرے ہاتھ سے اگر داصل جہنم ہوگئے تو یقین کامل ہے کہ ابھی عمر ابن
عبید اللہ زیاد بلکہ پسر زیاد کی کمر ٹوٹ جاویگی اور اے برادر قسم ہے خداے
عزوجل کی بعد اسکے سپاہ شام کی ہمارے روبرو کچھ حقیقت نہین ہے یہ
سنکے **مسیب** نے کہا کہ اے امیر مین فرمانبردار ہون جس کام کے لیے
تو فرماویگا بجان و دل بجا لاؤنگا سنتے ہین کہ مسیب لڑائی کے مقدمہ مین
بڑا صاحب تدبیر و عاقل تھا اوس جری نے تامل کرکے شام تک سامان
لڑائی کا درست کیا اور جب شام ہوگئی تو تاریکی مین سوار ہوکر بدگہروں سے
مقابلے کو روانہ ہوا مگر ابھی وہ دلاور ایک فرسنگ راہ طے نہ کرچکا تھا کہ ایک
اعرابی کو اوسنے دیکھا کہ اوسی سمت اونٹ پر کچھ گندم و جو لادے ہوئے مہار
شتر کو ہاتھ مین تھامے کچھ اشعار پڑھتا ہوا چلا آتا ہے اور مسیب ابن نخبہ
اعرابی کو اس حال سے دیکھکر فال نیک سمجھ کے خوش ہوا اور گھوڑے کو دوڑا کر
اوس اعرابی کے پاس گیا تو اوس مرد غریب سے سلام علیک کرکے بدلداری
تمام کہنے لگا کہ اے بھائی مرحبا تری اس صداے نیک پر تو اپنا نام تو مجھ سے
اظہار کر اعرابی نے یہ کلام شیرین اوس خاصۂ مومنین کا سنکے جواب دیا کہ اے
غریب نواز اس بندۂ ناچیز کا نام حمید ہے یہ سنکے مسیب نے کہا کہ بارک اللہ تری
مونھ کو جو بات تری زبان سے نکلتی ہے وہ سراسر نیکی اور خوبی کی بنیاد ہے اور
مسیب اوسکے نام کو بھی فال نیک سمجھ کر خوش ہوا اور اوس سے پوچھنے لگا
کہ اے بھائی یہ تو بیان کر کہ سپاہ شام کو تو نے کہان پر دیکھا ہے اوسنے جواب دیا کہ

کہ سپاہ شام کینہ جوئی مین از بس مکمل چھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے لیکر
عبید اللہ زیاد کے ہمراہ پانچ امیرون کی افسری سے یہان سے بڑی دور اوترے
ہوئے تھے ولیکن دو ہزار آدمی شمر ذی الجوشن لعین و عمر سعد کے ہمراہ اس خرابہ کے
اندر اون لوگون کے انتظار مین اوترے ہوئے ہین جو گروہ کربلا کیطرف گیا ہوا ہے
اور اے دلاور جسوقت مین اونکے پاس پہونچا تھا اوسدم وہ کھانے سے فراغت
کر کے گھوڑون کو چوڑے کر زیر بندی سے فراغت کر چکے تھے اور چلنے پر مستعد تھے
اور مقدمہ اونکے لشکر کا یہان سر راہ کھڑا ہوا اپنی تدبیر مین تھا کہ چلیکے اون لوگون پر
شبخون کرین القصہ مسیب عالی وقار اوس اعرابی سے یہ خبر سنکے اپنے
رفیقون کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے یارو سب ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ اعرابی
اسطرح یہ خبر لشکر اہل شر کی بیان کرتا ہے یہ کہکے اوس دلیر نے اپنی سپاہ کے
چار غول کرکے سب سے کہا کہ اے محبان شیر خدا علیہ السلام چپ و راست اس
صحرا مین تم سب لوگ گھات مین لگے رہو الا جسوقت کہ وہ لعین یہان پر
آوین اور تم لوگ آواز اللہ العزۃ وللرسول وللمومنین یا آل ثارات
الحسین علیہ السلام کی سنو یعنے واسطے خدا و رسول و مومنون کے عزت
ہے اے بدلا لینے والون خون امام حسین علیہ السلام کے یکبارگی تم لوگ النبی
محمد والوصی علی کہتے ہوئے تلوارین علم کر کے ہر طرف سے اون ملعونون پر
آپڑنا کہ انشاء اللہ تعالی اہل شر مین سے ایک بدگہر بھی اوسدم ہمارے ہاتھ
سے زندہ نہ باقی رہیگا بس یہ کہکے اوس دلیر نے تین غول تین سمت کو روانہ
کیئے اور آپ پانسو سوارون کو ہمراہ لیکر سر راہ آکر کھڑا ہو گیا تو ایک ساعت
کے بعد گھوڑون کے دوڑنے کی آواز و کھڑکھڑاہٹ ہتھیارون کی سنائی دی
کہ وہ دونون ملعون دو ہزار سوار ہمراہ لیکے برابر کمین گاہ مے آپہونچے اور

یہ حال دیکھکر مسیب دلاور پانچسو سواروں سے اونکے مقابلے کے لیئے اپنی
جا سے چلا کر طبل جنگی بجوا کر نعرہ اللہ عزۃ وللرسول وللمومنین یا آل ثارات
الحسین علیہ السلام بلند کیا تو ایک مرتبہ دس پندرہ سو آدمی ہر طرف سے
النبی والوصی علی کے نعرے بلند کرتے ہوئے سپاہ دشمن پر چلے اور یہ پانچسو
آدمی لڑنے مین کوشش کر کے اون لعینون کو قتل کرنے لگے کہتے ہین لشکر عمر سعد
و شمر علیہما النیران مین کچھہ وردی نہ تھی وہ لعین بدحواس ہوکر اکثر آپس مین لڑکر
جہنم واصل ہونے لگے اور عمر سعد لعین نے لڑائی کے لیئے اپنی فوج کو آراستہ کر کے
آتش حرب و ضرب کو شعلہ ور کر دیا تو مسیب بھی اوسدم پکار کر فوج اسلام سے
کہنے لگا کہ اے بہادران ابوترابی خبردار جہاد پر مستقیم رہ کے کفارون کے قتل سے
ہاتھہ نہ روکنا اگر مر جاؤ گے تو مرتبہ شہادت حاصل ہوگا اور اگر زندہ بچے تو غازیون
مین محسوب ہوکر خوشنودی خدا اور رسول سے کامیاب ہوگے القصہ اوس شب تار
مین اون پانچسو دینداروں نے ظالمون کے لشکر کے لوگ اسقدر ہلاک کیئے
کہ دریائے خون اوس صحرا مین روان ہوا اور ہر طرف لاشون کے انبار دکھائی
دینے لگے اور اسی حال مین تین طرف سے وہ پندرہ سو دلاور بھی یا آل ثارات
الحسین علیہ السلام کہتے ہوئے اون ملعونون پر حملہ آور ہوکے کہنے لگے
کہ اے دوستداران اہل بیت اطہار خبردار انکو راہ فرار نہ دینا کہ امیر سلیمان
ابن صرد خزاعی بھی دو ہزار سوار لیکر آپہونچا ہے اور یہ کلمہ مومنین نے فقط
اپنا رعب ڈالنے کے لیئے کہا تھا مگر شامیون نے جب یہ سنا اور فوج بھی
ہر طرف سے آتے دیکھی تو سمجھ گئے کہ سپاہ کوفہ ان لوگون کی مدد کو آئی ہے
پھر تو یکبار سب نابکار میدان کارزار سے بے اختیار فرار ہونے لگے تو شمر لعین
بھی یہ حال دیکھکر عمر سعد سے جا کے کہنے لگا کہ اے بدگہر اب یہان ٹھہرنے سے

کیا فائدہ ہے اگر سلیمان بھی دو ہزار آدمی کی جمعیت سے آگیا تو پہر ہماری فوج کا
ایک بھی جیتا نہ بچیگا اور وہ لعین بھی شمر بیدین کا کلام سنکر کہنے لگا کہ واللہ
مین ابھی یہی کہا چاہتا تھا کہ ہمپر ایک سخت مشکل پڑی ہے کہ دنیا مین کسیپر
یہ واقعہ نہ گذرا ہوگا اور عجب حال ہے کہ تمام عالم دوستی ابن زیاد لعین و یزید
عنید کے سبب سے ہمارا دشمن ہو گیا ہے حیف صد حیف کہ دنیا مین کوئی سوا
دشمن کے دوست نہ رہا اور عقبیٰ کو بھی ہمنے اپنے ہاتھ سے کھو دیا غرض عمر سعد
بد گہر یہ کلمہ کہکر فرار ہو گیا تو شمر نے بھی موقع پاکر ایک سمت کی راہ لی اور

فرار ہونا عمر سعد و شمر لعین کا معہ اپنی فوج کے رزمگاہ سے اور
امیر مسیب کا معہ فوج اسلام بعد قتل و قمع کے اونکا تعاقب کرنا

مسیب ابن نجبہ نے جب دیکھا کہ لشکر شقاوت اثر بھاگا جاتا ہے تو یہ دار اور
تکبیر کہکے معہ فوج اونکے تعاقب مین شمشیر زنی کرتا ہوا پل [illegible] تک چلا گیا
اور سر اون لعینون کے کاٹ کر نیزون پہ نصب کر کے مال و اسباب اون لعینون کا
لیکر معہ سپاہ جانب کوفہ اس خیال سے روانہ ہوا کہ شاید عمر ابن عبیداللہ زیاد کوفہ
مین جاکر اہل کوفہ سے لڑ رہا ہو پس یہ سب دیندار جب دروازہ کوفہ پر پہونچے
اور وہان کسی کو لشکر ظلم مین سے نہ پایا تو اوسوقت اہل کوفہ نے یہ کیفیت پسر زیاد
مردود کی تمام وکمال مسیب ابن نجبہ سے بیان کی کہ راہ مدائن مین جو شہر پناہ
کی دیوار ہے پسر زیاد اوسکو اپنی پشت پناہ کئے ہوئے صف لشکر آراستہ کر کے
سب سامان جنگ درست کر چکا ہے اور ہر طرف راستون پر طلایہ کے لوگ
اوسکے موجود ہین کہ اگر کوئی دشمن اسطرف آتا دیکھو تو جلد آکر اوسکی اطلاع کرو
راوی کہتا ہے کہ جب عمر سعد لعین برہنہ سر پا پیادہ پیرون کے چھالون کے
درد سے گرتا پڑتا پسر عبیداللہ زیاد کے پاس پہونچا تو وہ بدبخت اوس حرامزادے
کو دیکھکر افسوس سے پوچھنے لگا کہ اے ابن سعد تیرا گھوڑا کیونکر تجھسے جدا ہو گیا وہ
ملعون رو کر کہنے لگا کہ اے پسر امیر کوفہ برے وقت کا کوئی ساتھی نہین ہوتا ہے
اور ہم تو جانتے ہین کہ اس زمانے مین کوئی بھی دوست ہمارا نہین ہوئیگا
یہ تو دیحیات ہے اگر سچ پوچھو تو زمین تک ہماری دشمن ہے اے عمر ابن عبیداللہ
زیاد بُرکین تجھسے اپنا حال کیا کہون کہ گھوڑا میرا اس حالت یاس مین مجھکو
گرا کر بھاگ گیا ہے کہ دشمن تو تعاقب مین تھے اور خوف جان سے میرے تمام
اعضا مین رعشہ پڑا ہوا تھا پس ابن زیاد یہ حال اوس بد باک کا سنکے ایک گھوڑا
اور ہتھیار اوسکو دیکے بہت سی تسلی و تشفی دینے لگا اور دو ہزار آدمیون مین سے
وہ جو اوس لعین کے ہمراہ تھے فقط سو آدمی بھاگ کر وہان پہونچے اور باقی تیغ انداز

مومنین سے شربت مرگ پی کر جانب دار البوار چلے گئے تھے القصہ جب سلیمان ابن
صرد خزاعی جب گاہ مین آکر پہونچا تو اوسنے دیکھا کہ فرسنگون تک لاشین بے سر
پڑی ہوئی ہین اور تمام زمین اوس صحرا کی خون سے مانند شفق آسمان سرخ
ہوگئی ہے بلکہ قریب ہزار آدمی کے جب ایک جا پر پڑے دیکھے تو اوس دیندار
کو یہ حال دیکھکر اس سبب سے ازبس تردد پیدا ہوا کہ اگر کشتون کے تن پر سر ہوتے
تو اپنے پرائے پہچانے جاتے اور یہ لوگ سب کے سب جو بے سر پڑے ہوئے
تھے یہ سب سپاہ عدو تھی کہ مسیب ابن نجبہ دلاور اٹھارہ سو کافرون کے
سر کاٹ کے نیزون پر سوار کرکے کوفے کی طرف چلا گیا تھا لیکن سلیمان پریشان
جو کہ اس حال سے بیخبر تھا تو اوس صحرا مین ہر طرف دیکھکر غمگین ہو کے اپنے دل مین
کہنے لگا کہ شاید یہ لوگ ہمارے گروہ کے سب مارے گئے ہین والا مسیب
اپنی فتح ہونے کی خبر دینے کے لیئے ضرور میرے پاس آتا اور نہین تو اسی جا پر ضرور
بانتظار ٹھہرا رہتا پس وہ مومن اسی اندوہ مین ہر طرف دیکھتا چلا جاتا تھا کہ یکبار
نشان لشکر عمر سعد پارہ پارہ زمین پر پڑا ہوا دیکھا بلکہ اوسکے برابر نشان شمر
ملعون کا بھی پڑا ہوا تھا کہتے ہین اوس گروہ شقاوت اثر کے سمسئہ نشان مین
لکھا ہوا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یزید خلیفۃ اللہ الحاصل
جب سلیمان نے وہ دونون نشان دیکھے تو خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کر کے
پکارا کہ ایہا الناس ان کشتون کا حال بخوبی معلوم ہوگیا ہے کہ یہ لوگ مقتولان
لشکر ابن سعد بدنہاد و شمر لعین مین سے ہین کس لیئے کہ یہ نشان عمر سعد و شمر بدگہر
کا پڑا ہوا ہے جو کربلا کی لڑائی مین وہ بدبنیاد لے گیا تھا شکر خدا کہ مدد ارواح طیبہ
جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ہمارے لوگ مظفر و منصور ہو کر تعاقب مین
گئے ہوئے ہین اے یارو چلو ہم سب لوگ شہر کوفے کی طرف جاوین کہ مبادا

پسر ابن زیاد لعین اودھر گیا ہو غرض یہ کہہ کے وہ دیندار مثل باد صبا گھوڑے کو بڑھا کر وہان سے شہر کوفہ کی سمت چلا اور جب قلعہ شہر کہنہ ظاہر ہوا تو مسیب نامور ملعونون کے سر نیزون پر نصب کیئے ہوئے سلیمان کی آمد لشکر دیکھکر اونکے استقبال کے لیئے چلا اور جسدم سلیمان نے مسیب کو بفتح و فیروزی معہ مومنین سلامت دیکھا تو شکر الطاف ایزدی بجالا کے حال جنگ و جدال دریافت کر کے بخوشی تمام تدبیر قتل گروہ قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام و عمر ابن عبید اللہ زیاد میں مشورہ کرنے لگا وکان ذلک فی الکتاب مسطورا۔

معرکہ چہل و یکم

راویان صداقت بیان کے اظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سلیمان عالیشان معہ جمعیت مومنین دروازہ شہر کوفہ پر آکے قیام پذیر ہوا تو ایک جاسوس کو مسیب ابن نجبہ نے عمر پسر زیاد لعین کے حال کی خبر لانے کے لیئے روانہ کیا اور جب اوس جاسوس نے آکر یہ خبر دی کہ اے امیر با توقیر سلیمان ابن صرد خزاعی عمر بیٹا عبید اللہ زیاد لعین کا اسوقت فلان مقام پر کہ یہان سے دو فرسخ کا فاصلہ ہے اپنی فوج کی چھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے صف باندھے ہوئے آمادہ جنگ ٹھہرا ہے اور بلکہ ارادہ اوسکا شہر کوفہ پر یکبارگی حملہ کرنے کا ہے پس سلیمان ذیشان یہ خبر سنکے اوسی دم نعرہ تکبیر بلند کر کے محبان جناب شیر خدا علیہ السلام کو گروہ گروہ و جوق جوق اوسطرف بھیج کے آخر کار کچھہ جوان جرار اپنے ہمراہ لے کر لشکر پسر زیاد مردود کی طرف چلا اور جب وہ دلیر معہ لشکر ظفر اثر برابر اوس گروہ اہل شر کے پہونچا تو دیکھا کہ ابن پسر زیاد بدین اپنے باپ کا نشان شقاوت بنیان بلند کیئے ہوئے

فوج کو صف بصف جمائے کھڑا ہے تو یہ صورت اوسکی دیکھکر جلدی سے سلیمان
ابن صرد خزاعی بھی اپنے لشکر کی صفین درست کر کے اوس ملعون کے
مقابلہ مین قلب لشکر کے برابر جا کر کھڑا ہو گیا اوسوقت خالد ابن سلیمان چھوٹا بیٹا
اوس دیندار کا اپنے باپ کے پہلو سے کچھ فاصلہ پر کھڑا ہو کر تماشا افواج جانبین کا
دیکھنے لگا کہ کون جوان کسطرف سے عازم پیکار نہین ہوتا ہے اور محمد ابن
سلیمان بڑا بیٹا یعنے خالد کا بڑا بھائی جو کہ اس معرکہ سے چندروز قبل واسطے
حج بیت الحرام کے گیا تھا اس جنگ مین موجود نہ تھا آخرکار بعد تھوڑے عرصے کے
خالد جو کہ غضنفر بیشہ ہیجا و تقویت دل اہل دین کا تھا اپنے گھوڑے کو مہمیز
کر کے میدان کی طرف اس شان سے چلا یعنے عین جوانی اور تیس برس کے
سن مین باشکوہ و شوکت دلاوران لشکر شکن ایک مشکی گھوڑے پر سوار زرہ
داودی زانو تک پہنے ہوئے کمر بند زرین سے کسی ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک
تلوار کمر مین حمائل کیئے اور ایک شمشیر آبدار ران کے نیچے دبائے ہوئے جنگاہ مین
آکے کھڑا ہوا اور کچھ اشعار پڑھ کر مبارز طلب ہو کر شکر خداے عز و جل ادا کر کے
کہنے لگا کہ اے قوم جفا شیم دیکھو تو یہ کیسی عنایت ذوالجلال بے ہمال ہمارے
حال پر ہے کہ ہم لوگون کو شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین سے
پیدا کیا تا دوست اوس مولائے مومنین کے ہو کر اونکے دشمنون کو اپنا
دشمن جان کے شمشیر آبدار اوس گروہ نابکار پر علم کر کے اون لوگون کو واصل جہنم
کرین اور اے ظالمو تم مین سے جسکو زیادہ تر دعوائے دلاوری ہو وہ آ اسوقت
میدان کارزار مین میرا مقابلہ کرے یہ سنکے ایک سوار بد کردار اسپ بادرفتار
پر سوار سیاہ شام مین سے نکل کے خالد کے مقابلے کو چلا اور یہ نابکار حر ابن یزید
ریاحی کا بھتیجا تھا جو میدان کربلا مین جناب سید الشہدا علیہ السلام کی خدمت مین

لشکر ابن زیاد لعین سے نکلکر چلا آیا تھا اور اوس جنگ سے اپنے سد راہ ہونے کی تقصیر کا عذر کرکے اور خطا کو معاف کراکے اجازت میدان وغا سے سرفراز ہوکر سپاہ یزید پلید سے لڑا تھا اور سیکڑون لعینون کو مار کر درجہ شہادت سے کامیاب ہوکے زانوے فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام پر راہی سوے باغ جنت ہوا تھا غرض یہ کافر خاسر اشد ترین سگان دوزخ مین سے کہ یزید بیدین کو امام و معاویہ علیہ الہاویہ کو بمنزلہ پیغمبر سمجھتا تھا گھوڑے کو ڈپٹ کر میدان وغا مین جب خالد ابن سلیمان کے برابر آیا تو خالد نے اوسکو پہچان کر کہا کہ اے مرہ تو حر ابن یزید ریاحی کا بیٹا ہے جو مجھسے ہمیشہ مذہب کے مقدمین مباحثہ کیا کرتا تھا یہ کلام اوس نیک انجام کا سنکے وہ کہنے لگا کہ ہان اے پسر سلیمان ابن حصرد خزاعی مین وہی شخص ہون کہ جو تجھسے ہمیشہ بحث مذہب مین گفتگو کرکے بزور تقریر غالب ہوجاتا تھا اور آج بھی اوسی طرح بزور ضرب نیزہ و شمشیر اس میدان کارزار مین تجھپر مظفر و منصور ہونگا کہتے ہین کہ یہ دونون لڑکپن مین ایک جا پر کھیلنے مین بھی ہمیشہ آپس مین مباحثہ مذہب کیا کرتے تھے کہ مرہ بیدین بتعصب مذہب کے پچ معاویہ لعین کی کرتا تھا اور خالد علی و ال علی علیہم السلام کا حق ثابت کرکے اوسے جواب دیتا تھا پس یہ جواب اوس بیدین سے سنکے جب خالد نے کہا کہ اے خراب عاقبت تیری مادر بلاے ماتم مرگ مین تیرے مبتلا ہووے آخر تو نے وہ راہ نہ اختیار کی کہ جناب امام حسین ابن علی علیہما السلام کے دشمنون مین سے تو گنا جاتا اے بدبخت ازل وابد ہر چند تو میرا لڑکپن کا دوست ہے پر چونکہ اوس مولاے غریب کے دشمنون مین سے ہے تو تیرا ہلاک کرنا مجھپر واجب ہوگیا یہ کہکے حملہ آور ہوکے جب وار نیزے کا اوس بدکردار پر کیا تو وہ لعین بھی مقابل ہوکر اپنے وار کرنے لگا اور دونون آپس مین

ایک دوسرے پر حملہ ور ہوکے جب خوب مصروف وغا ہو گئے تو دو وار خالد
ابن سلیمان جرار کے خالی گئے کہ یہ دلاور جھنجلا گیا ولیکن تیسرے وار
میں اوس شہسوار نے ایک نیزہ اس ضرب سے لگایا کہ وہ نیزہ زین مرکب
مرد بیدین کو توڑکے زیر ناف اوس خلاف مذہب کے جا کر ایسا کارگر ہوا کہ انی
نیزے کی پشت لعین سے نمودار ہو گئی اور وہ بدگہر آہ کرکے قاش زین سے
جدا ہو کر روے زمین پر مانند مرغ بسمل تڑپ کر واصل جہنم ہو گیا تو خالد نامور نے
صدائے تکبیر بلند کر کے کہا کہ اے مردک مینے یہ عوض خون ناحق جناب امام حسین
علیہ السلام میں تیرا حال کیا ہے بلکہ گھوڑے سے اوترکے سراوس بدکردار کا کاٹکر
تمام وکمال سلاح اوس نافلاح کا لے لیا تو پھر مرکب پر سوار ہوکے رزمگاہ
میں آکر کھڑا ہوا اور لشکر اہل شر سے مبارز طلب کرنے لگا کہ یہ حال مرد بدبال کا
دیکھکر ایک اور سوار کفار مین سے مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر تمام آلات حرب
سے سجے ہوئے رجز و ثبوت حسب ونسب خالد دیندار سے آکر آمادہ مقابل
ہو گیا تو ابن سلیمان بہی النبی محمد والوصی علی علیہم الصلوٰۃ والسلام
کہکے اوس کافر پر حملہ آور ہوا تو وہ لعین بہی النبی محمد والوصی یزید کہکر آمادہ
پیکار ہوا اوسی حالت جست وخیز میں خالد نامور نے گھوڑے کو ڈپٹ کر برابر
جاکے تلوار کے ایک ہی وار مین اوس نابکار کو بہی دو حصہ کرکے زمین پر گرا دیا
اور سر اوس بدگہر کا تن سے جدا کرکے مرکب واسلحہ اوسکا لیکر اپنے قبضہ مین
کر کے بعد صدائے نعرہ حیدری پہر مبارز طلب کیا لیکن خالد ابن سلیمان
اپنے نام ونشان کو جب زبان پر نہ لایا تو تمام لشکر کفار کے سوار و پیادے
حیران ہو کر باہم کہنے لگے کہ اے یارو یہ سوار شاید کسی کا غلام ہے کہ نام ونسب
اپنا اظہار نہیں کرتا ہے کس لیئے کہ دلاوران عرب مین یہ دستور ہے جب کوئی

جوان جری میدان کارزار مین دشمن سے مقابلے کو آتا ہے تو اپنا نسب و حال
شجاعت بیان کر کے عدو کو آگاہ کرتا ہے کہ اوسکا ہمسر ہو وعا اگر کسی سے کینہ جوئی
مین نام آوری کے لیئے مقابل ہوتا ہے لکھا ہے کہ خلاف دستور عرب خالد ابن
سلیمان میدان رزم مین اس سبب سے یہ بات کرتا تھا کہ اس جوان دیندار
کی نیت فقط خوشنودی خدا و جناب ائمہ ہدا علیہ السلام کی حاصل کرنے پر
مصروف تھے اور یہ نیک نہاد جہاد کچھ خلقت کو اپنی بہادری دکھلانے کے
لیئے نہ کرتا تھا کہ اپنے نام و نسب کو اظہار کرتا اور علاوہ اسکے سلیمان ابن صرد
خزاعی قلب لشکر سے ہر دم اوس جوان نامدار کو پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے نور دیدہ رضا
خدا کے لیئے جہانتک ہو سکے کوشش کر کہ یہ جہاد تیرا بزرگ تر اوس کارزار سے ہے
کہ جو مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہمراہی مین کفارون سے کیا ہے
القصہ جب خالد نامور نے مکرر مبارز طلب کیا تو ایک نابکار بطریق نامی امیر طیلسون
ہتھیار سجے ہوے حرب گاہ مین آ کر خالد دیندار کے برابر کھڑا ہو کے کہنے لگا کہ اے
جوان عالیشان تو اپنا نام تو مجھسے اظہار کر کہ مین تیری شجاعت و بہادری سے
بہت خوشنود ہوا ہون خالد نے یہ سوال اوس روبہ خصال کا سنکے جواب دیا
کہ اے بد انجام میرا نام غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور اے بد سیر
یہ مقام جنگ و جدال ہے بھلا یہان بحث و صحبت مین مصروف ہونے کا کیا موقع
ہے اور یہ کہکے جب وہ دلاور اوسپر حملہ آور ہوا تو وہ لعین بھی مشغول کارزار ہو گیا
لیکن چار حملے آپس مین جب دونون کے خالی گئے اور کسی پر کوئی غالب نہوا تو خالد
نامور کچھ سست ہو کر اوسکے مقابلہ سے باز رہکر دو ہٹ کے کھڑا ہو رہا اس لیئے کہ
اس جری نے ہرچند کوشش کی تھی کہ اوس بدکردار کو زخمی کرے پر دستیاب نہوا اور
بطریق ملعون نے جب دیکھا کہ خالد کچھ سست ہو کر میرے مقابلہ سے باز رہا ہے تو بدکردار

اپنے دل سمجھا کہ میں اس دلیر پہ غالب ہوگیا تو وہ بدعمل طمع قتل میں حملہ ور ہوکی
خالد پر چلا تو اوس دلاور نے اپنی جا سے اصلا جنبش نہ کی جب تو بطرق لعین
اپنے گھوڑے کو کاوے پر لگا کے برابر خالد کے پہونچکر اوس دلیر پہ وار کرنے کا
ارادہ کرنے لگا جب وہ ملعون بہت ہی قریب اگیا تو خالد نے غیظ میں آنکر
گھوڑے کو ڈپٹ کر اس سرعت سے ایک نیزہ اوس لعین کے پہلو پر ایسا مارا کہ
نیزے کی انی جگر کے پار ہوگئی اور وہ لعین پشت مرکب سے روے زمین پر گرا تب
خالد نامور نے بعد نعرۂ تکبیر گھوڑے سے اوترکر سر نجس اوس ملعون کا تن ناپاک
سے جدا کیا اور مرکب وسلاح لعین کو اپنے قبضہ میں کرکے یا حیدر کرار علیہ السلام
کہہ کے پہر مبارز طلب کیا راوی کہتا ہے کہ باوجود اس دلیری و شجاعت نمایان
کے شامیون نے جب اصلا نام و نسب اوسوقت بہی اوس دلاور کی
زبان سے نہ سنا تو سب کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے یہ جوان رشک سام
دنریمان قوم عرب میں سے نہیں ہے کہ اپنے نام و نسب کا زنہار ذکر درمیان
میں نہیں لاتا ہے اور ایک کافر خاسر اسی بات پر جھنجھلا کر اوس نامور سے
جب آکے مقابل ہوا تو ابن سلیمان مرد خزاعی ذیشان نے ایک آن میں
اوسکو بہی مار کر سوے جہنم روانہ کیا غرض اسی طرح پر اٹھارہ آدمی شجاعان
عرب میں سے جب خالد کے ہاتھ سے مارے گئے تو پہر کوئی بدنہاد اوس دلاور والاتبار
کے پاس مقابلے کو نہ آیا پس خالد نے کئی بار جب مبارز طلب کیا اور کوئی
لعین اوس جری سے لڑنے کے لئے اپنی صف میں سے نہ نکلا تو وہ دلاور معہ
اسباب غنیمت مقتولان لشکر جفا اپنے خیمہ میں جاکر گھوڑے کو آسودہ کرکے
پہر سوار ہوکر نیزہ ہاتھ میں لے کے میمنہ لشکر گروہ بدسیر پہ حملہ آور ہوا کس لئے
کہ اوسطرف عمر سعد بدنہاد دو ہزار آدمیون کے غول میں کھڑا ہوا ہر ایک کو

حریص و آمادہ جنگ و جدال کرتا تہا اور جب خالد نامور مثل برق جہندہ اوس
گروہ پر جا کے کفارون کو مار کے پامال سم راہوار کرنے لگا تو یکبار لشکر ستم سے بہت سے
سوار حملہ کر کے گرد اوس شہسوار کے آ کر صرف پیکار ہو گئے مگر جس وقت اوس دلاور
نے بہی اون ملعونون پر حملہ آور ہو کے نیزہ و شمشیر سے کام لیا تو سب کو درہم و
برہم کر کے اور مار کر واصل جہنم کر دیا اور ہر چند اوس نامدار نے ابن سعد بدکردار کے

خالد ابن سلیمان کا لشکر کفار پر کئی بار حملہ کر کے قتل و قمع کرنا اور فوج اعدا کا شکست کہا کر فرار ہونا پہر خالد کا اپنے پدر سلیمان کی خدمت مین حاضر ہونا

قتل مین کوشش بیحد کی الآ اوس دلاور کا چہرہ مطلب آئینہ حصول مدعا مین

جلوہ گر ہوا کس لیئے کہ دو ہزار سوار بدکردار کو حلقہ مین لیئے ہوے بحفاظت
تمام سپرون کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا الحاصل وسوقت بھی ابن سلیمان
بارہ سوار نامی اون حرامیون کے مار کر اون بدکردارون کے نرغہ مین سے
نکل کر شیر کے مانند پھر آکر میدان مین کھڑا ہوا اور ایک ساعت بھر وہان دم
لے کے خدمت سلیمان ابن صرد خزاعی مین آکر کہنے لگا کہ اے پدر عالیقدر
میرے دل مین اب یہ قصد ہے کہ قلب سپاہ دشمن پر جا کے قتل عمر ابن عبید اللہ
زیاد مین خوب کوشش کرون ولیکن تم یہ دیکھتے رہو کہ جسوقت مین پسر
ابن زیاد پلید کو گھوڑے سے خاک پر گرا کے نعرہ یا ال ثارات الحسین علیہ
السلام بلند کرون تم بھی تمام سپاہ دین کو ہمراہ لیکر اسطرح پر حملہ کرنا کہ سب
طرف سے راہ فرار ان جفاکارون کی گھر جاوے اور تیغ آبدار و سنان جان فگار
سے وہ کام لینا کہ ایک نابکار بھی عرصہ دغا سے سلامت نہ جانے پاوے یہ کہکر
مرکب سے اوتر کے اوس دیندار نے تنگ رہوار کو پھر کسکے استوار کیا تو نام
صاحب ذوالفقار کو یاد کر کے مرکب پر سوار ہو کے قلب سپاہ اعدا پر مانند شیر
غرّان چلا کہ عمر ابن عبید اللہ زیاد بد بنیاد اوسی جا پر کھڑا ہوا تھا اور وہ غضنفر
معرکہ ہیجا قتل اعدا مین مصروف ہو کر صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا پسر عبید اللہ
بدسیر تک جا پہونچا تو اوس زادۂ زنا کو للکار کر کہنے لگا کہ اے ولد الحرام تمام
دشمنی آشکارا اے دوستان جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
سے کچھ خوف نہ کیا تو نے کہ قتل مومنین پر لوگون کو مجتمع کر کے پھر جدال و قتال
مستعد ہوا ہے یہ سنکے اوسدم پسر ابن زیاد بیدین پر ایسا خوف طاری ہو گیا
کہ اوس بدگہر کے ہاتھ پاؤن دہشت کے مارے کانپنے لگے اور قریب تھا کہ
بدکردار کے ایک ہاتھ مین تلوار اور دوسرے ہاتھ مین نیزہ تھا دونون ہاتھون سے

چھوٹ کر گر پڑین مگر ملعون کو او سدم تقاضاے غیرت نے جب بجہہ ملامت
کی تو بدخصال نے ارادہ کیا کہ خالد پر وار نیزے کا کرے اور ابن شمیان نامدار نے
یاوری ہمت و جرات سے برابر جا کے نیزے کو ہاتھ سے پھینک کر تلوار نیام سے
کھینچ کے اوس ملعون کو وار جنبش کرنے کی نہ دیکر ایک تلوار چھاتی سے بحجہہ کھینچ
ایسی لگائی کہ وہ بدسیر دو حصہ ہو کر گھوڑے سے نیچے آرہا اور یہ حال دیکھکر لشکر
ستم پر بدحواسی نے غلبہ کیا تو خالد نامور بہی نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ
السلام بلند کرکے اون جفاکارون پر حملہ ور ہوا اور لشکر اسلام مین بہی یکبار
صداے تکبیر بارادہ قتل قوم شریر بلند ہونے لگی تو سلیمان ابن صرد خزاعی
معہ سپاہ دین حملہ آور ہو کر ضرب سنان و تلوار و تیر سے لشکر ظلم کو ایسا قتل
کرنے لگا کہ لشکر عمر ابن لوز یاد بدنہاد مومنین کا غلبہ حد سے زیادہ دیکھکے
سب کے سب یکبار آمادہ فرار ہو کر آوارہ دشت ادبار ہو گئے اور ابن سعد
پلید و شمر لعین و سنان ابن انس علیہ اللعنہ بہی معہ اپنے چند رفقاے قاتلان
سبط رسول مختار علیہما الصلوات والسلام کے بھاگ کر جب سمت بغداد
روانہ ہوئے تو اہل عراق نے اون ملعونون کے قتل سے ہاتھ نہ روکا اور ایک
رات دن اونکے تعاقب مین چلے گئے کہتے ہین کہ چار ہزار کفارون کو قتل
کر کے غازیان لشکر اسلام بائیس سو ستمگارون کو اوس جنگ مین گرفتار کرکے
سلیمان کے روبرو لائے اور مال اور اسباب لشکر کا کفارون کا جب لوٹنے
لگے تو درہم و دینار و اسپ و ہتھیار بیشمار غنیمت مین مومنین کے ہاتھ
آئے اور سلیمان ابن صرد خزاعی نے جب اسیران لشکر ستم کو اپنے
روبرو بلا کر ایک ایک سے فضائل جناب شاہ ولایت علیہ السلام کو پوچھا
تو کسی بدکردار نے اوس بائیس سو کی جمعیت مین سے جناب ابوالحسن

علیہ السلام کو لعنت وتو قیر یاد نہ کیا پس یہ حال اوس وقت اون بدخصالون کا
دیکھکے سلیمان نے خفا ہوکر مومنین کو حکم کیا کہ ان ملعونون کی کان اور
ناکین اور زبانین کاٹ کر پھر سر بھی ان ناریون کے تن سے جدا کر کے تیل انکے
جسمون مین ملکر پھر جسدون کو آتش کینہ جوئی سے جلادو القصہ جب اہل اسلام
حکم سلیمان عالیشان کو عمل مین لا چکے تو اوس ذیشان نے خالد اپنے
اجازت جان کو عوض مین اوس کارنمایان کے خلعت تحسین وآفرین سے
سرفراز کرکے گروہ مومنین سے کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ خداوند لایزال اس کار
نیک مین ہمارا یاور ومددگار ہے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس
کام مین جو کچھ مین کہون کوشش کرکے شاہد حصول مراد سے ہم آغوش ہوجاؤ
کہ ابن زیاد لعین اسوقت شہر بصرہ مین بے لشکر وبیخبر ہیگا سب دیندار قتل پر
اوس نابکار کے مستعد ہوکے چلو تاکہ اوس بیدین کو قتل یا اسیر کرکے ہم اپنا مدعا
حاصل کرلیوین اور ایہا المومنین اگر اوس پر ہم غالب ہوجاوینگے تو پھر کسی کا ہمکو
اندیشہ نہین ہے جو کہ ہم مدنظر کرینگے وہ مطلب دست بستہ ہمارے روبرو موجود
ہوجاویگا سنتے ہین کہ یہ کلام سلیمان ذوی الاحترام کا سنکے ایک گروہ طمع پژوہ
سلیمان نامدار سے کہنے لگا کہ اے امیر ہم پہلے کوفہ مین جاکر اس تمام اسباب
غنیمت کو رکھ آوین تو پھر سبکبار ہوکر بصرے کی طرف چلین اور اے امیر نیک
تقدیر ترے زور اقبال سے ہم اوس بیدین کو اگر قلعہ آہنین مین جاکر چھپیگا
تو مثل اجل اوسکے پاس پہونچینگے وہان سے بہی اوسکو رہرو جادۂ عدم کردینگے
پس جب سلیمان ابن صرد خزاعی سے لوگون نے اس امر کی خواہش
کی تو اوس دیندار نے قبول کرکے اجازت دی کہ سب لوگ لشکر اسلام کے
کوفہ مین آئے ولیکن شمر لعین وعمر سعد بدرین وغیرہ جسدم بغداد مین پہونچے

تو ابن سعد مردود نے عبید اللہ زیاد کے لیئے اس مضمون کا نامہ لکھکر بھیجا
کہ اے ابن زیاد برگشتہ تقدیر سلیمان ابن صرد خزاعی نے چار ہزار کی
جمعیت سے خروج کر کے تمام اہل و عیال و لشکر و احباب کو تیرے مار کر گھر بار ہمارا
اور تیرا لوٹ لیا ہے اور آخرکار اب آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے تیرے
نور دیدہ عمر نے ہم لوگون کو ہمراہ لیکر بنیاد جنگ و جدال ڈالی تو زمانہ غدار نے
بے مروتی سے پیش آکر اوسکو مع لشکر پابند زندان اجل کر دیا الا ہم چند
آدمی مثل شمر شریر و سنان ابن انس بے پیر وغیرہ قتل سے بچکر جو بھاگ کے
یہان بغداد مین پہونچے ہین تو حفاظت جان کے خیال سے پوشیدہ ایک
جا پر بیٹھے ہوئے تیرے حق مین دعا کر رہے ہین سوا اسکے اور جو کچھ کہ حادثہ
ملعونون پر کربلا کے راستہ مین گذرا تھا اوسے بھی اپنی جان نثاری کے خیال سے
لکھکر نامہ کو ایک معتمد کے ہاتھ مین دیکر روانہ کیا اور یہ نامہ مصیبت و اندوہ
کا اوس بدکردار کے پاس پہونچا تو وہ بدگہر اس مضمون نامہ سے مطلع ہوکر
دست تاسف مل کے یکبا گھبرا کر دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا اور جب بار شدت
غم سے بیتاب ہوکر پھر بیٹھ گیا تو بدگہر مثل بسمل فرط درد و الم سے دست و پا
پٹکنے لگا بلکہ ملعون کو ایسا اس اندوہ نے بیقرار کر دیا تھا کہ بے اختیار آہ و
نالہ کر کے رونے لگا مگر بدگہر خیال افشاے راز سے اندیشہ ناک ہوکر دلکو مسوس کر
رہ گیا کہ لوگ بھی میرے اضطرار کو دیکھکر درپے تفحص حال ہوکر اس
خبر خرابی اثر سے آگاہ ہوکر شدہ شدہ حال مرگ یزید پلید سے بھی مطلع
نہ ہو جاوین کہ اوسوقت مجھکو اپنی جان بچانی بھی دشوار ہو جاویگی کس لیئے
کہ مجھسے عوض لینے مین اپنے رنج و ظلم کے جو کچھ کہ میرے ہاتھ سے سپاہ و رعایا
کو پہونچا ہے یہ لوگ کب کوتاہی کرینگے کہتے ہین کہ اوس دن تک خبر مرگ

یزید سے اہل بصرہ مین سے اصلا کسی کو اطلاع نہ تہی تو یہ سوچ کے ابن زیاد بد نہاد
اپنی محافظت جان و مال کی فکر کرنے لگا اسی خیال مین سیماب وار بیقرار ہوکر
آتش الم سے جگر سوختہ مسجد مین آکر منادی سے کہنے لگا کہ اے بندہ خدا بازار شہر
بصرہ مین جلدی جاکر ندا کردے کہ امیر بصرہ مسجد مین تمام صغار و کبار وضیع و شریف
کو طلب کرتا ہے یہ سنکے منادی نے جب یہ ندا بازار شہر بصرہ مین جاکر کی اور
تمام اہل بصرہ جانب مسجد جوق جوق روانہ ہوکر مجتمع ہونے لگے تو ابن زیاد لعین
ممبر پر جاکے ایک خطبہ بلیغ عمدا طول دیکر پڑہنے لگا تاکسی پر حال اضطرار میرا ثابت
نہو جاوے اور بدکار آخر خطبہ مین کہنے لگا کہ ایہا الناس کچہہ تمکو اطلاع حاصل ہے
یا نہین کہ مین نے تمکو کس لیئے بلایا ہے سب نے متفق اللفظ ہوکر جواب دیا کہ اے
امیر ہمکو کیا معلوم ہے کہ تو نے کس مطلب کے لیئے ہمکو طلب کیا ہے پس وہ مکار
از روے فریب و عذر کے کہنے لگا کہ اے ساکنان بصرہ آگاہ ہو کہ امیر شام نے
بصد لطف و کرم مجہکو اس مضمون کا نامہ رقم کیا ہے کہ اے ابن زیاد شر پر تیز دیم
اس نامہ کو دیکہکر اوسیدم تہا بے سپاہ امعہ خزانہ و اموال بسرعت تمام
بغرب و روز طے ارض کر کے میرے پاس بے توقف و تامل آکر حاضر ہوتا کہ وہ
مشکل سخت کہ بغیر ترے آئے اوسکا حل ہونا دشوار ہے آسان ہو جاوے
پس ایہا الناس یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ مخالفت حکم خلیفہ زمان باعث
مضرت دنیا و آخرت ہے اس سبب سے سواے جانے کے کوئی تدبیر نہین
بن پڑتی ہے اور لاچار ہو کر مینے یہ تدبیر کی ہے کہ ایک راہ بر ہمراہ لیکر آج
شب کو بے جاہ و حشم مین یہان سے راہی شام ہو جاؤن لیکن اے گروہ
اناس فراست لباس مین اپنے پسر کو کہ وہ کوفہ مین میری طرف سے آجکل
امیر ہے اوسکو تم لوگون پر بہی بلکہ تمام ملک عراق پر حاکم کر کے چہوڑے جاتا ہون

لازم ہے کہ بعد میرے اوسکی اطاعت مین قصور نہ کرنا اور اے ہواخواہان
یزید عنید ہر حال مین اوس سے بہ شفقت و مروت پیش آنا ہر چند کہ
وہ بڑا فہیم و لئیق ہے کوئی امر اوس سے خلاف وضع تم لوگون کے ظہور پذیر
نہوگا اور بالفرض و التقدیر اگر کوئی بات اوس سے تمہارے خلاف وضع
بہی سرزد ہوئے تو اوس امر کی شکایت میرے آنے پر منحصر رکہنا کہ اوسکی
تلافی مین کر دونگا اور علاوہ اسکے ایک امر یہ ہے کہ جو شخص تم مین سے راہ
و بے راہ دمشق کے راستے سے آگاہ ہو مجہکو جلدی سے دمشق تک پہونچا دیوے
کہ ہزار درہم مین اوسکو دیکر سرفراز کرونگا مشہور ہے کہ یہ بات اوس بدذات
کی سنکر عمر ابن حارث نامی ایک مرد بارکش ازبس عیار اوس جمعیت خلایق
مین سے اوٹھ کر کہنے لگا کہ اے امیر تو کچہ اندیشہ نہ کر مین تجہکو راہ بیراہ سے
دمشق مین اسطرح پہونچا دونگا کہ زنہار زحمت سفر سے تو آگاہ نہوگا یہ
ابن زیاد نے یہ بات اوس سے سُن کے خوش ہو کر کہا کہ اے بندۂ خدا اگر
تو میری نیت مین ہزار درہم دینے کا خیال تہا مگر اب ہزار دینار تجہکو دونگا
اور اسکے علاوہ دمشق مین پہونچکر تیری خدمت کرنے کا بہی حق ادا کرونگا
کہ تو مرد باتمکین و وقار معلوم ہوتا ہے القصہ یہ تقریر اوس بے پیر کی سُن کے
ازبس شادمان ہو کر عمر ابن حارث نے کہا کہ اے امیر اگر خزانہ بہی ہمراہ لیجانیکا
ارادہ ہو تو میرے پاس نَو اونٹ نہایت زبردست و چالاک ہین مال کی
حفاظت کے واسطے اپنے دسون بیٹون بلکہ سب غلامون کو اپنے ہمراہ
لئے لیتا ہون اور دمشق تک تیرا حافظ و رہنما رہونگا بس جسوقت تجہکو
چلنا منظور ہو مجہے آگاہ کر دے کہ تیرے در دولت پر حاضر ہون یہ سُن کے
ابن زیاد بیدین نے اوسوقت کمال بے اعتنائی سے لوگون کو بہکانے

بجز اپنے اوس سے کہا کہ خیر تو آج شام کو سب اونٹ و اپنے بیٹون کو ہمراہ لیکے
نماز عشا کے وقت میرے پاس آنا جیسا مناسب دیکھون گا ویسا ظہور مین آجائیگا
بس یہ کہکر ابن زیاد لعین منبر سے اوتر کے اپنے گہر مین جاکر سامان چلنے کا درست
کرنے لگا اور عمر ابن حارث بہی اپنے مکان پر آکے بیٹون اور غلامون سے
اس بات کا ذکر درمیان مین لاکے احتیاطاً اسباب ضروری کو جمع کرکے منتظر
وقت نماز عشا رہا کہتے ہین کہ عمر ابن حارث بہی گروہ شیعیان جناب علی ابن
ابیطالب علیہ السلام مین تہا مگر اوسنے طمع زر سے بلکہ خوف حکومت لیسر
مرجانہ لعین سے دہوکے مین آکے اسکی بارکشی و رہبری کو اختیار کیا تہا اور
علاوہ اسکے اس شخص کا یہی پیشہ تہا کہ تمام دیار عرب مین بڑا نامدار بارکش مرد
جرار مشہور تہا بلکہ ہمیشہ تاجرون اور حاجیون کو یہ اپنے اونٹ کرایہ مین دیکر
بسبب رہنمائی کے لیے ہمراہ جایا کرتا تہا اور کبہی بیٹے اوسکے ایسے دلاور نوجوان
تہے کہ ہر ایک کو برابر سو سواروں کے یہ سمجہکر اکثر تاجرون کے مال کے ساتہ
حفاظت کے لیئے اپنے ہمراہ لیجاتا تہا اور قزاقون کو اس مکار کی ایسی دہشت
ہوگئی تہی کہ راہ شام و یمن و حجاز مین جہان رہزن اسکے آنے کی خبر سن پاتے
تہے وہ اوس راہ سے فرار ہوکر اوس طرف چلے جاتے تہے جسطرف اسکے
جانے کا قصد نہ ہوتا تہا القصہ جب نماز عشا کا وقت آیا اور عمر ابن حارث
سب اونٹون کو معہ اپنے بیٹون اور پچاس غلامون کے سامان سفر اور
سلاح سے آراستہ ہوکر ابن زیاد مردود کے پاس آکر موجود ہوا تو ابن زیاد
لعین عمر ابن حارث کو ایسے سامان سے درست دیکھ کے تمام خزانہ و
مال انٹون پر بار کرواکے ہمیشہ گیا ترچ کر گھوڑے پر سوار ہوکے شہر بصرہ سے
نکلکر جلدی سے جنگل مین ہوا اہل بصرہ کو اوسدن زنہار اس بدکار کی

اس سرعت و اضطراب سے چلے جانے کا سبب کچھہ سواے اوس بدکردار
کے بیان کرنے کے اصلا دھیان مین نہ آیا ولیکن بدگہر کے چلے جانے
کے بعد دوسرے دن شہر بصرہ کے لوگون کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ زید
پلید کے وادی جہنم مین گرفتار ہونے کا معاملہ کوفہ مین مشہور ہے چنانچہ اہل
کوفہ نے خروج کرکے خانمان ابن زیاد بدکردار کو قتل و غارت اموال و اولاد
سے بالکل برباد کردیا ہے اور قیدخانہ کا دروازہ بہی توڑکر تمام محبوسون کو
زندان سے رہائی دے کے اونکو قتل کفار پر موکل کیا ہے پس اوسی دم
مردم بصرہ یہ خبر سنکے ازبس متاسف ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ حیف صد حیف
پہلے سے ہمکو یہ حال معلوم نہ ہوا کہ ابن زیاد بدنہاد کو پکڑکے انتقام خون
امام حسین علیہ السلام کی نیت سے مار کر لباس زندگی سے عریان کردیتے
پس اب کیا فائدہ کہ ہمکو تو کچھہ معلوم بہی نہین ہے کہ وہ بدکردار فرار ہوکر کن
جنگل کی راہ سے گیا ہے اور یہ لوگ اسی حیرت و اندوہ مین ہتے کہ شہر کوفہ مین
سلیمان ابن صرد خزاعی کو یہ حال معلوم ہوا کہ پور زیاد لعین تو عمرو ابن حارث
نامی ایک شخص کو رہنمائی کے لیئے ہمراہ لیکر بلکہ اوسکے بیٹون اور غلامون
کو بہی حفاظت کے لیئے اپنے ساتھ لے کے بصرے سے سوے دمشق اس
طرح پر بھاگا ہے کہ فوج کے لوگون مین سے ایک آدمی بہی اوس لعین کے
ہمراہ نہین ہے وہ بیدین فقط بجان واحد اوسکے ہمراہ گیا ہے القصہ سلیمان
ابن صرد خزاعی نے یہ خبر سنکے منادی کو حکم دیا کہ بازار کوفہ مین جاکر ندا کردے
کہ اے آل ثارات الحسین علیہ السلام جلدی مجتمع ہوکر میرے پاس آؤ
کہ ایک خبر فرحت اثر سے تمکو آگاہ کرکے دولت مدعا سے کامیاب کردون
سنتے ہین کہ جب منادی نے جاکے بازار مین یہ ندا کی تو بہی چار ہزار آدمی

منتقمان خون امام حسین مظلوم کربلا فوراً سلیمان کے پاس حاضر ہوکے کہنے لگے
کہ اے امیر کیا خبر ہے کہ جسکے لیئے تو نے ہمکو طلب کیا ہے سلیمان نے کہا کہ
ایہا الناس ابن زیاد لعین بصرہ سے بھاگ کر بے خیل و حشم تنہا عمرو ابن حارث
نامی ایک دلیل کے ہمراہ چند نفر اوسکے غلام اور بیٹے اپنی حفاظت کے لیئے
ساتھ لیکر دمشق کی طرف جاتا ہے لازم ہے کہ جلدی تیار ہوکر آؤ کہ تعاقب
کر کے اوسکو گرفتار کریں اور انتقام اہلبیت رسالت صلعم کا اوس سے لیکر
روح جناب ائمہ اطہار علیہم السلام کو خوشنود کر کے عزت کونین حاصل کریں
یہ سنکے سب دینداروں نے کہا کہ اے امیر واجب التوقیر ہم سب چلنے کو موجود
ہیں جسوقت ہمکو ارشاد ہو تیرے جلو میں راہی منزل مقصود ہوں اور سب
مومنین سلاح جنگ زیب جسم کر کے اسپ و شتر پر سوار ہوکر اور جس مومن
پاس کے پاس سواری سلاح کے سوا نہ تھی وہ پیادہ چلنے پر آمادہ ہوکر جب
سلیمان کے پاس آکر موجود ہوا تو سلیمان ذیشان جمعیت مومنین کو
ہمراہ لیکر شہر کوفہ سے نکل کے جنگل کی راہ سے سوئے دمشق تلاش ابن زیاد
لعین میں چلا غرض جب آٹھ شبانہ روز یہ جنگل میں چلے گئے اور نویں دن
ایک صحرا میں اونکے قریب جا پہنچے تو اتفاقاً عمرو ابن حارث کے بیٹوں میں
سے ایک لڑکا برابر قافلہ کے جو راستہ دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا یکبار اوسکی نظر پس
پشت جو پڑی اور ایک غبار عظیم اوسکو آمد فوج کا نظر آیا تو وہ یکبار راہ ساقہ پر
حال دیکھکر زیر بار تردد ہوکے اپنے باپ سے پکار کر کہنے لگا کہ اے والد مہربان
دیکھہ تو یہ گرد کیسی بیحد و بے حساب ہمارے پس پشت دکھائی دیتی ہے
اے پدر شاید یہ لوگ کوفہ کے شیعیان حضرت ابو تراب علیہ السلام
اس حال سے آگاہ ہوکر ہمارے تعاقب میں آئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ یہ خزانہ ہمسے چھین لیگر جرم ہمراہی لپسر مرجانہ بیدین مین ہمکو بھی معہ ابن زیاد
لعین ہلاک کر ڈالینگے یہ سنکے عمرو ابن حارث بھی بغور تمام اوس گرد کو
دیکھکر بیٹے سے کہنے لگا کہ اے نور دیدہ تو سچ کہتا ہے لیکن یزید ابن معاویہ
بدگہر زندہ ہے اہل کوفہ ایسی بات زنہار نہ کرینگے خیر اچھا ابن زیاد بے پیر سے مین
جاکر پوچھتا ہون دیکھون تو وہ بدعمل کیا بیان کرتا ہے اور ہرچند عمرو ابن حارث
اپنے دل مین سمجھ گیا تہا کہ یزید بدگہر مرگیا ہے الا ابن زیاد بدکردار سے احتیاطاً
جاکر پوچھنے لگا کہ اے امیر مین تجھ سے ایک بات پوچھتا ہون خبردار بے کم و کاست
مجھسے بیان کر دینا کہ مین ویسی تدبیر کرون وگرنہ بہت پچھتائیگا کہ سامان
خرابی موجود ہوچکا ہے اور اے امیر سچ بتادے کہ بصرہ سے تو اسطرح پر کس
سبب سے نکلا ہے کہتے ہین کہ اوسدم ابن زیاد غدار عمرو ابن حارث سے یہ
بات سنکر کچھ منغض سا ہوکر کہنے لگا کہ اے عمرو ابن حارث اس بات سے
پوچھنے کا کیا سبب ہے کہ مجھسے اس بات کو تو دریافت کرتا ہے عمرو ابن حارث
نے کہا کہ اے امیر اس سبب سے پوچھتا ہون کہ میرے بیٹے نے گوشہ سے
ایک گرد و غبار عظیم کوفہ کی طرف سے آتے دیکھا ہے وہ غبار سراسر سوارون کا
معلوم ہوتا ہے پس یہ کیا سبب ہے اسی باعث سے مین تجھسے پوچھتا ہون
کہ تیری فوج تو نہین آتی ہے یا یہ مخالفون مین سے ہین پس ابن زیاد بدنہاد یہ
بات سنکے مانند بید کانپ کے کچھ زرد ہوکر کہنے لگا کہ اے برادر یزید ابن معاویہ
بدکردار شام مین ایک وادی جہنم مین جا مقیم ہوا ہے مین اسی سبب سے
بصرہ سے اسطرح پر جاتا ہون [illegible] کے کچھ انتظام و تدبیر امور سلطنت
کرون اور کیا عجب ہے کہ اس خبر سے [illegible] آگاہ ہوکر مردم کوفہ شیعیان ابو تراب
علیہ السلام نے خروج کرکے [illegible] دمشق کے جانے کے حال سے مطلع ہوکر

ہمیز العاقب کیا ہوا اور مجھکو یقین کامل ہے کہ اگر وہ یہان آ پہونچین گے تو
مجھکو ضرور مار ڈالین گے مگر تو سلیمان ابن صرد خزاعی سے کچھ اندیشہ ناک
نہو کہ مجھکو مروان حکم فرعون تمکین نے بلایا ہے القصہ عمرو ابن حارث یہ بات
اوس بدذات سے سنکر ایسا گھبرایا کہ جہان روشن اوسکی نظرون مین تاریک
ہوگیا اور ابن زیاد لعین سے بے رخ ہو کر کہنے لگا کہ تو نے مجھسے بصرے مین
اس بات کو کیون نہ اظہار کر دیا کہ مین اور کچھ تدبیر کر لیتا بس اے پسر زیاد خراب
نہا دا اب میرے خون و میرے بیٹون کے خون ناحق کا تو مشغول الذمہ
ہے کس لیئے کہ انسے مقابلہ کرنے کی مجھمین طاقت نہین ہے یہ لوگ پانچ
چار ہزار آدمیون سے بہی زیادہ معلوم ہوتے ہین اور اگر نہ لڑونگا تو بہی
تیرے سبب سے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے کہ تو میرے ہمراہ ہے پس اے پسر مرجانہ
اب مین لاچار ہون کیا کرون محافظت جان کے خیال سے سوا اسکے
کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی ہے کہ تجھکو بے حیلہ و حوالہ اونکے حوالہ کر دون
کس لیئے کہ مین تو حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کو بہی نہین گیا تہا
کہ اوس گناہ کے سبب سے یہ مجھکو ستاوین گے اور تمام ملک عراق و عرب
مین آبر شام تا روم بارکش مشہور ہون جب مجھسے تیری کرایہ داری کرنے کی
وجہہ پوچھین گے تو مین کہدونگا کہ کسی سے کیا کام ہے مین ایک مرد
شتربان ہون جو شخص کافر و مسلمان مجھسے اونٹ بہ کرایہ مانگتا ہے تو
مین اوسکو دے کر اپنے مال کے ہمراہ رہتا ہون اسنے بہی جب اونٹ
بہ کرایہ مجھسے طلب کیا تو مین بہ [illegible] اوسکو بصرے سے لے آیا ہون
بھلا اسمین میری کیا خطا ہے اور اگر یہ بڑا گنہگار ہے تو اسے جو جی چاہے
کرو کہ مین اسکی جان کا مزاحم نہین ہوں بس اے پسر مرجانہ شاید اس

حیلہ سے وہ دست بردار مجھسے ہوجاوینگے تو البتہ میری جان اونکے
ہاتھ سے سلامت رہیگی والا کوئی صورت مجھے اپنے بچاؤ کی معلوم نہین
ہوتی ہے لکھا ہے کہ ابن زیاد لعین یہ تقریر عمرو ابن حارث کی سنکے ازبس
گھبرا کر بمنت وسماجت اوس سے کہنے لگا کہ خبردار اے بھائی ایسی حرکت
نہ کرنا کہ مین نے تیری پناہ مین آکے اپنی جان و مال کو تیرے اعتماد پر سپرد کیا ہے
بخدا اگر تو ذرا بھی میری حفاظت مین پہلوتہی کریگا تو یہ لوگ دم بھر مین یہان
آکر مجھکو مار ڈالینگے بس اے برادر اگر ہو سکے تو کوئی تدبیر میری جان
بچانے کی جلد سوچ کے عمل مین لا کہ تجھکو اپنے مال و دولت سے قارون
زمانہ کردونگا یہ سنکے عمرو ابن حارث کو کچھہ طمع زر زیادہ دامنگیر ہوگئی کہ یہ
ملعون مجھسے پناہ مانگتا ہے اب مین کیا اسکو ہلاک کراؤن ناچار ہوکر
اوس بیدین سے کہنے لگا کہ اے پور زیاد بدسیر اس سے بہتر کوئی تدبیر میرے
خیال مین نہین آتی کہ تجھکو پشت پر کسی اشتر کے ایک مشک مین دھر کر
پہلو پر کسی اونٹ کے کسکر ایک اور مشک پُرآب دوسری طرف پہلوی
شتر پر ڈالکر تھوڑا سا پانی تیری مشک پر چھڑک کر ایک گردپوش کلان اوسپر
ڈال دون کہ اگر تیری زندگی باقی ہے تو وہ اس دھوکے مین آکر تیرے
حال سے البتہ آگاہ نہ ہوسکینگے والا ماہر ہوجاوینگے تو نہ تیری جان سلامت
رہیگی اور نہ مجھکو جیتا چھوڑینگے اور اے پسر مرجانہ ہرچند کہ مجھسے اونکو کوئی
کینہ نہین ہے ولیکن مجھکو فقط تیرے پوشیدہ کرنے کے جرم پر ہلاک کرینگے
ورنہ مجھسے او نہین کیا مطلب ... سفر کربلا مین تم لوگون کا بارکش
بھی نہ تھا کہ اوس دشمنی کی علت ... مجھے قتل کرینگے بس یہ بات جو
عمرو ابن حارث سے سنی تو ... نے بمنت کہا کہ اے عمر جو کچھہ کرنا ہو

وہ اس حال سے پہلے عمل مین لا کہ اگر ابوترابی یہان آپہونچین گے تو پھر
کوئی تدبیر و تقریر میرے حق مین سودمند ہوگی غرض عمرو ابن حارث نے
اوس ملعون کو ایک اونٹ کے پہلو پر مشک مین دھر کے موہنہ باندھکر
دوسری مشک دوسرے پہلو سے اشتر پر ڈال کے ایک گردپوش کلان
اونٹ پر ڈالدی اور اوس اونٹ کو قطار کے بیچ مین کر کے وہان سے
بسرعت تمام روانہ ہوگیا تو ایک فرسنخ بھر راہ بھی اون لوگون نے ابھی
طے نہ کی تھی کہ سلیمان ابن صرد خزاعی معہ فوج مومنین اونکے برابر
پہونچکے تلوارین علم کر کے بلکہ نیزے تان کے اونکے گرد حلقہ کر کے کھڑا ہوگیا
اور عمر ابن حارث یہ حال دیکھکر اوس گروہ مومنین کے روبرو آکر کہنے لگا کہ
ایہا الناس تم کسکی تلاش مین پھرتے ہو اگر طالب خون ناحق جناب امام حسین
علیہ السلام کرتے ہو تو اوس جناب کو یزید پلید نے ابن زیاد و عمر سعد و شمر
ذی الجوشن و سنان ابن انس علیہم اللعنۃ والعذاب وغیرہ کے ہاتھ سے
شہید کروایا ہے بھلا مین نے اوس مولاے دوجہان سے کیا بدی کی ہے
کہ اونکے خون کا عوض مجھسے اور میرے لڑکون سے لیتے ہو اور اے
یارو کیا تم نہین جانتے ہو کہ مین ایک مرد شتربان اپنے اونٹون کو بکرایہ
دے کر اپنی اوقات بسری کرتا ہون میرا یہ پیشہ نہین ہے کہ مین بہ طمع زر کسی کے
قتل پر ارادہ کرون بلکہ یہ بھی تمکو ثابت ہے کہ مین سفر کربلا مین نہ فرزند رسول اکرم
علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھا اور نہ لشکر ابن زیاد لعین کے پس جب
عمرو ابن حارث نے یہ کلام [illegible] اہل اسلام سے کیا تو سلیمان ابن صرد
خزاعی نے کہا کہ اے ابن حارث مین نے سنا ہے کہ تو پسر زیاد شریر کو ہزار
دینار و ہزار درہم کی طمع سے [illegible] اپنے ہمراہ دمشق کو لیے جاتا ہے

یہ سکے عمرو ابن حارث نے کہا کہ اے امیر تو اپنے دل مین اس بات کو
دھیان کر کہ یہ لوگ خدا و رسول صلعم پر بہتان کرتے نہین موڑتے ہین
مین تو مرد شتربان ہون مجھپر کب اتہام کرنے مین اندیشہ کرین گے
اور اے سلیمان یہ بار جو اونٹون پر لدا ہوا دیکھتا ہے تو یہ مال سوداگرونکا
لیئے جاتا ہون پس معلوم ہوتا ہے کہ میرے کسی دشمن نے تجھسے یہ بات
اظہار کی ہے جو تو میرے تعاقب مین آیا ہے پس واللہ اے امیر میرا خون
اور میرے لڑکون کا تیری گردن پر پیش خدا و رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام
ثابت ہوئے گا اور بہلا اس بات مین تردد و تامل کرنا کیا ہے اسوقت
تو روز روشن ہے کچھہ شب تار بہی نہین اور یہ سراسر بیابان ہے خاطر خواہ
ابن زیاد بیدین کو ڈھونڈھ کر جہان وہ ہاتھ لگے گرفتار کر کہتے ہین کہ
ابن صرد بہت مرد نیک و خوشخو تہا عمرو ابن حارث کی یہ بات سنکر
اپنی فوج کے لوگون سے کہنے لگا کہ ایہا الناس ابن حارث کے فحوائے
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرد نیک سچ کہتا ہے ہمکو اسکے مال سے
کیا کام ہے کس لئے کہ ہم لوگ قزاق نہین ہین کہ مال کسی کا لوٹ
لیوین پر اے یارو تم ابن زیاد لعین کو ڈھونڈھ لو اگر وہ ہاتھ آیا تو اوسوقت
یہ مال و خزانہ سب ہمارا مال ہے اور قتل عمرو ابن حارث بہی معہ اوسکے
بیٹون کے ہم پر واجب ہو جاوے گا اور اگر ابن زیاد بیدین اسکی
ہمراہی مین نہ ملے گا تو پہر کسی طرح سے مال اسکا ناحق لینا ہمپر واجب
نہین ہے القصہ چار ہزار آدمی گھوڑے سے اوتر کر قطار مین ابن زیاد بدکردار
کو جب ڈھونڈھنے لگے تو قریب بارہ سو مرتبہ کے اوس اونٹ کے پاس
جس مین ابن زیاد بدنہاد تہا لوگ جا کر کھڑے ہوئے ولیکن اوسکو کسی نے

اون خیال سے نہ دیکھا کہ یہ اونٹ شاید پانی کے لیئے بار کیا گیا ہے جب سب
آدمی اچھی طرح سے اوس لعین کو ڈھونڈھ چکے تو سلیمان کے روبرو
آکر کہنے لگے کہ اے امیر ہمنے بہت تلاش کیا الا ابن زیاد بیدین کا پتا کہین نہین
ملتا ہے اب آگے جسطرح تو ارشاد کرے عمل مین لاوین یہ سنکے سلیمان
ابن صرد خزاعی نے کہا کہ اے یارو معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ابن حارث کا کلام
لباس راستی سے آراستہ ہے شاید ابن زیاد بدنہاد اسکی ہمراہی چھوڑکر اور
کہین چلا گیا مگر ایہا الناس اسمین زنہار شک نہین ہے کہ وہ بدکردار بصرہ سے
نکل چکا ہے واللہ ہمکو اوسکے تلاش کرنے مین کچھ تامل نہین چلو جنگل کو
چھوڑکر کنارہ فرات کی طرف سے چلکر ہر ایک راہ و غار و چاہ مین اوس
دین تباہ کو ڈھونڈھین کہ شاید وہ ستمگر کسی جا پر ہاتھ آجاوے واللہ قوم
بنی امیہ لعین و بنی مروان مردود مین سے جسکو جہان پر دیکھین گے
بتہ تیغ کرکے اپنی مراد حاصل کرینگے یہ کہکر عمرو ابن حارس سے سب
مومنین کو دست بردار ہوکے کنارے فرات کے وہ سردار راہی ہوگیا
تو عمرو ابن حارث یہ حال دیکھکر کہ یہ سب ہمسے دور نکل گئے ہین تو
ابن زیاد سنگدل کو جلدی سے کھول کر دیکھنے لگا کہ آیا بدگہر زندہ ہے
یا حبس دم ہوکر مر گیا الحاصل جب اوس ستمگر کو وہان سے نکالکر
دیکھا تو وہ لعین خوف قتل سے بیہوش ہوکر مثل مردہ ہوگیا ہے پھر تو اوسنے
پانی چھڑکے اور پنکھا جھلکر اوس مردود کے لیئے پھر سامان ہوش
و زیست مہیا کردیا جب وہ بدگردار ہوش مین آیا تو ممنون احسان ابن
حارث ہوکر ایک لاکھ درہم و تیس ۳۰ ہزار دینار سرخ اوسکو دیکر کہنے لگا
کہ اب کسی طرح یہان سے جلدی چلکر مجھکو دمشق مین پہونچا دے

غرض ابن حارث مکار نے اوس غدار کو چند روز کے عرصہ مین دمشق
مین پہونچوادیا اور جب سلیمان نے مع فوج مومنین راہ کنارے فرات
کی لی تو اثنائے راہ مین تا کوفہ جسکو آل بنی امیہ مروان معاویہ مین سے پایا
اوسے بعذاب شدید قتل کرکے سب مال و متاع اوسکا لوٹ لیا اور
اسی طرح سے لوٹتے بلکہ قتل کرتے ہوئے سب مومنین ابن زیاد کے
ہاتھ نہ آنے سے جب مایوس و محزون داخل کوفہ ہوئے تو اوس [illegible]
ہزار آدمی اوس سفر مین دشمنان دین و قوم بنی امیہ وغیرہ مین سے
سلیمان کی کوشش سے واصل جہنم ہوئے ولیکن جب یہ کوفہ
مین پہونچے تو ایک نامہ مختار نامدار کے لیئے لکھا اور وہ اوس زمانہ
مین مکہ معظمہ مین جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے اجازت خروج طلب
کررہا تھا جب اس مضمون کا نامہ لکھکر روانہ کیا کہ اے ابن ابو عبیدہ
ثقفی جلدی سے جانب عراق متوجہ ہو کہ ہمنے فضل خدا سے قاتلان
جناب مظلوم کربلا علیہ السلام کو جہان تک ہمارے ہاتھ آئے قتل کرکے
عراق کو بنی امیہ سے پاک کرکے اپنے تحت و تصرف مین کرلیا ہے اور اے
ابن ابو عبیدہ عالی وقار ہمکو اب فقط تیرے آنے کا انتظار ہے جب
تو آئیگا قصد ملک شام کا کرکے انشاء اللہ تعالیٰ ابن زیاد کو مارلیوینگے
پس جب مختار عالی وقار کے پاس یہ نامہ پہونچا تو اوسنے مضمون نامہ
سے مطلع ہو کر یہ جواب لکھ بھیجا کہ اے سلیمان ابن صرد خزاعی مرحبا
تیری ہمت پر کہ تو نے اس کام کی بنیاد ڈالدی مگر مین بھی جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام سے کہ برادر مظلوم کربلا و نائب جناب امام
علی ابن الحسین علیہ السلام کے ہین طالب اجازت خروج ہون

دیتے کسدن وہ جناب شریعت مآب اجازت دیتے ہین باوجود اسکے کہ اونکا
یہ حق برحق منصب امیری ظالمون نے غصب کرلیا ہے الا اونکو اسکی خواہش
کچھہ نہین ہے تو اس سبب سے میرے سوال پر بہی خوب اعتنا نہین فرماتے
ہین انشاء اللہ تعالے اے سلیمان ذیشان جب مجھکو دولت اجازت
خروج حاصل ہوجاوے گی تو پہر مجھکو کچھہ اور کام سواے تمہارے پاس
آنے کے نہین ہے پس اگر خواہش خداے تعالے ہے تو اس مطلب
سے کامیاب ہوکر جلد حاضر ہوتا ہون والسلام کُلُّ اَمرٍ مَرھُونٍ بِاَوقَاتِھَا

تمت

اطلاع

بخدمت حضرات مومنین اینکہ یہ حصہ ششم کتاب مسیب نامہ
کا ہے اور حق تالیف اسکا محفوظ ہے پس کوئی صاحب
قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ کرین ورنہ نقصان ہوگا
لینے کے دینے پڑینگے ہان جسقدر جلدین مطلوب
ہون راقم سے خرید فرماوین - تحریر تاریخ ۲
ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۰ھ بمقام لکھنؤ
محلہ فراشخانہ وزیر گنج -
راقم
سید عابد علی رضوی
مالک مطبع
اثنا عشری

Student - IAH